کنز الخطیب

۱۲

علامہ محمد دین چشتی

مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے، فیصل آباد، فون: ۶۲۶۰۴۶

کنز الخطیب
علامہ محمد دین چشتی
مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
12

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کنز الخطیب

ماہِ ذوالحجہ

(حصہ دوازدہم ۱۲)

تصنیف لطیف

علامہ محمد دین چشتی

ناشر

مکتبہ حامدیہ مہریہ، صدیق آباد (گوبندپورہ)

گلی نمبر ۱، فیصل آباد، فون ۶۱۵۸۶۴

Scanned with CamScanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب —— کنز الخطیب (حصّہ دوازدہم)

مؤلف —— علامہ محمد دین چشتی گولڑوی

طابع —— سید حمایت رسول قادری

کتابت —— محمد عاشق حسین ہاشمی (چنیوٹ)

اشاعتِ اول —— ۲۰۰۳ء / بمطابق ۱۴۲۳ھ

نظرِ ثانی —— قاری محمد عمر باسط ایم - اے

معاونین —— (۱) علامہ پروفیسر محمد افضل جوہر، اسلام آباد
(۲) حکیم حافظ عبدالحفیظ قادری، فیصل آباد

تعداد —— ایک ہزار

ناشر —— مکتبہ حامدیہ مہریہ جامع مسجد غوثیہ حامدیہ فیصل آباد

قیمت —— [redacted] روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد، مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ، لاہور

مکتبہ قادریہ، مین مارکیٹ داتا دربار، لاہور

مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ، محلہ مصطفےٰ آباد، فیصل آباد

نیو القمر بک کارپوریشن، گنج بخش روڈ لاہور

شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار راولپنڈی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، شہید مسجد، کھارادر، کراچی،

نوری بک ڈپو، امین پور بازار، فیصل آباد،

مکتبہ چشتیہ، راچ ڈیل (یو - کے)

فہرست موضوعات

انتساب ٨

الاہداء ٨

(١) فضائل ماہ ذوالحجہ ١٢

عشرہ ذوالحجہ کے روزہ دار کی قبر میں نور ١٢

یوم عرفہ کا روزہ ١٢

یوم عرفہ کے روزہ پر نور کے طباق ١٣

ماہ ذوالحجہ کے اہم واقعات ١٣

(٢) قربانی کی فضیلت ١٥

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قربانی ٢٨

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں ٢٩

قربانی کے جانور ٣٠

قربانی کے آداب ٣٠

قربانی کا گوشت ٣١

(٣) فضائل حج ٣٢

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حج کیلئے بلانا ٣٤

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدانِ عرفات میں ٣٨

مناسکِ حج کا ثواب ٣٩

حج اور خوفِ خدا ٤٢

حج کا ثواب ٤٤

حرام کے مال سے حج جائز نہیں ٤٩

حج کی حکمت ٥٠

حج کی شرائط ٥١

وجوبِ حج کی شرائط ٥٢

حج کا منظر ٥٣

احرام کے دو فرض ہیں ٥٧

احرام کے دو واجب ہیں ٥٧

احرام کی دو سنتیں ٥٨

مستحبات ٥٨

محرماتِ احرام ٥٨

مکروہات ٥٩

عورتوں کا احرام ٦١

میزابِ رحمت ٦٧

مقامِ ابراہیم ٦٨

ملتزم ٦٩

Scanned with CamScanner

آبِ زمزم	۷۰
طواف کی قسمیں	۷۲
(۴) حج وزیارت	۷۶
حجِ افراد	۷۷
حجِ قران	۷۷
حجِ تمتع	۷۷
زیاراتِ مکہ مکرمہ	۷۹
جبلِ ابو قبیس	۸۰
مولدِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	۸۰
محلہ بنی ہاشم	۸۰
جنت المعلیٰ	۸۰
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان	۸۱
حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان	۸۱
دارِ ارقم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)	۸۱
جبلِ رحمت	۸۱
میدانِ عرفات	۸۲
مزدلفہ	۸۲
مسجدِ خیف	۸۲
مسجدِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۸۲
مسجدِ جن	۸۲
غارِ حرا	۸۲
غارِ ثور	۸۳
مسجد الرایۃ	۸۳
حجِ بیت اللہ	۸۳
۹ ذوالحجہ حج کا دوسرا دن	۸۶
میدانِ عرفات میں دعا	۸۹
عرفات سے روانگی	۸۹
دس ذوالحجہ	۹۱
گیارہ ذوالحجہ	۹۳
طوافِ وداع	۹۳
مسجدِ قبا	۱۰۲
مسجدِ ذوقبلتین	۱۰۲
مسجدِ جمعہ	۱۰۲
مکان بنی نجار	۱۰۲
مسجدِ غمامہ	۱۰۳
جبلِ احد	۱۰۳
جبلِ سلع	۱۰۳
(۵) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل	۱۰۵
نام ونسب	۱۰۵

ولادت	۱۰۶
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرابت داری	۱۰۶
لقب	۱۰۶
قبولِ اسلام	۱۰۷
دامادیِ رسول	۱۱۰
حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح	۱۱۰
حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح	۱۱۱
ذوالنورین	۱۱۲
ایک شبہ اور اس کا ازالہ	۱۱۳
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں	۱۱۵
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی ہجرت	۱۱۸
سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری ہجرت	۱۲۱
حبشہ سے مدینہ کی طرف ہجرت	۱۲۲
بئرِ رومہ کی خریداری	۱۲۳
(۶) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبۂ جہاد	۱۲۶
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور غزوۂ بدر	۱۲۷
دوسری صاحبزادی سے نکاح	۱۲۸
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ احد میں	۱۲۹
غزوۂ ذات الرقاع میں شرکت	۱۳۰
غزوۂ تبوک	۱۳۱
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفیر	۱۳۴
بیعتِ رضوان	۱۳۵
سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہدِ صدیقی میں	۱۳۸
سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہدِ فاروقی میں	۱۳۸
بحیثیت مفتی	۱۳۹
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین	۱۳۹
بیعتِ خلافت	۱۴۰
پہلا خطبۂ خلافت	۱۴۰
دورِ عثمانی کی فتوحات	۱۴۱
اسکندریہ کی فتح	۱۴۲
افریقہ کی فتح	۱۴۳
فتحِ اندلس	۱۴۴
قبرص کی فتح	۱۴۵

Scanned with CamScanner

جزیرۂ رودس کی فتح	۱۴۸
رُومیوں کے بحری بیڑے کی پسپائی	۱۴۸
آذربائیجان کی فتح	۱۴۹
خراسان اور طبرستان کی فتح	۱۵۰
(۷) سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت و حیاء اور شہادت	۱۵۲
خشیتِ باری تعالیٰ	۱۵۳
محبتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۵۴
حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرم و حیاء	۱۵۶
حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخیا	۱۵۷
تواضع و انکساری	۱۵۷
سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے منصوبے	۱۶۰
سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے اسباب	۱۶۲
(۸) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل	۱۶۷
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شجرۂ نسب	۱۶۸
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت	۱۶۹
ذریعۂ معاش	۱۷۰
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام لانا	۱۷۰
مسلمانوں کی قوت میں اضافے کا باعث	۱۷۶
آسمانوں میں خوشیاں	۱۷۸
مدینہ منورہ کی طرف ہجرت	۱۷۸
(۹) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت	۱۸۱
ہجرت	۱۸۲
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشیتِ الٰہی	۱۸۳
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زُہد اور قناعت	۱۸۵
امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سادہ لباس	۱۸۷
فاروقی رُعب و دبدبہ	۱۸۹
دُنیا سے بے رغبتی	۱۹۲
بیت المال کی حفاظت	۱۹۲
تواضع اور انکساری	۱۹۴
رضائے الٰہی کیلئے نرمی اور سختی	۱۹۵
خدمتِ خلق	۱۹۷

(۱۰) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل	۱۹۹
اسلام میں پہل کرنیوالوں کو ترجیح	۲۰۱
حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کا احترام	۲۰۳
عدلِ فاروقی	۲۰۵
حقوقِ زوجین کا لحاظ	۲۰۶
عوام کی خبرگیری	۲۰۷
شیرخوار بچوں کا وظیفہ	۲۰۷
(۱۱) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جہاد	۲۰۹
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر میں	۲۱۱
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ جنگ میں	۲۱۱
عراق کی فتوحات	۲۱۱
عہدِ فاروقی میں فتوحاتِ عراق	۱۱۳
جنگِ قادسیہ	۱۱۷
جلولا کی فتح	۲۱۹
شام کی فتح	۲۲۲
حمص کی فتح	۲۲۳
جنگِ یرموک	۲۲۳
بیت المقدس کی فتح	۲۲۷
متفرق فتوحات	۲۲۸
قیساریہ	۲۲۸
جزیرہ	۲۲۸
خورستان	۲۲۸
مِصر	۲۲۹
(۱۲) سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات و شہادت	۲۳۲
خوفِ خدا	۲۳۴
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس	۲۳۴
بے تکلف سفر	۲۳۴
حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ	۲۳۵
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذاق کی سزا	۲۳۶
دریائے نیل کے نام خط	۲۳۷
عدلِ فاروقی کی قسم	۲۳۸
سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت	۲۳۹
جانشینوں کی نامزدگی	۲۴۲
قرض کی ادائیگی	۲۴۳
ایک اہم گزارش	۲۴۴

Scanned with CamScanner

اِنتساب

حضور سیّد المرسلین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین، امام الانبیاء، حبیبِ کبریاء، شہرِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کے جدِ امجد حضرت سیّدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام

کے نام!

جن کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر اُمّتِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے قربانی کو بخشش کا ذریعہ اور آخرت کی نجات کا وسیلہ بنایا۔

خادمِ اہلِ بیت و اصحاب علیہم الرضوان
محمد دین چشتی گولڑوی

الاہداء

والدِ گرامی میاں محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے نام!

جن کی بے مثل تربیت سے اس ناچیز کو علمِ دین حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ بجاہِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم والدِ گرامی کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، آمین! ثم آمین!

خادمِ اہلِ بیت و اصحاب علیہم الرضوان
محمد دین چشتی گولڑوی

فضائلِ ماہِ ذوالحجہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاَوْقَاتَ الْمُبَارَکَةَ وَتَمَّ لَنَا اثْنَا عَشَرَةَ الشُّهُوْرَ الْمُبَارَکَةَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ (سورۃ توبہ، آیت: ۳۱)

ترجمہ: "بے شک مہینوں کی گنتی، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب میں۔"

حضراتِ محترم! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس پاک پروردگار نے مجھ جیسے بندۂ کمترین و گنہگار کو اپنے حبیبِ مکرم، رحمتِ عالم و عالمیان شفیعِ عاصیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل "کنز الخطیب" لکھنے کی سعادت عطا فرمائی۔

اس کتاب کی ابتدا کرتے وقت قلم لرزتا تھا، دل مضطرب و بیقرار تھا کہ بارہ حصے کیسے مکمل کر سکوں گا؟ مگر اللہ رب العزت کے بے پناہ فضل و کرم اور اُس کی توفیقِ رفیق سے، یقینِ کامل کے ساتھ کام کرتا رہا۔ ایک ایک حوالہ کے لیے جب کئی کئی کتابوں کی ورق گردانی کرنا پڑتی اور رات بھر نایاب موتیوں کی تلاش کرنا پڑتی، مسلسل شب بیداری اور جستجو سے آنکھیں پُرآشوب ہو جاتیں، تو تھک ہار کر کئی بار لکھنے کا ارادہ ترک کرنے کا سوچا مگر پھر ایک

Scanned with CamScanner

نئے ولولے، جذبے اور اُس کی توفیق سے علم کے بحرِ بے کنار میں سے نایاب موتی تلاش کرنا شروع کردیا۔ آج ۱۲ رجب المرجب، بوقتِ صبح، نمازِ فجر کے بعد "کنز الخطیب" کا بارہواں حصّہ شروع کررہا ہوں۔ یہ سب اس ذاتِ رحیم وکریم کی توفیق سے ہے، ورنہ

"من آنم کہ من دانم!"

دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیبِ مکرّم، نبیِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے طفیل شرفِ قبولیت سے نوازے، آمین! بقول عارفِ کھڑی شریف (علیہ الرحمہ) کے!

؎ شکر الحمد خُداوند تائیں، باہر حد شماروں
ایہہ فرمائش پُوری ہوئی، دیہل لدھی سرکاروں

؎ ہر اک سخن میرے دی قیمت پاؤ نال انصافے
دیہو دعائیں جے میں کھوٹا، اگے دھراں صرافے
پڑھنے سُننے والے بھائی، شوق دیوے ربّ سائیں
براہِ خدائیں پر آکھو فاتحہ خیر دُعائیں

اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ذُوالحجہ ہے اور اسے ذُوالحجہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ اسی ماہِ مکرّم میں حج کرتے ہیں۔ یہ ماہِ مقدّس اِن چار عزّت والے مہینوں میں ہے جن کا ذکر ماہِ محرم میں گزر چکا ہے۔ اِس مہینے میں کثرتِ نوافل، تلاوت، صدقہ وخیرات وغیرہ اور عبادات کا بہت بڑا ثواب ہے۔

اِس ماہ کے ابتدائی عشرہ کی راتوں کا ذکر اللہ تعالیٰ یُوں فرماتا ہے:۔

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (سورۃ الفجر آیت ۱-۲) قسم ہے مجھے فجر کی (قربانی کی فجر) اور دس راتوں کی، (یعنی ذُوالحجہ شریفہ کے شروع کی دس راتوں کی)

حضور نبی اکرم شفیع اُمم، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں، جب عشرہ ذُوالحجہ شروع ہوجائے اور تم میں سے بعض لوگ قربانی کا ارادہ کریں تو چاہیے کہ

بال اور جسم سے کسی شئے کو مس نہ کریں، اور ایک روایت میں ہے:

فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يُقَلِّمَنَّ ظُفْرًا (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۷)

ترجمہ: "بال نہ کترائے اور نہ ناخن ترشوائے۔"

تو معلوم ہوا کہ ماہِ ذُوالحجہ کا پہلا عشرہ انتہائی حُرمت، عزّت اور فضیلت والا ہے، جس کی دس راتوں کی اللہ تعالیٰ قسم فرماتا ہے اور حضور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بال کترانے، ناخن ترشوانے سے منع فرمایا۔ تو معنی یہ ہوا کہ،

- ○ ذُوالحجہ کے پہلے عشرے کی راتوں کو شب بیداری کرو۔
- ○ ذُوالحجہ کے پہلے عشرے میں کثرت سے نوافل پڑھو۔
- ○ ذُوالحجہ کے پہلے عشرے میں بال مت ترشواؤ۔
- ○ ذُوالحجہ کے پہلے عشرے میں ناخن مت کٹواؤ۔

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی دن اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب نہیں سوائے ان دس دنوں کے کہ ان میں عبادت کی جائے (یعنی عشرہ ذُوالحجہ میں)

يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ	ان دنوں میں سے ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ہے۔
وَقِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۸)	اور ان دنوں کی ایک رات کا قیام، لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خدام سے ان دس راتوں میں چراغ جلانے کا حکم دیتے اور ان راتوں میں جاگنے کی رغبت دلاتے تھے اور خود بھی شب بیداری فرماتے۔ (غنیۃ الطالبین ج ۱، ص ۱۴۴)

Scanned with CamScanner

عشرہ ذوالحجہ کے روزہ دار کی قبر میں نور

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: میں عشرہ ذوالحجہ کی راتوں میں سے ایک رات بصرہ کے ایک قبرستان میں تھا کہ میں نے ایک قبر سے نور کی شعاعیں دیکھیں۔ یہ دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا۔ آواز آئی: "اے سفیان ثوری! اگر تُو ۹ دن ذوالحجہ کے تو نے روزے رکھے، تو تیری قبر سے بھی اسی طرح نور نکلے گا۔" (نزہۃ المجالس، ج۱، ص۱۶۷)

اُم المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ چار چیزوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورہ (دس محرم) کا روزہ، ذوالحجہ کے عشرے کے روزے (یاد رہے کہ عید کے دن کا روزہ منع ہے) ہر ماہ کے تین روزے، اور فجر سے قبل دو رکعتیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۱۸۰)

یومِ عرفہ کا روزہ

ذوالحجہ کے عشرہ میں عرفہ (۹ ذوالحجہ) کا دن بڑا اہم ہے۔ عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، مگر یہ غیر محرم (غیر حاجی) کے لئے ہے، حاجی ایسا نہ کرے، تاکہ حج کے احکام بآسانی ادا کر سکے (ماثبت من السنۃ ج۲، ص۲۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہدِ رسالت میں ایک شخص گانے بجانے سے محبت رکھتا تھا، مگر جب ذوالحجہ کا چاند نظر آتا، تو روزے رکھنا شروع کر دیتا۔ حضور نبی اکرم، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے بلا کر دریافت فرمایا تو کس وجہ سے ان دنوں کے روزے رکھتا ہے۔ عرض کرنے لگا: "یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) یہ دن حج کے دنوں میں سے ہیں اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے حاجیوں کی دعاؤں میں شریک فرمائے۔" حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھے ہر دن کے روزے کے بدلے ایک سو مسلمان غلاموں کو آزاد کرنے، ایک سو اونٹ صدقہ کرنے اور ایک سو گھوڑے

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے کا ثواب ملے گا۔ اور عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بدلے میں دو ہزار غلاموں کو آزاد کرنے، دو ہزار اونٹ صدقہ کرنے اور دو ہزار گھوڑوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینے (یعنی جہاد کے لئے) کا ثواب ملے گا اور گزشتہ سال اور ایک آئندہ سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔" (غنیۃ الطالبین ج۲، ص۲۵)

یومِ عرفہ کے روزہ پر نور کے طباق

ایک بزرگ نے دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور دیکھا کہ اُس بزرگ کے ایک دوست کے آگے دس نور کے طباق آتے ہیں جبکہ اُس کے اپنے آگے صرف دو نور کے طباق آتے۔ اِس پر اُسے تعجب ہوا، اتنے میں اُسے بتایا گیا کہ تیرے دوست نے دس سال عرفہ کا روزہ رکھا، اس لئے اُس کے دس نور کے طباق آئے، جبکہ تو نے صرف دو سال عرفہ کے روزے رکھے، اِس لئے تیرے آگے دو نور کے طباق آئے (نزہۃ المجالس ج۱، ص۱۶۷)

ماہِ ذوالحجہ کے اہم واقعات

اس ماہِ مکرم میں ہونے والے اہم واقعات درج ذیل ہیں:۔

- یکم ذوالحجہ کو سیدۃ النساء، خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہوا۔
- آٹھ ذوالحجہ کو یومِ ترویہ کہتے ہیں، حجاج کرام اپنے اُونٹوں کو پانی سے سیراب کرتے تھے۔
- آٹھ ذوالحجہ کو رات کے وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے ذبحِ اسمٰعیل (علیہما السلام) کا خواب دیکھا تھا۔
- نویں ذوالحجہ کو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے پہچان لیا کہ یہ خواب صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے۔
- نویں ذوالحجہ حجاج حضرات میدانِ عرفات میں جا کر فریضۂ حج سرانجام دیتے ہیں۔
- دس ذوالحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں، یہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی مقبول قربانی کا دن ہے۔

Scanned with CamScanner

- دس ذوالحجہ کو اُمتِ مسلمہ اپنے جانوروں کی قربانی دیتے ہیں۔
- گیارہ ذُوالحجہ کو بھی قربانیاں دی جاتی ہیں۔
- بارہ ذُوالحجہ کو بھی عصر تک قربانی دینا جائز ہے۔
- بارہ ذُوالحجہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھائی چارہ قائم کیا تھا۔
- نو ذُوالحجہ کی فجر سے تیرہ کی عصر تک تکبیراتِ تشریق کہی جاتی ہیں انہیں ایامِ تشریق کہتے ہیں
- چودہ ذُوالحجہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز میں اپنی انگوٹھی صدقہ کی تھی۔
- ستائیس ذُوالحجہ کو یزیدیوں نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تھا۔
- اٹھائیس ذُوالحجہ کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر بیٹھے تھے۔ (عجائب المخلوقات صـ ۲۶)
- ذُوالحجہ سنہ ۵ھ — غزوۂ سویق ہوا۔
- ذُوالحجہ سنہ ۲ھ — پہلی عید الاضحیٰ ہوئی۔
- ذُوالحجہ سنہ ۵ھ — غزوۂ بنو قریظہ ہوا۔
- ذُوالحجہ سنہ ۶ھ — اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا۔
- ذُوالحجہ سنہ ۷ھ — سریّہ اخزم بن ابی العوجا ہوا۔
- ذُوالحجہ سنہ ۹ھ — حج بیت اللہ فرض ہوا۔
- ذُوالحجہ سنہ ۱۰ھ — حجۃ الوداع ادا کیا گیا۔
- ۲۳ ذُوالحجہ سنہ ۳۵ھ — شہادتِ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئی۔
- یکم ذُوالحجہ سنہ ۶۸ھ — حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات ہوئی۔
- ذُوالحجہ سنہ ۱۱۴ھ — حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی۔
- ذُوالحجہ سنہ ۸۵۲ھ — علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔
- ۱۸ ذوالحجہ سنہ ۱۳۶۷ھ — حضرت مولانا مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی وفات ہوئی۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

قربانی کی فضیلت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلٰی نُعَمَائِہِ الشَّامِلَۃِ وَالْآئِہِ الْکَامِلَۃِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی جَدِّہٖ سَیِّدِنَا اِسْمَاعِیْلَ ذَبِیْحِ اللّٰہِ وَسَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلِ اللّٰہِ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ط فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ط قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سُورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۱۰۱ تا ۱۰۵)

ترجمہ: "جب وہ اتنا بڑا ہو گیا کہ آپ کے ساتھ دوڑ دھوپ کر سکے۔ آپ نے فرمایا: اے میرے پیارے فرزند! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب بتا تیری کیا رائے ہے؟ عرض کیا اے میرے والد بزرگوار! کر ڈالیے، جو آپ کو حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا، تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے اطاعت کے لئے سر خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا، اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم! (بس ہاتھ روک لو۔) بیشک تو نے سچ کر دکھایا اپنے خواب کو، ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنوں کو۔"

Scanned with CamScanner

برادرانِ اسلام! آج عیدالاضحیٰ کا مبارک دن ہے جسے عیدِ قربان بھی کہتے ہیں ۔ لفظ عید عَود سے ماخوذ ہے اور عَود کا معنیٰ (بار بار) لوٹنا ہے۔ یہ وہ مقدس دن ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں لوٹ کر آتی ہیں ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کو انعام و اکرام سے نوازتا ہے ۔ عیدِ قربان جب بھی آتی ہے ایک ایسے واقعہ کی یادگار ہے جو ہزاروں سال پہلے کا ہے ۔ حجازِ مقدس کے ریگستان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نوّے سال بے اولادی میں گزر گئے ۔ شب و روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نرینہ اولاد کے لئے دُعا فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے بڑھاپے کی عمر میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام عطا فرمائے۔ باپ بیٹے سے بے حد پیار کرنے لگا ۔ آرزوؤں کے پورے ہونے پر مسرّت اور خوشی کے دِن بسر ہونے لگے۔ مگر چند ہی دن گزرے تھے کہ امتحان کا وقت آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے ابراہیم (علیہ السلام) اپنی بیوی حضرت ہاجرہ (سلام اللہ تعالیٰ علیہا) اور نونہال فرزند سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام، کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق صحرا میں چھوڑ آؤ ۔ یہاں آبادی کا نام و نشان تک نہ تھا ۔ نہ کھیتی باڑی، نہ پانی نہ درخت، گرما گرم پہاڑ اور صحرا تھا۔ پانی کا دُور دُور تک نشان نہ تھا ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا ۔

ـہ یہاں صحرا ہی صحرا تھا، چٹانیں ہی چٹانیں تھیں
جنابِ ہاجرہ یا ایک بچہ دو ہی جانیں تھیں

ـہ نہ دانہ تھا نہ پانی تھا بھروسہ تھا فقط رب پر
بڑھی جب دھوپ کی گرمی تو جاں آنے لگی لب پر

سیدنا ابراہیم علیہ السلام انہیں چھوڑ کر واپس لوٹے تو مشکیزے کا پانی ختم ہوگیا ۔ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں دوڑی، صفا و مروہ پر پھر رہی تھی ۔ پیاس کی شدت تھی، ہُو کا عالم تھا، بچے کا فکر تھا ۔ بہرحال ماں ہزاروں ارمانوں سے اپنے فرزند کو پال رہی تھی ۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کام کاج کے قابل ہو چکے تھے ۔

یہاں قوم بنو جرہم آباد ہو چکی تھی، تو آج والدِ محترم سیدنا ابراہیم علیہ السلام، اور فرزند دلبند سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی کئی سالوں بعد مُلاقات ہوئی۔ باپ بیٹے نے اللہ کریم کا شکر ادا کیا کہ امتحان میں کامیابی حاصل ہو گئی ہے ۔

(تفصیل "کنز الخطیب" کے گیارھویں حصے میں ملاحظہ کریں)

مگر آج ایک انوکھا اور نرالا امتحان آگیا، وہ یہ کہ ذوالحجہ کا مہینہ تھا ۔ ۸ ذوالحجہ کو رات کے وقت ایک خواب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے ۔ صبح اُٹھے تو سوچ میں پڑ گئے کہ یہ رحمانی خواب ہے یا شیطانی؟ اسی وجہ سے آٹھ ذوالحجہ کو یوم ترویہ کہتے ہیں (ترویہ ۔ یعنی سوچ کا دن) آپ دوسری رات آرام فرما ہوئے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے ۔ اس لئے ۹ ذوالحجہ کو یوم عرفہ (پہچاننے کا دن) کہتے ہیں اور دسویں رات خواب دیکھا، تو یقین آگیا کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور دسویں رات پھر خواب دیکھنے کے بعد مصمم ارادہ کر لیا کہ سب سے پیاری چیز (یعنی اسمٰعیل علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کیا جائے ۔ صبح اُٹھے، تو اپنے پیارے بیٹے سے کہنے لگے:

"اے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں (حکم خداوندی سے) اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں، تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟" حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فوراً ابا حضور کو عرض کیا، ابا جان! اللہ تعالیٰ کے حکم کی فوراً تعمیل کیجیے، میں حاضر ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھے صابر پائیں گے ۔ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امتحان دینے کے لئے تیار ہوں۔

ـہ خلیل اللہ اُٹھے خواب سے، دِل کو یقیں آیا
کہ آخر امتحاں بندے کا مالک نے ہے فرمایا

ـہ پدر بولا کہ بیٹا آج میں نے خواب دیکھا ہے
کتابِ زندگی کا اِک نرالا باب دیکھا ہے
یہ دیکھا ہے کہ میں خود آپ تجھ کو ذبح کرتا ہوں
خُدا کے نام سے تیرے لہو سے ہاتھ بھرتا ہوں

Scanned with CamScanner

باپ صابر ہے، بیٹا شاکر ہے۔ باپ پیکرِ وفا ہے، بیٹا پیکرِ تسلیم و رضا ہے۔
اب باپ بیٹا چلنے لگے، تو بیٹے نے عرض کی ”اے ابا جان! چھری کے علاوہ رسّی اور آنکھوں پر باندھنے کے لئے پٹی بھی ہمراہ لے لیں۔ پھر باپ بیٹا چل دیئے۔ بعض روایات میں ہے“ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا، تفسیر نعیمی میں بھی انتقال کا لکھا ہے مگر تفسیر مظہری میں عجب لکھا ہے۔ صاحبِ تفسیر مظہری لکھتے ہیں:۔

”حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا، تو شیطان نے سوچا اگر اس وقت میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے گھر والوں کو نہ بہکا سکا تو پھر کبھی اُن کی اولاد میں سے کسی کو نہ بہکا سکوں گا۔ یہ ارادہ کر کے وہ مرد کی شکل میں لڑکے کی ماں (یعنی سیدہ ہاجرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا) کے پاس پہنچا اور کہنے لگا ”تم کو معلوم ہے کہ ابراہیم (علیہ السّلام) تمہارے بیٹے کو کہاں لے گئے ہیں؟“ ماں نے کہا: ”دونوں اس گھاٹی سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔“ شیطان نے کہا: ”نہیں خدا کی قسم ایسا نہیں ہے، بلکہ ابراہیم اسمٰعیل (علیہما السّلام) کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں۔“ ماں نے کہا: ”ایسا نہیں ہو سکتا، وہ تو اپنے بیٹے سے بہت پیار کرتے ہیں، اور اُن کے دل میں بیٹے کی بڑی محبت ہے۔“ شیطان لعین نے کہا: ”وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔“ ماں نے کہا: ”اگر ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے تو ربّ العالمین کی اطاعت کرنا ہی بہتر ہے۔“ شیطان یہاں سے مایوس ہو کر بیٹے کے پاس پہنچا۔ بیٹا اس وقت باپ کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ تو شیطان نے اُن سے کہا: ”اے لڑکے! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا باپ تم کو کہاں لے جا رہا ہے؟“ لڑکے نے کہا:
”ہم گھر کے لئے بطورِ ایندھن لکڑیاں، اس گھاٹی سے لینے جا رہے ہیں۔“ شیطان نے کہا:
”خدا کی قسم! ان کا (ابراہیم علیہ السّلام کا) مقصد یہ نہیں ہے، بلکہ وہ تمہیں ذبح کرنا چاہتے ہیں۔“
لڑکے نے کہا: ”کیوں؟“ شیطان نے کہا: ”اُن کا خیال ہے کہ اُن کے رب نے انہیں اس بات کا حکم دیا ہے۔“ لڑکے نے کہا: ”اگر ایسا ہے تو انہیں اپنے ربّ تعالیٰ کی اطاعت بسر و چشم

کرنی چاہیئے۔ میں راضی ہوں۔“ جب لڑکے نے شیطان کی بات نہ مانی، تو شیطان نے باپ (سیدنا ابراہیم علیہ السّلام) کی طرف رُخ کیا اور انہیں کہنے لگا: ”اے شیخ کہاں کا ارادہ ہے؟“ سیدنا ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا: ”میں ایک کام سے اِس گھاٹی میں جا رہا ہوں۔“ شیطان کہنے لگا: ”خدا تعالیٰ کی قسم میں جانتا ہوں کہ شیطان نے خواب میں آ کر تمہیں اپنے لڑکے کے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔“ حضرت ابراہیم علیہ السّلام پہچانتے تھے کہ یہی شیطان ہے۔ بولے: ”اے اللہ تعالیٰ کے دُشمن! میرے راستے سے ہٹ جا، میں ضرور بالضرور اپنے ربّ کا حکم پورا کروں گا۔“ شیطان غضب ناک ہو کر لوٹ گیا۔
ابُو طفیل علیہ الرحمہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السّلام کو بیٹے کے ذبح کر دینے کا حکم دیا گیا تو مشعر پر شیطان (روکنے کے لیے) آپ کے سامنے آ گیا، لیکن آپ آگے نکل چکے تھے۔ پھر جب آپ جمرہ عقبیٰ پر پہنچے تو وہاں شیطان سامنے آ گیا، آپ نے سات کنکریاں ماریں، شیطان چلا گیا۔ پھر جمرہ وسطیٰ پر پہنچے، تو شیطان پھر سامنے آ گیا۔ آپ نے سات کنکریاں ماریں، شیطان بھاگ گیا۔ پھر جمرہ کبریٰ کے پاس آئے تو شیطان سامنے آیا، آپ پھر سات کنکریاں ماریں، تو شیطان بھاگ گیا، اِس کے بعد آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لیے چل دیئے۔“

(تفسیر مظہری (عربی)، زیرِ آیت)

سیدہ ہاجرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا کا وصال ہو چکا تھا یا زندہ تھیں، دونوں روایات ملتی ہیں، از رُوئے دیانت دونوں ہی لکھ دی ہیں۔

اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خواب کیوں آیا؟ حضرت جبریل علیہ السّلام وحی لے کر کیوں نہ آتے؟ صاحبِ تفسیر رُوح البیان حضرت علامہ اسمٰعیل حقّی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:
”انبیاء کرام علیہم السّلام کے دِل نہیں سوتے، کیونکہ لِطَهَارَةِ نُفُوْسِهِمْ

Scanned with CamScanner

اس لئے کہ اُن کے نفوس پاکیزہ ہوتے ہیں اور شیطان انبیاء کرام علیہم السلام کے خواب میں نہیں آسکتا۔ رُؤْيَاءُ الْاَنْبِيَاءِ حَقٌّ (انبیاء کرام کے خواب سچے ہوتے ہیں)

اللہ اللہ! عجیب امتحان ہے۔ قدم قدم پر امتحان ہے۔

- ○ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا بڑھاپا ہے۔ کئی سالوں کے بعد بیٹا عطا ہوا ہے۔ ابھی امتحان کا سابقہ پرچہ حل ہی کیا تھا کہ نیا اور نادر امتحان آگیا۔
- ○ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام تین دن خواب دیکھتے ہیں۔
- ○ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام خواب کو وحی جان کر تعمیلِ حکم کے لئے تیار ہیں۔
- ○ سیدنا ذبیح اللہ علیہ السلام انتہائی سکون و اطمینان سے تعمیلِ حکم کے لئے تیار ہیں۔
- ○ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام چھُری لئے ہوئے بیٹے کو ذبح کرنے جا رہے ہیں۔
- ○ سیدنا ذبیح اللہ علیہ السلام کو شیطان روکنا چاہتا ہے مگر آپ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا کے لئے تیار ہیں۔
- ○ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام کو تین جمروں کے پاس شیطان کا سامنا ہوتا ہے۔
- ○ سیدنا خلیل اللہ علیہ السلام، تینوں جگہ سات سات کنکریاں مارتے ہیں۔

آج سُنّتِ خلیل اللہ علیہ السلام کے مطابق سات سات کنکریاں حج کا اہم رُکن ہے۔

؎ سعادت مند بیٹا جھک گیا فرمانِ باری پر
زمین و آسمان حیران تھے اس طاعت گزاری پر

؎ کہا فرزند نے اے باپ! اسمٰعیل صابر ہے
خُدا کے حکم پر بندہ پئے تعمیل حاضر ہے

؎ رضا جوئی کی یہ صورت نظر آئی نہ تھی اب تک
یہ جرأت پیشتر انسان نے دکھلائی نہ تھی اب تک

وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ (اور پیشانی کے بل لٹا دیا) حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے

چھُری کو تیز کرلیا۔ آنکھوں کو بند کرلیا۔ پٹی باندھ لی ہے۔ اسمٰعیل علیہ السلام کو پیشانی کے بل لٹا دیا ہے۔ باپ بیٹا مطمئن ہیں۔ طائرانِ سدرہ اور فرشتگانِ الٰہی یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ یہاں یقین ہی یقین ہے۔ ایمانِ محکم ہے۔ پیشِ نظر تسلیم و رضا ہے۔

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ۔ (اور ہم نے پکارا اے ابراہیم!

باپ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر بیٹے کی گردن پر چھُری چلا دی، بیٹے نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اپنی گردن کٹنے کے لئے جھکا دی۔

؎ یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی

حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا "کیا تجھے کبھی مشقت کے ساتھ جلدی سے آسمان سے اُترنا پڑا؟" جبریل علیہ السلام نے عرض کی "ہاں چار بار۔

پہلی بار جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نمرود کی آگ میں ڈالا گیا۔ میں عرش کے نیچے تھا، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا "میرے بندے کے پاس پہنچ جا"۔ میں جلدی سے اُن کے پاس پہنچ گیا اور پوچھا۔ هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ۔ (کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟)

فَقَالَ اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا۔ (فرمایا، تجھ سے کوئی حاجت نہیں)

دوسری بار جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھُری کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی گردن پر رکھ دیا۔ میں عرش کے نیچے تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا، میرے بندے کے پاس پہنچ جا، پس میں آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی پہنچ گیا۔

فَقَلَبْتُ السِّكِّيْنَ عَلٰى حَلْقِ اِسْمٰعِيْلَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) (تو میں نے چھُری حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے سے پلٹ دیا۔)

Scanned with CamScanner

تیسری بار جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، کو غزوۂ اُحد میں کفار نے زخمی کیا اور آپ کے دانت مبارک کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا۔ اُحد کے دن میں عرش کے نیچے تھا،

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَدْرِکُ دَمَ حَبِیْبِیْ لَوْسَقَطَ مِنْ دَمِہٖ عَلَی الْاَرْضِ قَطْرَۃً مَا اَخْرَجَتْ مِنْھَا نَبَاتًا وَلَا شَجَرًا فَقَبَضْتُ دَمَکَ بِکَفِّیْ ثُمَّ رَمَیْتُہٗ فِی الْھَوَاءِ۔ (تفسیر روح البیان ج ۷، ص ۲۷۴)

"اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، میرے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خون پکڑ لے، اگر میرے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر گر گیا، تو میں زمین سے کبھی سبزہ اور درخت نہ اُگاؤں گا۔ تو میں نے (عرش سے چل کر) آپ کا خون مبارک ہاتھوں میں لیا اور ہوا میں چھوڑ دیا۔"

چوتھی بار جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں پھینک دیا، تو میں عرش الٰہی کے نیچے تھا، اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، میرے بندے کو پا لو۔ میں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں کے پانی تک پہنچنے سے پہلے ہی پا لیا۔ (تفسیر روح البیان، ج ۷، ص ۲۷۴)

اگر حضرت جبریل امین علیہ السلام کی رفتار کا یہ عالم ہے تو محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کی رفتار کا کیا عالم ہوگا۔؟

بہر حال جبریل امین علیہ السلام نے بڑی تیز رفتاری سے آ کر چھری کو سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے گلے سے پلٹ دیا اور آپ کی جگہ دُنبہ ذبح ہوگیا۔

پدر تھا مطمئن، بیٹے کے چہرے پر بحالی تھی
چھری حلقوم اسمٰعیل پر چلنے ہی والی تھی
مشیت کا مگر دریائے رحمت جوش میں آیا
کہ اسمٰعیل کا اک رونگٹا کٹنے نہیں پایا!

گویا کہ خلیل اللہ علیہ السلام چھری کو چلنے کا حکم دیتے تھے اور ربِّ جلیل رُکنے کا حکم دیتا تھا۔ یہ

جگہ منیٰ کی مسجد کے قریب ہے یا جہاں قربان گاہ منیٰ میں ہے، وہاں ہے۔ (روح البیان ج ۷، ص ۲۷۴)

بار بار خلیل اللہ علیہ السلام نے چھری کو چلایا اور بار بار جبریل علیہ السلام نے چھری کو ہٹایا۔

وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰاِبْرٰھِیْمُ — اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم!

یعنی: ○ جب باپ نے حکمِ الٰہی کے سامنے سر جُھکا دیا۔

○ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹا دیا۔

○ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اسمٰعیل علیہ السلام کے حلق پر چھری کو چلا دیا۔

تو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو ندا دی۔ عجب ندا ہے:۔

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا۔ — "تم نے خواب کو سچا کر دکھایا۔"

یعنی ○ اے ابراہیم (علیہ السلام) ہم نے مشکل امتحان میں تمہیں آزمایا۔

○ تمہارے بس میں جو کچھ تھا تو نے حکم کی تعمیل کر دکھائی۔

○ تم نے اسمٰعیل علیہ السلام کو راہِ خدا میں ذبح کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

○ ہم نے اُسے بچا لیا۔ "یا اللہ! جب حکم ذبح کا تھا، تو کیوں بچایا؟"

○ بس امتحان تھا جو پورا ہوگیا اور اس لئے بھی بچا لیا کہ اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پُشتِ مُبارک میں نورِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم) موجود تھا۔

صاحبِ روح البیان تحریر فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا سُمِّیَ الذِّبْحُ عَظِیْمًا لِاَنَّہٗ فِدَاءُ نَبِیَّیْنِ عَظِیْمَیْنِ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ وَھُمَا اِسْمٰعِیْلُ وَمُحَمَّدٌ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ لِاَنَّہٗ کَانَ مُحَمَّدٌ فِیْ صُلْبِ اِسْمٰعِیْلَ۔

"اور بیشک اس ذبح کا نام رکھا گیا ذبحِ عظیم، اس لئے کہ یہ قربانی دو عظیم المرتبت شخصیتوں کی تھی، ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا اور وہ دونوں حضرت اسمٰعیل و محمد علیہما السلام ہیں، اس لئے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی پشت مبارک میں تھے۔"

(روح البیان، ج ۷، ص ۲۷۴)

حضرت عبدالمطلب نے زمزم کھودتے وقت نذر مانی کہ اگر پانی نکل آیا تو ایک بچہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کروں گا۔ جب پانی نکل آیا، تو قرعہ اندازی کی گئی۔ دس۱۰ بیٹوں میں سے قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ پھر دس۱۰ دس۱۰ اُونٹوں پر قرعہ اندازی ہوئی، قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلتا گیا۔ آخر میں اُونٹوں کے نام نکلا۔ اِس طرح سَو۱۰۰ اُونٹ ذبح کیے گئے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

"میں دو۲ ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔" (مدارج النبوۃ ص۱۸ ج۲)

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ (سُورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۱۰۵)

"ہم نیکیاں کرنے والے کو ایسا ہی اچھا بدلہ دیتے ہیں۔"

- ہم نے ابراہیم علیہ السّلام کو بہتر جزا دی۔
- ہم نے ابراہیم علیہ السّلام کو ذبح کا ثواب دیا۔
- ہم نے اسمٰعیل علیہ السّلام کو ذبح ہونے سے بچا لیا۔
- ہم نے دونوں کو برتری اور عظمت والا بنا دیا۔

ہوئے جبریل نازل اور تھاما ہاتھ حضرت کا
کہ بس امتحاں مقصود تھا ایثار و جُرأت کا

اطاعت اور قربانی ہوئی منظور یزدانی
کہ جنّت سے یہ بکرا آگیا ہے بہرِ قربانی
غرض دُنبہ ہوا قرباں، اسمٰعیل کے صدقے
ہوئی یہ سُنّت، اِس ایمان کی تکمیل کے صدقے

وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ۝ (ہم نے اِس کے عوض بڑا ذبیحہ دے دیا)

ایک آواز حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سُنی، آنکھ اٹھا کر دیکھا تو جبریل علیہ السّلام نظر آئے، جن کے ساتھ سینگوں والا ایک مینڈھا تھا۔ جبریل علیہ السّلام نے عرض کیا کہ یہ

آپ کے بیٹے کا فدیہ ہے۔ اِس کی قربانی کر دیجیے۔ (تفسیر مظہری زیرِ آیت)

(بعض روایات میں ہے کہ جب آپ نے آنکھ سے پٹی کھولی تو دیکھا کہ چھری کے نیچے دُنبہ تڑپ رہا تھا اور یہ قربانی قبول ہو گئی)

جبریل علیہ السّلام نے تکبیر کہی: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اسمٰعیل علیہ السّلام نے فرمایا، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ اِس دُنبے کے سینگ کعبۃ اللہ پر معلّق رہے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانہ تک۔ (تفسیر رُوح البیان ج ۷، ص۴۷۷)

خطاب اُس دن سے اسمٰعیل نے پایا ذبیح اللہ
خُدا نے آپ اُن کے حق میں فرمایا ذبیح اللہ

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے افعال و اعمال کو پسند فرما کر قیامت تک اُن کی یادگار کو زندہ رکھنے کے لئے اُن کے اعمال و افعال کو عبادت قرار دے دیا۔ جس طرح صفا و مروہ پر سات چکر لگانا سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عمل کی یادگار ہے اور اسے واجباتِ حج میں شامل کر دیا ہے۔ تینوں جمروں پر کنکریاں مارنا سیدنا ابراہیم علیہ السّلام کے عمل کی یادگار ہے جسے واجباتِ حج قرار دے دیا ہے اسی طرح قربانی کا عمل سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کی یادگار ہے۔

حضور سید العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان میں عرض کرتے ہیں:

مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ وَسَلَّمَ)

"یا رسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم!) ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے؟"

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا، سُنَّةُ اَبِیْكُمْ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

"یہ سُنّت ہے تمہارے رُوحانی و نسلی باپ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی۔"

(الترغیب ص۱۵۴ ج۲)

تو معلوم ہوا کہ مخصوص دنوں میں مخصوص جانوروں کو مخصوص نیت سے ذبح کرنے کا
نام قربانی ہے۔ قربانی میں نیت صرف اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ہو۔ ارشادِ
باری تعالیٰ ہے:۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ
التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سُوْرَةُ الْحَجِّ، آیت: ۳۷)

"نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو اُس کے گوشت اور نہ اُس کے خون، البتہ پہنچتا ہے
اُس کے حضور (اُن کا) تقویٰ۔"

یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس گوشت اور خون نہیں پہنچتا اور نہ ہی یہ مقصود ہے، بلکہ مقصود صرف
یہ ہے کہ صحیح نیت سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے خون بہایا جائے۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "(دسویں ذوالحجہ) یوم النحر کو ابنِ آدم کا کوئی عمل خدا تعالیٰ
کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔ قیامت کے دن وہ جانور
اپنے بالوں، سینگ اور کھُروں کے ساتھ آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے
پہلے خدا تعالیٰ کے نزدیک مقامِ قبولیت میں پہنچ جاتا ہے، لہٰذا اسے خوش دلی سے کرو۔"
(مشکوٰۃ شریف ص۱۶۸، الترغیب ص۱۵۴/۲، ترمذی شریف و ابن ماجہ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا،
"یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) قربانیاں کیا ہیں؟" ارشاد فرمایا "تمہارے باپ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے"۔ صحابہ کرام نے عرض کیا "یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ
علیک وسلم) اس میں ہمارا کتنا ثواب ہے؟" ارشاد فرمایا "ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔"
عرض کیا "اُون کے بارے میں کیا حکم ہے؟" ارشاد فرمایا "اُون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے"۔
(مشکوٰۃ شریف ص۱۲۹، الترغیب ص۱۵۴/۲، ابن ماجہ ص—)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا "(عید کے دن) سب سے پہلا جو کام آج ہم کریں گے، وہ یہ ہے کہ نماز (عید)
پڑھیں گے، اس کے بعد قربانی کریں گے، جس نے ایسا کیا، اُس نے ہمارے طریقہ کو پالیا،
اور جس نے پہلے ذبح کرلیا، وہ گوشت ہے جو اُس نے پہلے ہی سے اپنے گھر والوں کے لئے
تیار کرلیا، قربانی سے اِسے کوئی تعلق نہیں ہے۔" (بخاری شریف ج ۲، ص۸۳۲)

حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں (دس ذوالحجہ کو) حضور انور
رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوا، تو آپ نے ارشاد فرمایا:۔
مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ
يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ۔ (بخاری شریف ج ۲، ص۸۳۴)

"جس نے نماز سے پہلے قربانی کی، اُس کی جگہ وہ دوسرا جانور لوٹائے، اور
جس نے نماز سے پہلے ذبح نہیں کیا، وہ اب ذبح کرے۔"

مسئلہ:۔ اِس حدیث سے واضح ہے، جن لوگوں نے نماز پڑھنی ہے اور نماز
واجب ہے، وہ عید سے پہلے قربانی ہرگز نہ کریں (جیسے شہری حضرات)، البتہ جہاں نمازِ عید
نہیں ہوتی، وہ فجر کے بعد قربانی کرسکتے ہیں، مگر طلوعِ آفتاب کے بعد بہتر ہے۔ (درمختار)

حدیث شریف میں ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا،
اے فاطمہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اُٹھ کھڑی ہو اپنی قربانی کی طرف، اور قربانی کر۔
قربانی (کے جانور) کا خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرے گا تو تمہارے پہلے سارے گناہ معاف
ہوجائیں گے۔ (حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے) عرض کی، کیا یہ ہم
اہلِ بیت کے لئے خاص ہے یا ہمارے ساتھ تمام مسلمانوں کے لئے بھی ہے؟ (آپ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) ارشاد فرمایا "ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے"۔ (الترغیب ص۱۵۴/۲)

قربانی وہ عظیم نیکی ہے کہ خون کا قطرہ گرتے ہی سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں،
توبہ کریں اور آئندہ زندگی میں گناہ سے پرہیز کریں۔

Scanned with CamScanner

رحمتِ دوعالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قربانی

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے دن دو مینڈھے سینگ والے چت کبرے خصی کئے ہوئے ذبح کئے جب ان کا منہ قبلہ رخ کیا، تو یہ پڑھا۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ اُمَّتِهٖ ۔ (پھر) بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھ کر ذبح فرمایا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا،

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّیْ وَعَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ ۔

"اے اللہ! یہ میری طرف سے ہے اور میری اُمت کی طرف سے ہے، جس نے قربانی نہیں کی۔" (مشکوٰۃ شریف ص۱۲۸)

اس حدیث سے ثابت ہے کہ سُنت یہ ہے کہ قربانی اپنے ہاتھ سے کرے، اگر خود اچھی طرح ذبح کرنا نہ آتا ہو تو کسی جاننے والے سے ذبح کرائے اور ذبح کے بعد پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ۔ (اے اللہ! مجھ سے یا فلاں کی طرف سے قبول فرما۔)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو وسعت پائے (یعنی صاحب نصاب ہو) اور قربانی نہ کرے" وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔" (الترغیب ج ۲، ص۱۵۵)

مسئلہ: قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں: (۱) مسلمان ہو، غیر مسلم پر قربانی نہیں (۲) مقیم ہو، مسافر پر نہیں (۳) مالدار ہو، صاحبِ نصاب ہو یعنی صدقہ فطر

اس پر واجب ہو۔ غریب آدمی پر قربانی واجب نہیں، البتہ دے دے تو زیادہ ثواب ملے گا (۴) آزاد ہو، غلام پر قربانی نہیں ہے، اِس لئے کہ غلام، مال کا مالک نہیں ہوتا بلکہ اُس کے پاس جو کچھ ہے وہ مالک کا ہے۔ مرد ہو یا عورت، صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے۔ (درمختار)

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کون سے جانوروں کی قربانی سے بچیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ کا اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: چار۔

(۱) لنگڑا، جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ (۲) اندھا جس کا اندھا پن ظاہر ہو۔
(۳) بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہو۔ (۴) اور ایسا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو
(مشکوٰۃ شریف ص۱۲۸، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابوداؤد شریف)

مسئلہ: قربانی کے جانور کو ہر عیب سے خالی ہونا لازمی ہے۔

- اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہے، زیادہ عیب ہو تو نہیں ہوگی۔
- اگر سینگ مگ تک ٹوٹ گیا تو قربانی جائز نہیں ہے۔
- اگر خول اُتر گیا، مگ نہیں ٹوٹی تو قربانی جائز ہے۔
- اگر پیدائشی طور پر سینگ نہ ہوں، تو قربانی جائز ہے۔
- اور اگر پیدائشی طور پر سینگ چھوٹے چھوٹے ہوں تو بھی قربانی جائز ہے۔
- خصی جانور کی قربانی جائز ہے، خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی۔
- بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔
- دُم یا چکی ایک تہائی حصے سے کم کٹے ہوں، تو قربانی جائز ہے۔
- کانا جانور، جس کا کانا پن ظاہر ہے، قربانی ناجائز ہے۔

Scanned with CamScanner

○ لنگڑا، جس کا لنگڑاپن ظاہر ہے، اُس کی قربانی ناجائز ہے۔

○ اندھا، جس کا اندھاپن ظاہر ہے، اُس کی قربانی ناجائز ہے۔

○ بیمار، جس کی بیماری ظاہر ہے، اُس کی قربانی ناجائز ہے۔

○ تہائی حصے سے زیادہ کان کٹے یا سینگ ٹوٹے ہوں، اُس کی قربانی ناجائز ہے۔

○ جس کے کان پیدائشی طور پر بالکل دونوں یا ایک نہ ہو، اُس کی قربانی ناجائز ہے۔

○ جو انتہائی لاغر جانور ہو، عیدگاہ تک چل کر نہ جاسکے، اُس کی قربانی ناجائز ہے۔

○ جس کے دانت نہ ہوں یا تھن کٹے ہوں یعنی بکری کا ایک اور بھینس کے دو تھن، اُس کی قربانی ناجائز ہے۔

قربانی کے جانور

○ قربانی کے جانور یہ ہیں:- بھینس، بھینسا، گائے، اُونٹ، اُونٹنی۔ بکرا، بکری، بھیڑ، چھترا، دُنبہ، دُنبی۔ اُونٹ کی عمر پانچ سال ہے۔ گائے، بھینس دو سال کی ہو۔ بکرا، چھترا، دُنبہ ایک سال کا ہو۔ گائے، بھینس اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

○ سب حصے داروں کی نیت، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قربانی ہو۔ اگر ایک کی نیت گوشت کھانے کی ہوئی، قربانی مقصود نہ تھی، تو سب کی قربانی ضائع ہو جائے گی۔

○ سب ایک ہی مذہب کے ہوں، ورنہ قربانی نہ ہوگی۔

○ قربانی کی گائے یا بھینس میں عقیقہ کا حصہ بھی شامل ہوسکتا ہے۔

○ بکری، بکرا وغیرہ صرف ایک آدمی کی طرف سے ہوگا۔

○ جو لوگ دُنیا سے چلے گئے ہیں، اُن کی طرف سے قربانی جائز ہے، اُن کو ثواب پہنچے گا۔

قربانی کے آداب

○ قربانی کے جانور پہلے سے لے کر پالنا افضل ہے۔ ○ قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا

یا بال کاٹنا جائز نہیں۔ اگر ایسا کرلیا، تو دودھ اور بالوں کی قیمت صدقہ کرے۔

○ قربانی سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی دے۔

○ چھری کو تیز کرے، آرام سے جانور کو گرائے۔ اگر گرتے وقت جھٹکے کی وجہ سے جانور عیب دار ہوگیا تو قربانی دے ہی دیں، یہ جائز ہے۔

○ ایک جانور کے سامنے دُوسرے جانور کو ذبح نہ کریں۔

○ جانور کو ذرا ٹھنڈا ہونے دیں، پھر کھال اتاریں۔

○ ذبح کے وقت نیت کرے، بعد میں قبولیت کی دُعا کرے۔

قربانی کا گوشت

○ حصے دار کو گوشت وزن کرکے دیں، اندازے سے نہ دیں، اس طرح دُوسرے کا حق رہ جائے گا۔

○ قربانی کے گوشت کے تین حصے کریں۔ ایک اہل وعیال کے لئے۔ دُوسرا دوست و احباب کے لئے اور تیسرا غرباء و فقراء کا۔

○ قربانی کا گوشت یا کھال قصائی کو اُجرت میں دینا جائز نہیں، اُجرت علیحدہ دیں۔

(ماخوذ از دُرِّمختار، ردّالمحتار، ہدایہ، المبسوط، فتاوٰی رضویہ وغیرہ۔)

ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ قربانی کتنے دن کی جائے: حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَاللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ الْاَضْحٰی یَوْمَانِ بَعْدَ یَوْمِ الْاَضْحٰی۔

"روایت کی مجھ سے یحییٰ نے، اُنہوں نے مالک سے، اُنہوں نے نافع سے کہ بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: "یوم عیدالاضحیٰ کے بعد دو دن قربانی ہے"۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بھی یہی روایت ہے کہ "قربانی یوم عیدالاضحیٰ کے دو دن بعد ہے۔" (مؤطا امام مالک صفحہ ۱۹۰)

قربانی تین دن ہے اور یہی احناف کا مسلک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو صحیح طور پر قربانی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

فضائلِ حج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ وَسَھَّلَ لِعِبَادِہٖ الطَّرِیْقَ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۙ لِّیَشْھَدُوْا مَنَافِعَ لَھُمْ۔ (سُوْرَۃُ الْحَجِّ، آیت ۲۷)

ترجمہ: "اور اعلان عام کر دو لوگوں میں حج کا اور آئیں گے آپ کے پاس پا پیادہ اور ہر دُبلی اُونٹنی پر سوار ہو کر جو آتی ہیں، ہر دُور دراز راستہ سے (اور اعلان کیجئے) تاکہ وہ حاضر ہوں۔"

برادرانِ اسلام! حج اسلام کے ارکان میں سے پانچواں رکن ہے۔ عام لوگوں کی زبان پر حج۔ طوافِ کعبہ، سعی۔ صفا۔ مروہ۔ قیامِ عرفات و منیٰ اور مزدلفہ وغیرہ کا نام حج ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ حج محبت کی ایک داستان ہے، جسے فرض جان کر مسلمان اس محبت کی حقیقت کو ہر سال دُہراتے ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور عبادات سے مومن کے دل میں عشقِ الٰہی کی آگ بھڑکتی رہتی ہے اور بندۂ خدا چاہتا ہے کہ اسے تسکینِ قلب حاصل ہو تو حکم ہوتا ہے کہ حج بیت اللہ کے لئے آؤ اور جب بندۂ مومن حج بیت اللہ کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے بیت اللہ شریف پہنچ جاتا ہے تو طبیعت پر عجیب سی

کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ زندگی بھر کے گناہ سامنے آجاتے ہیں، اور دل سے یہ ہُوک اُٹھتی ہے کہاں میں اور کہاں کعبۂ معظمہ۔ یہ سوچتے ہی آنکھیں چھم چھم برسنا شروع ہو جاتی ہیں، اور جب بیتُ اللہ شریف کے قریب پہنچتا ہے، تو دیوانہ وار اس پتھروں سے بنی ہوئی عمارت کے گرد چکر لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اب اگر یہ دِل سے پوچھے بتا تیری وارفتگی کی کیا وجہ ہے تو یقیناً یہ جواب ملے گا کہ یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا گھر ہے جس سے میں محبت کرنے آیا ہوں۔ اور اس محبت کا انداز یُوں بھی نرالا ہے کہ اپنا قیمتی لباس اور انگوٹھی وغیرہ حرم پاک میں داخل ہونے سے قبل اُتار پھینکتا ہے، ٹوپی و دستار جو نشانِ عزت و وقار ہے، اسے اُتار دیا جاتا ہے بس دو سادہ اور سفید چادریں کفن کی مانند پہن کر نشانِ عظمت اُتار کر ننگے سر اور ننگے پاؤں انتہائی عاجزی کے ساتھ محبوبِ حقیقی کے گھر کے صحن میں آجاتا ہے اور لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے معبودِ حقیقی کو یاد کرتا ہے اور جب بیت اللہ شریف کے سات چکر پورے ہو جائیں، تو مقامِ ابراہیم جہاں سیدنا ابراہیم علیہ السّلام کے پاکیزہ قدم مبارک لگے تھے، اِس پتھر کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے محبوبِ حقیقی رَبُّ العالمین، احکم الحاکمین جلّ شانہٗ کے حضور سربسجود ہوتا ہے، پھر آبِ زمزم کھڑے ہو کر پی کر سنّتِ نبوی ادا کرتا ہے۔ پھر بیت اللہ کے سامنے کچھ فاصلے پر صفا و مروہ کے درمیان سات چکر مکمل کرتا ہے اور پھر وہ سر کے بال جنہیں زُلفِ دراز بنا کر اور سجا کر رکھا تھا، انہیں اُسترے سے مُنڈوا ڈالتا ہے پھر ۸ ذوالحجہ کو منیٰ کی ریت میں ڈیرا ڈالتا ہے۔ ۹ ذوالحجہ کو عرفات کی طرف لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کی صدائیں بُلند کرتا ہوا روانہ ہوتا ہے اور غروبِ آفتاب تک وہاں دن بھر ٹھہرتا ہے اور ظہر و عصر مِلا کر پڑھتا ہے۔ پھر واپس مزدلفہ میں آتا ہے۔ رات موٹی موٹی ریت پر گزارتا ہے۔ یہاں مغرب و عشاء کی نماز اکٹھی ادا کرتا ہے۔ فجر کی نماز جلد ادا کرنے کے بعد پھر منیٰ کی طرف روانہ ہوتا ہے اور شیطان کو کنکریاں مارتا ہے۔ پھر قربانی کرتا ہے۔ ان تمام احکامات کو بجا لانا بتقاضائے محبتِ الٰہی ہے اور تمام

مُعاملات سے گزرنا، شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کرنا، یہ سب کچھ محبتِ الٰہی کی وجہ سے ہے کہ یہاں نہ سوچنے کی ضرورت ہے نہ سمجھنے کی۔ بس بغیر سوچے سمجھے دیوانہ وار سب کچھ کرنا صرف اور صرف محبتِ الٰہی کی وجہ سے ہے یا پھر محبتِ رسُول کی وجہ سے ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا جاتا ہے کہ محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت ہے۔ یہ سب کچھ بحکمِ خُدا جل شانہٗ اور سُنّتِ مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ادا کیا جاتا ہے۔

- نماز حُبِّ خُدا ہے اور سُنّتِ مُصطفےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہے۔
- روزہ حُبِّ خُدا ہے اور سُنّتِ مصطفےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہے۔
- زکوٰۃ حُبِّ خُدا ہے اور سُنّتِ مُصطفےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہے۔
- حج حُبِّ خُدا ہے اور سُنّتِ مصطفےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہے

ے کہ اے لوگو یہاں تم حج بیت اللہ کے لئے آؤ
خلوص و صدق نیّت نذر دینے کے لئے آؤ

ے کوئی پیدل چلے کوئی سوار ناقہ لاغر
کریں حج و عبادت پاک رکھیں یہ خدا کا گھر

ے یہی مرکز ہے سارے دہر میں ایمان والوں کا
یہاں اہلِ رکوع آئیں یہاں اہلِ سجُود آئیں

ے یہ گھر اللہ کا ہے اور وُہی تم کو بُلاتا ہے
ہمارا کام ہے تبلیغ دیکھیں کون آتا ہے

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا حج کے لیے بُلانا

سیدنا ابراہیم علیہ السّلام جب بیت اللہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوتے تو عرض کی "مولا کریم! میں تعمیر کعبہ سے فارغ ہو چکا ہوں" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "لوگوں میں حج بیت اللہ کا اِعلان کر دو" حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کیا "یا اللہ کریم میری آواز اُن تک کس طرح پہنچے گی؟" اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "اعلان کرنا تمہارا کام ہے اور آواز پہنچانا ہمارا کام ہے" حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اِعلان فرما دیا تو زمین و آسمان کی ہر چیز نے سُنا۔ ہر شخص چاہے وہ پیدا ہو چکا تھا یا ابھی عالمِ ارواح میں تھا اُس نے اس آواز کو سُنا۔ ہر شخص جس نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے اعلان پر ایک بار لبیک کہا وہ ایک حج کرے گا، جس نے دو بار لبیک کہا وہ دو حج کرے گا اور جس نے اس سے زیادہ جتنی بار کہا، وہ اتنے ہی حج کرے گا۔ (دُرِّ منثور ج۴ ص۵۴)

ایک اور روایت میں یُوں ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السّلام نے مقامِ ابراہیم پر کھڑے ہو کر ندا دی "اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا گھر بن گیا ہے اور اُس نے تم پر اپنے گھر کا حج فرض کر دیا ہے لہٰذا تم اس کا حج کرنے کے لئے آؤ" تو مرد و عورت، چھوٹے بڑے دیہاتی شہری، عالم و جاہل تمام اہلِ ایمان نے یہ آواز سُنی اور لبیک کہا، بلکہ قیامت تک پیدا ہونے والے اہلِ ایمان و یقین تک بھی یہ آواز پہنچ گئی اور انہوں نے بھی لبیک کے ساتھ جواب دیا۔ جواب صرف اُس نے دیا، جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۴ ص۶۷)

ے اِبراہیم نے اسمٰعیل تے جبرائیل یگلنے
کرن عمارت قبلے سندی، جی اسود بیمانے
جو کوئی داخل ہوئے اِس وِچ امن زیادہ پاوے
خالق کارن خلقت اوپر کرن زیارت جاوے

(کعبۃُ اللہ کی تعمیر کا تفصیلی ذکر "کنز الخطیب" کے گیارھویں حصّہ میں آ چکا ہے)

- سیدنا ابراہیم علیہ السّلام نے کعبۃُ اللہ شریف کو تعمیر فرمایا۔
- سیدنا ابراہیم علیہ السّلام نے حج بیتُ اللہ شریف کی دعوت دی۔
- سیدنا ابراہیم علیہ السّلام نے طوافِ خانہ کعبہ کیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حج کرنے والوں کو بیشمار سعادتیں عطا کی ہیں، ان میں سے

چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:-

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ لِلّٰہِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ (مشکوٰۃ شریف صـــ الترغیب ص۱۶۳ ج۲)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ رفث ہو (یعنی فحش بات) اور نہ فسق ہو (یعنی حکم عدولی)، وہ حج سے ایسا لوٹتا ہے جیسا اُس دن تھا جس دن وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔" (یعنی گناہوں سے پاک)

اِس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ حج جب خالص نیت سے ہو، اس میں فحش بات نہ کی جائے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول کے حکم سے رُوگردانی نہ کرے، تو تمام گناہوں سے پاک ہو کر حج سے لوٹتا ہے۔ جیسے پیدا ہونے والے بچے پر کوئی گناہ نہیں ہوتا، ایسے ہی اُس شخص پر کوئی گناہ نہیں رہتا۔ تو معلوم ہوا کہ:

- ○ حج محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کیا جائے۔
- ○ حج میں شہرت اور دکھلاوا مقصود نہ ہو۔
- ○ حج سیر و تفریح کی نیت سے نہ کیا جائے۔
- ○ حج تجارت کی نیت سے نہ کیا جائے۔
- ○ حج حاجی کہلانے کی غرض سے نہ کیا جائے۔
- ○ حج عزت بنانے کی غرض سے نہ کیا جائے۔

لوہا، چاندی، سونا جیوں کر وچ دُکان لوہاراں
آتش گرمی دُور کریندی ساریاں میل زنگاراں
اینویں حجوں پاک تعالیٰ سارے عیب مٹاوے
وانگ ایانے بچے اسدے سارے عیب دھلاوے

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دفعہ صفا و مروہ کے درمیان جلوہ گر تھے۔ ایک جماعت آئی، اپنے اُونٹوں سے اُتری اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور پھر صفا و مروہ کی سعی کی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" اُنھوں نے بتایا "عراق سے آئے ہیں۔" آپ نے پوچھا: "یہاں کیسے آنا ہوا؟" انہوں نے عرض کیا "حج کی نیت سے۔" آپ نے فرمایا "اور کوئی غرض تو نہیں، مثلاً تجارت یا قرض کی وصولی یا کوئی اور کام؟" اُنہوں نے عرض کی "سوائے حج کے کوئی دوسری غرض نہیں۔" آپ نے فرمایا "از سرِ نو اعمال کرو۔" یعنی سابقہ تمام گناہ معاف ہو چکے ہیں۔

- ○ حج میں بیہودہ بات کرنا منع ہے
- ○ حج میں بیوی کے سامنے اظہارِ محبت کرنا رفث ہے۔
- ○ حج میں بیوی کو آنکھ سے اِشارہ کرنا رفث ہے۔
- ○ حج میں بیوی کو شہوت پر ابھارنا رفث ہے۔
- ○ حج میں شریعت کی حکم عدولی کرنا منع ہے۔
- ○ اور حج میں صرف اور صرف نیتِ حج کرنا ضروری ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک جماعت سعدون خولانی کے پاس آئی اور بتایا کہ قبیلہ کنامہ کے لوگوں نے ایک شخص کو قتل کیا اور اُس کو آگ میں جلانا چاہا۔ رات بھر آگ جلاتے رہے، مگر آگ نے اُس پر ذرہ برابر اثر نہ کیا اور اُس کا بدن ویسا ہی سفید رہا۔ فرمایا "شاید اس شہید نے تین حج کئے ہوں؟" اُن لوگوں نے کہا: "جی ہاں! اس نے تین حج کئے ہیں۔" سعدون خولانی کہنے لگے "مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے جس شخص نے ایک حج کیا اللہ تعالیٰ کا اُس نے فرض ادا کیا، جس نے دُوسرا حج کیا اُس نے اللہ تعالیٰ کو قرض دیا۔ (یعنی اُس نے ثواب جمع کروا دیا) جس نے تین حج کئے، اللہ تعالیٰ اُس کی کھال و بال پر آگ حرام کر دیتا ہے۔" (شفا شریف صـــ)

Scanned with CamScanner

حضرت ابن شماسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوتے، جب اُن کا انتقال ہو رہا تھا اور بالکل آخری وقت تھا حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت دیر تک روتے رہے، اس کے بعد اسلام لانے کا واقعہ بیان فرمایا۔ فرمانے لگے: "جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام لانے کا جذبہ پیدا کیا، تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! بیعت کے لئے ہاتھ مبارک دیجئے۔ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں" حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "یہ کیا؟" میں نے عرض کی: "میں پہلے ایک شرط لگانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے پچھلے سارے گناہ معاف فرمادے" حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تجھے یہ بات معلوم نہیں: اِنَّ الْاِسْلَامَ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ۔

"اسلام ان سب گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو کفر میں کئے ہوں۔ ہجرت ان تمام لغزشوں کو ختم کر دیتی ہے، جو ہجرت سے پہلے کی ہوں اور حج ان تمام گناہوں سے پاک کر دیتا ہے، جو حج سے پہلے کئے ہوں۔" (الترغیب ج ۲، ص ۱۶۳)

سرکارِ دوعالم (صلی اللہ علیہ وسلم) میدانِ عرفات میں

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفہ کی شام کو عرفات کے میدان میں دیر تک گریہ وزاری سے دُعا مانگتے رہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آیا اور ارشاد فرمایا: "اے محبوب علیک الصلوٰۃ والسلام، تمہاری دُعا قبول کر لی گئی ہے، اور جو گناہ میرے بندوں نے میرے کئے ہیں، میں نے وہ معاف کر دیئے ہیں، البتہ جو ایک دُوسرے پر ظلم کیا، اُن کا بدلہ لیا جائے گا" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے بار بار عرض کی: "یا اللہ کریم! تو اس پر قادر ہے کہ مظلوم کو اجر و بدلہ عطا کر دے اور ظالم کو معاف فرما دے" مزدلفہ کی صبح، اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا قبول فرمالی۔ اُس وقت حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: "اُس زاری کے وقت تبسم فرمانے کی کیا حکمت ہے؟" حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری دُعا قبول فرمالی ہے اور جب شیطان کو اس کا پتہ چلا تو وہ واویلا کرنے اور چلانے لگا اور مٹی سر میں ڈالنے لگا۔ (الترغیب ص ۲۰۳ ج ۲)

- کافر مسلمان ہوجائے تو سابقہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔
- مسلمان، اسلام کے لئے ہجرت کرے، تو سابقہ گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔
- حاجی، حج کرے تو اُس کے سابقہ تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔
- اور حقوق العباد معاف نہیں ہوتے، جب تک بندہ، بندے کے حقوق معاف نہ کرے۔ (الترغیب ج ۲، ص ۲۰۳)

ایک بزرگ شخص بیتُ اللہ شریف پہنچ کر کعبۃُ اللہ کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے: "یا الٰہ العالمین! اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں ۔ ح سے مُراد تیرا حلم ہے اور ج سے مراد میرے جرم ہیں۔ اے حلم والے! میرے جرم معاف فرما" ہاتفِ غیبی سے آواز آئی:

"اے میرے بندے! میرے حلم نے تیرے جرم معاف کر دیئے ہیں"

؎ خدایا تو شاہ و ما بندہ ایم — کہ از بندگی نیز شرمندہ ایم

؎ ہے رب سخی نہ خالی ٹورے اس دی صفت قدیمی
نہ پرواہ کسے دی اُس نوں اوہ جبار قدیمی

مناسکِ حج کا ثواب

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں منیٰ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں حاضر تھا کہ دو شخص ایک انصاری اور ایک ثقفی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام پیش کرنے کے بعد عرض گزار ہوئے کہ "یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ہم کچھ مسائل دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "جو تمہارا دل چاہے پوچھو۔ اور اگر تم کہو تو میں بتا دوں کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو۔" انہوں نے عرض کی "آپ ہی ارشاد فرمادیں۔" حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "تم حج کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو کہ جو شخص حج کے ارادے سے گھر سے نکلے، اُسے کیا ثواب ہے؟ طواف کے بعد دو رکعت پڑھنے کا کیا ثواب ہے؟ اور صفا و مروہ پر دوڑنے کا کیا ثواب ہے؟ اور عرفات میں ٹھہرنے، شیطانوں کو کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے اور طوافِ زیارت کرنے کا کیا ثواب ہے؟ اُنہوں نے عرض کی "اُس ذات پاک کی قسم! جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا یہی سوالات ہمارے ذہن میں تھے۔" حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، "حج کے ارادے سے گھر سے نکلنے کے بعد تمہاری اُونٹنی (سواری) جو ایک قدم رکھتی ہے یا اُٹھاتی ہے، وہ تمہارے نامۂ اعمال میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ مُعاف ہوجاتا ہے اور طواف کے بعد دو رکعتوں کا ثواب ایسا ہے جیسا کہ ایک عربی غلام کو آزاد کیا۔ صَفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کا ثواب ستر غلاموں کو آزاد کرنے کے برابر ہے اور عرفات میں جب لوگ جمع ہوتے ہیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر اُتر کر فرشتوں سے فخر کے طور پر ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے دُور دُور سے پراگندہ بال آتے ہوئے ہیں، میری رحمت کے امیدوار ہیں۔ اگر ان لوگوں کے گناہ ریت کے ذرّوں کے برابر، یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، مَیں نے سب معاف کردیئے ہیں۔ میرے بندو جاؤ بخشش پا کر چلے جاؤ، تمہارے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں اور جن کی تم سفارش کروگے اُن کے گناہ بھی معاف ہیں۔

اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطانوں کو کنکریاں مارنے والے کا یہ حال ہے کہ ہر کنکری کے بدلے ایک بہت بڑا گناہ جو تمہیں ہلاک کرنے والا ہے معاف ہوجاتا ہے اور قربانی کے بدلے یہاں تمہارے لئے ذخیرہ ہے اور احرام کھولنے، سر مُنڈانے پر، ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے اور ایک گناہ معاف ہوجاتا ہے۔ اِس کے بعد جب آدمی طواف زیارت کرتا ہے، تو اس حال میں کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اور ایک فرشتہ (اس شخص) کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے، آئندہ از سرِ نو اعمال کر، پچھلے تیرے گناہ معاف ہوچکے ہیں۔ (الترغیب ج ۲ ص ۱۷۱)

؎ ہے رب سخی نہ خالی ٹورے اس دی صفت قدیمی
نہ پرواہ کسے دی اُس نوں واہ جبّار قدیمی

؎ میں عاجز تے تیرے در تے بن کے سائل آیا
ہر واری توں کریں توجہ میری طرف خدایا

- حج کرنے والے کو سواری کے ہر ایک قدم کے بدلے ایک نیکی ملتی ہے۔
- حج کرنے والے کو سواری کے ہر ایک قدم کے بدلے ایک گناہ سے معافی ملتی ہے۔
- حج کرنے والے کو طواف کے نفل پڑھنے پر غلام آزاد کرنے کے ثواب کی بشارت ملتی ہے۔
- حج کرنے والے کو سعی کرنے پر ستر غلاموں کی آزادی کا ثواب ملتا ہے۔
- حج کرنے والے کو ریت کے ذرّوں کے برابر گناہوں سے نجات ملتی ہے۔
- حج کرنے والے کو بارش کے قطروں کے برابر گناہوں سے نجات ملتی ہے۔
- حج کرنے والے کو سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں سے نجات ملتی ہے۔
- حج کرنے والا گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے۔
- حج کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پا لیتا ہے۔

؎ وچ مصلیٰ ابراہیمی پھر دو نفل گزارے
پھر صفا تے مُنہ قبلے ول پڑھ تکبیر پکارے

Scanned with CamScanner

حج اور خوفِ خدا

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ جب حج نصیب فرمائے، تو صرف اتنا نہ سمجھ لینا کہ میں تو بخشا گیا، اب جو جی چاہے مرضی کروں کوئی فکر نہیں (معاذ اللہ) بلکہ چاہیے تو یہ کہ خوفِ خدا دل میں ہو، آنکھ گریاں ہو، آنسو چھلک رہے ہوں اور یہ فکر ہو کہ کہیں ایسا نہ کہ بداعمالیوں کی وجہ سے میری حاضری نامنظور نہ ہو جائے۔

حضرت مطرب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رب العالمین میں عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ! میری بداعمالیوں کی وجہ سے اِن سب لوگوں کو محروم نہ کرنا۔ (جو تیری بارگاہ میں حاضر ہو چکے ہیں)

حضرت بکر مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میدانِ عرفات میں ایک بزرگ حاجیوں کو دیکھ کر کہہ رہے تھے: "میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اگر میں گنہ گار یہاں نہ ہوتا تو ان سب لوگوں کی بخشش ہو جاتی۔" (یعنی میں سب سے بُرا ہوں۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حج کے لئے اِحرام باندھا تو چہرۂ مبارک زرد ہو گیا، بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔ زبان پر لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ جاری نہ ہوا۔ کسی نے عرض کی: "حضور! آپ نے احرام باندھ کر لَبَّیْکَ کیوں نہ کہا؟" تو آپ نے فرمایا: "مجھے ڈر ہے کہیں جواب میں لَا لَبَّیْکَ نہ کہا جائے۔" (یعنی تیری حاضری معتبر نہیں) اس کے بعد بڑی مشکل سے زبان سے لَبَّیْکَ نکلا، تو غشی طاری ہو گئی۔ اور سواری سے گر پڑے۔ تو معلوم ہوا کہ حج کی روانگی پر یا سفر کے دوران، یا حج کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھے، کہیں حج پر فخر نہ کر بیٹھے، تو یقیناً ایسے عاجز لوگوں کی عاجزی اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرمائے گا۔

ؔ ہر عاجز پر رحمت کردا، کرے قبول دُعائیں
بن منگے لکھ دان وَدھاتے محرم دِل دا سائیں

ایک بزرگ مکہ مکرمہ میں برابر ستّر سال رہے۔ حج و عمرہ کرتے رہے۔ جب وہ حج کا احرام باندھ کر لَبَّیْکَ کہتے لَا لَبَّیْکَ کا جواب ملتا۔ ایک دفعہ اُن کے ساتھ ایک نوجوان نے بھی حج کا احرام باندھا۔ جب وہ حج کے احرام سے فارغ ہوا تو اُس بزرگ نے لَبَّیْکَ کہا اور لَا لَبَّیْکَ کا جواب ملا، تو اس جوان نے بھی سُن لیا۔ کہنے لگا چچا آپ کو تو لَا لَبَّیْکَ کا جواب ملا ہے۔ بزرگ نے فرمایا: "بیٹا! تو نے بھی سُن لیا؟" عرض کیا "جی ہاں!" تو وہ بزرگ رو پڑے اور کہنے لگے: "بیٹا! میں تو ستّر سال سے لَا لَبَّیْکَ کا جواب سُنتا ہوں۔" وہ جوان کہنے لگا: "چچا! پھر آپ اِتنی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں؟" اُس بزرگ نے فرمایا: "اے بیٹا! اِس کے سوا کون سا دروازہ ہے جس پر میں جاؤں؟ میرا کام کوشش کرنا ہے، قبول کرنا نہ کرنا یہ اُس کی مرضی ہے۔ پھر لَبَّیْکَ کہا تو جواب ملا: "ہم نے تیری پکار لَبَّیْکَ کو قبول کر لیا۔ وہ جوان کہنے لگا: "چچا! آپ نے جواب سُنا؟" فرمایا: "ہاں" اور اتنے روئے کہ چیخیں نکل گئیں۔

حاجی کی سفارش

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے: "حاجی کی سفارش، چار سو گھرانوں میں مقبول ہوتی ہے"۔ یا یہ فرمایا: "اِس گھرانے کے چار سو آدمیوں کے بارے میں قبول ہوتی ہے"۔ اور فرمایا: حاجی اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ پیدائش کے دن تھا۔" (الترغیب ج ۲، ص ۱۶۶)

اِس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حاجی کی سفارش سے چار سو گھرانے یا اسی خاندان کے چار سو آدمی بخشے جائیں گے۔

حضرت شیخ علی بن موفق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "میں عرفہ کی شب مسجد میں سویا تو دیکھا خواب میں، دو فرشتے سبز لباس پہنے ہوئے آسمان سے اُتر رہے ہیں۔ ایک فرشتے نے دُوسرے سے پوچھا: "بھلا اِس سال کتنے لوگوں نے حج کیا ہے؟"

دُوسرے نے جواب دیا: "مجھے معلوم نہیں!" تو اُس فرشتے نے بتایا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے اِس بار حج کیا۔ پھر سوال کیا: "تمہیں معلوم ہے اِن میں سے کتنے لوگوں کا قبول ہوا؟" اُس نے جواب دیا: "مجھے تو معلوم نہیں۔" اُس نے کہا: "صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے۔" یہ کہہ کر وہ دونوں آسمان کی طرف چلے گئے، اور یہ خواب دیکھ کر، مَیں گھبرا کر اٹھا اور سخت فکرمند ہوگیا کہ صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوا ہے، بھلا میں اُن میں سے کیسے ہوسکتا ہوں؟ اِسی سوچ میں کہ چھ لاکھ آدمیوں کا کیا بنے گا؟ مزدلفہ میں میری آنکھ لگ گئی، تو دیکھا کہ وہی دو فرشتے آسمانوں سے اُتر آئے ہیں اور کہہ رہے ہیں: اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ اِن چھ حاجیوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک لاکھ حاجیوں کا حج قبول ہوگیا ہے۔ جب آنکھ کھُلی تو مَیں انتہائی خوش ہوا۔ (کنزالعمال ج ۵، ص ۷)

تو معلوم ہوا کہ:۔

- ایک حاجی، چار سو گھرانے کی سفارش کرے گا۔
- ایک حاجی، چار سو آدمیوں کی سفارش کرے گا۔
- ایک حاجی کے حج قبول ہونے پر ایک لاکھ حاجی کا حج قبول ہوگا۔

؎ جَجّوں ہور عبادت کولوں رب نوں لوڑ نہ کوئی
جو کوئی نیکی عمل کماوے بدلہ لیندا سوئی

حج کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ خَرَجَ حَاجًّا فَمَاتَ كُتِبَ لَهٗ اَجْرُ الْحَاجِّ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهٗ اَجْرُ الْمُعْتَمِرِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ خَرَجَ غَازِيًا فَمَاتَ كُتِبَ لَهٗ اَجْرُ الْغَازِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (الترغیب ج ۲ ص ۱۷۸)

"جو شخص حج کے لئے جائے، راستے میں مر جائے اُس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور جو شخص عمرہ کے لئے نکلا اور راستے میں اس کا انتقال ہوگیا قیامت تک اُسے عمرے کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور جو شخص جہاد کے لئے نکلا اور راستے ہی میں وہ فوت ہوگیا تو اُس کے لئے قیامت تک مجاہد کا ثواب لکھا جائے گا۔"

تو معلوم ہوا کہ:

- جو شخص حج کے ارادے سے نکلا اور راستے میں مر گیا، قیامت تک حجوں کا ثواب پائے گا۔
- جو شخص عمرے کی نیت سے نکلا اور راستے میں مر گیا، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔
- جو شخص حج کے ارادے سے نکلا اور راستے میں انتقال ہوگیا، بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوگا۔
- جو شخص عمرے کی نیت سے نکلا اور راستے میں فوت ہوگیا، قیامت تک اُسے عمرے کا ثواب حاصل ہوگا۔
- جو شخص جہاد کے لئے نکلا اور راستے میں مر گیا، قیامت تک مجاہد کا ثواب پائے گا۔

حضور نبی اکرم رحمتِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کا ارشادِ مبارک ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَيُدْخِلُ بِالْحَجَّةِ الْوَاحِدِ ثَلٰثَه نَفَرًا الْجَنَّةَ الْمَيِّتُ وَالْحَاجُّ عَنْهُ وَالْمُنْفِذُ لِذَالِكَ (الترغیب ج ۲ ص ۱۷۸ کنزالعمال)

"اللہ تعالیٰ (حج بدل میں) ایک حج کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ ایک[1] مُردہ (جس کی طرف سے حج کیا جا رہا ہے) دُوسرا[2] حج کرنے والا۔ تیسرا[3] (وارث) جو حج کروا رہا ہے۔"

ایک اور حدیث شریف میں حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے، اِس حج کرنے والے کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے

جتنا اُس شخص کو، جس کی طرف سے حج کیا جائے۔ (کنز العمال ص ــ)

تو معلوم ہوا کہ:۔

- ○ حج بدل پر تین آدمی جنت میں داخل ہوں گے۔
- ○ حج بدل، جن کی طرف سے کیا، وہ جنت میں جائیں گے۔
- ○ حج بدل، جنہوں نے کروایا، وہ جنت میں داخل ہوں گے۔
- ○ حج بدل، جنہوں نے کیا، وہ جنت میں جائیں گے۔
- ○ حج بدل، جس کی طرف سے کیا، اُسے پورا ثواب ملے گا۔
- ○ حج بدل، جس نے کیا، اُسے پورا پورا ثواب ملے گا۔

حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگو! حج کرو، بیشک حج گناہوں کو ایسے دھو دیتا ہے، جیسے پانی میل کو دھوتا ہے۔ (الترغیب ج ۲، ص۱۶۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی کہ میری بہن نے نذر مانی تھی کہ حج کروں گی اور وہ مر گئی ہے اب کیا کریں؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تیری ہمشیرہ پر قرض ہوتا، تو کیا تو ادا کرتا؟ اس شخص نے کہا، "جی ہاں!" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا قرض بھی ادا کرو کیونکہ وہ زیادہ حقدار ہے قضا کا۔" (یعنی اپنی بہن کی طرف سے حج کر) (مشکوٰۃ شریف ص۲۲۱)

- ○ حج بدل، ماں کی طرف سے جائز ہے۔
- ○ حج بدل، باپ کی طرف سے جائز ہے۔
- ○ حج بدل، ہمشیرہ کی طرف سے جائز ہے۔
- ○ حج بدل، ہر مسلمان کا، ہر مسلمان کی طرف سے کرنا جائز ہے۔

برادرانِ اسلام! حج وہ اہم فریضہ ہے جس کی ادائیگی پر ثواب آپ نے پڑھا۔ اب حج میں کوتاہی، سستی اور تاخیر کرنے پر گناہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ (سورۃ آل عمران، آیت: ۹۷)

"اور اللہ تعالیٰ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس گھر تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ تعالیٰ سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں حج کی تاکید فرمائی گئی ہے کہ لوگوں کی گردنوں پر حج ہے، اور یہ حج ہر شخص پر فرض نہیں، بلکہ اس پر فرض ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے اور جو طاقت و توفیق ہونے کے باوجود حج نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ اُن پر ناراضگی فرماتا ہے۔

توشہ خرچ سفر دا ہووے صدقہ رستے مالوں ــ
واپس ہوون تیکر خرچہ پورا اہل عیالوں
طاقت مالوں رستے والا خرچ ہووے گھر باروں ــ
طلب اجازت ماں پیو دی حج زیارت یاروں

تفسیر دُرِّ منثور میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل ہے کہ جو شخص دُنیا میں مالدار تھا اور صحت مند بھی تھا اور حج فرض ہونے کی شرائط اس میں پائی جاتی تھیں، اس کے باوجود وہ حج کئے بغیر مر گیا تو قیامت کے دن اُس کی پیشانی پر کافر کا لفظ لکھا ہوگا۔ (تفسیر دُرِّ منثور زیر آیت)

ائمہ اربعہ کے نزدیک حج فرض ہونے کے باوجود حج نہ کرنے والا کافر تو نہیں ہوتا، لیکن گنہگار ضرور ہوتا ہے، البتہ حج کی فرضیت کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلَىٰ بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوتَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذَالِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ يَقُولُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۲۲)

"جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جا سکے اور پھر بھی وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مر جائے یا عیسائی ہو کر۔ اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشادِ باری تعالیٰ کو پڑھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے لوگوں کے ذمے بیت اللہ کا حج (فرض) ہے جو شخص وہاں جانے کی طاقت رکھتا ہو۔" (کنز العمال ص۶ ج۵)

"حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو بندہ ایسا ہو کہ میں نے اسے صحت عطا کر رکھی ہو اور اس پر پانچ سال ایسے گزر جائیں کہ وہ میرے دربار میں (یعنی بیت اللہ شریف) حاضر نہ ہو، وہ ضرور محروم ہے۔" (کنز العمال ص۹ ج۵)

ایک اور حدیث شریف ہے: رُوِيَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ وَلَا أَمَةٍ يَضِنُّ بِنَفَقَةٍ يُنْفِقُهَا فِيمَا يُرْضِي اللّٰهَ إِلَّا أَنْفَقَ أَضْعَافَهَا فِيمَا يُسْخِطُ اللّٰهَ وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدَعُ الْحَجَّ لِحَاجَةٍ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا إِلَّا رَأَى الْمُحَلِّقِينَ قَبْلَ أَنْ يَقْضِيَ تِلْكَ الْحَاجَةَ يَعْنِي حَجَّةَ الْإِسْلَامِ وَمَا مِنْ عَبْدٍ يَدَعُ الْمَشْيَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ قُضِيَتْ أَوْ لَمْ تُقْضَ إِلَّا ابْتُلِيَ بِمَعُونَةِ مَنْ يَأْثَمُ عَلَيْهِ وَلَا يُؤْجَرُ فِيهِ۔ (الترغیب ج۲، ص۱۶۹)

"روایت ہے ابو جعفر محمد بن علی سے، وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت

کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بھی مرد یا عورت ایسے کسی خرچ میں بخل کرے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب ہو اور وہ اس سے زیادہ اس جگہ خرچ کرے، جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہو اور جو کسی دُنیوی غرض سے حج پر جانا ملتوی کرے گا، وہ اپنی غرض کے پورا ہونے سے پہلے دیکھ لے گا کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر آگئے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان کی حاجت کے لئے چل کر جانے سے گریز کرے گا، اس کو کسی گناہ کی اعانت میں مبتلا ہونا پڑے گا، جس میں کچھ بھی ثواب نہ ہو۔"

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ:

○ مال کو نیک کاموں سے بچا کر رکھنے والے (بخیل لوگ)
○ مال، اُن کا نیک کاموں کی بجائے حرام کاموں میں خرچ ہوگا۔
○ مال کو جو نیک کاموں میں کرے، بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔
○ مال کے ہوتے ہوئے جو شخص حج نہ کرے، وہ مصیبت میں مبتلا ہوگا۔
○ مال کے ہوتے ہوئے مسلمان کی مدد نہ کرنے والا مصیبت میں پھنسے گا۔

ے اس زبانوں وعدہ کیتا، یاد نہ رہ گیا کوئی
جھوٹے کارن حشر میدانوں ملسی مول نہ ڈھوئی

ے حرصاں خوشیاں دے وچ خالی وقت گوایا
آخر خالی گیا مسافر، خالی ہتھیں آیا

حرام کے مال سے حج جائز نہیں

برادرانِ اسلام! حج وعمرہ کے لئے ضروری ہے کہ مال حلال وطیب اور پاکیزہ ہو، اس لئے کہ حرام مال سے جو حج وعمرہ کیا جائے، وہ قبول نہیں ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب حاجی حج کے لئے پاک مال لے کر نکلتا ہے اور (تلبیہ) لبیک کہتا ہے

تو آسمان سے ندا کرنے والا کہتا ہے: لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ (یعنی تیری لبیک قبول ہے) اللہ تعالیٰ تیرا اِحلال (مال زیادہ کرلے) تیرا سامان (زادِ راہ) حلال مال سے ہے اور تیرا حج مقبول ہے، اور جب حاجی ناپاک مال کے ساتھ نفقہ لے کر نکلے اور سفرِ حج شروع کرے اور لبیک کہے، تو آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے: لَا لَبَّیْکَ وَلَا سَعْدَیْکَ (یعنی تیرا پکارنا نامقبول ہے) کیونکہ تیرا زادِ راہ حرام ہے اور تیرا مال حرام ہے، اور تیرا حج کے لئے جانا غیر مقبول ہے۔ (الترغیب، ج ۲، ص ۱۸۱)

تو معلوم ہوا کہ:

حج: پاک مال سے مقبول ہے ○ عمرہ: پاک مال سے مقبول ہے۔

- ○ حج: پاک مال سے کرنے والے کی لبیک قبول ہے۔
- ○ عمرہ: پاک مال سے کرنے والے کی لبیک قبول ہے۔
- ○ حج: ناپاک مال سے مردود ہے۔
- ○ عمرہ: ناپاک مال سے نامقبول ہے۔

حج کی حکمت

حج بیت اللہ میں بے شمار اسرار ہیں، ان میں سے ایک تو حج موت کا نمونہ ہے۔ انسان کو جب موت آتی ہے گھر بار، رشتے دار، سب کچھ چھوڑ کر دوسرے عالم کی طرف لوٹتا ہے۔ اسی طرح حج پر جانے والے کو ہر شخص رخصت کر رہا ہے اور جہاں تک پہنچا کر خویش و اقارب بھی واپس آجاتے ہیں۔ اسی طرح مرنے والے کو قبر تک پہنچا کر واپس آجاتے ہیں۔ دوسرا منظر اظہارِ عشق و محبت ہے۔ سفر کی ابتدا سے تمام تعلقات منقطع کر کے عزیز و اقارب سے منہ موڑ کر کوچۂ جاناں کی طرف جانا، جنگل، صحرا اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرنا عشق و محبت کی دلیل ہے۔

؎ اجازت ہو تو آکر میں بھی شامل ان میں ہو جاؤں
سنا ہے کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہوگا

حج کی شرائط

برادرانِ اسلام! حج کے فرض ہونے کی چند شرطیں یہ ہیں: اگر وہ شرطیں پائی گئیں، تو حج ہوگا، ورنہ ہرگز فرض نہ ہوگا۔

پہلی شرط: اسلام لانا، مسلمان ہونا ہے، غیر مسلم پر حج نہیں ہے۔

دوسری شرط: بلوغ، یعنی بالغ ہونا ہے۔ نابالغ پر حج فرض نہیں۔ اگر نابالغ حج کرے، تو نفل ہوگا، فرض نہیں۔ (دُرِّ مختار، ص)

تیسری شرط: عقل ہے، مجنون (پاگل) پر حج فرض نہیں۔ اگر پاگل اور مجنون حج کرلے، تو نفل ہوگا۔

چوتھی شرط: حریت ہے یعنی آزاد ہونا، غلام پر حج فرض نہیں۔ اگر مالک کی اجازت سے حج کرلے، تو نفلی ہوگا۔

پانچویں شرط: استطاعت ہے، یعنی اس کے پاس اتنا مال ہے جس سے سوار ہو کر سواری پر جا سکتا ہے۔ حج کے مناسک ادا کر کے واپس آسکتا ہے۔ اہل خانہ و اہل و عیال کے لئے بھی خرچہ اس کی واپسی تک موجود ہو تو حج فرض ہے۔ اس لئے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ۝
"جو شخص راستے کی استطاعت رکھتا ہو"

چھٹی شرط: یہ بھی لازمی ہے کہ تندرست ہونا، بیمار نہ ہو۔

ساتویں شرط: یہ بھی لازمی ہے کہ اگر دار الحرب (یعنی کافروں کے علاقے) میں رہتا ہو، تب بھی مسلمان ہوا اور حج کے فرض ہونے کا علم ہو۔

تو معلوم ہوا کہ حج کے لئے ان شرائط کے پائے جانے سے حج فرض ہوگا۔

- ○ حج فرض ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے۔
- ○ حج فرض ہونے کے لئے دار الحرب والے کو فرائضِ اسلام جاننا شرط ہے۔
- ○ حج فرض ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط ہے۔

Scanned with CamScanner

○ حج فرض ہونے کے لئے عاقل ہونا شرط ہے۔
○ حج فرض ہونے کے لئے آزاد ہونا شرط ہے۔
○ حج فرض ہونے کے لئے تندرست ہونا شرط ہے۔
○ حج فرض ہونے کے لئے سفر خرچ اور اہل وعیال کا خرچ ہونا شرط ہے۔
○ حج فرض ہونے کے لئے وقت یعنی حج کے مہینے اور مخصوص دن کا ہونا شرط ہے۔

وجوبِ حج کی شرائط

اِس سے قبل اِن شرائط کا ذکر کیا گیا جن سے حج فرض ہوجاتا ہے۔ اب اِن شرائط کا ذکر کیا جاتا ہے جو حج کے ادا کرنے کے لئے ضروری اور واجب ہیں۔ اگر حج فرض ہونے کی شرطیں تو پائی جائیں، مگر وجوبِ ادا کی شرطیں نہ پائی جائیں، تو حج کا ادا کرنا واجب نہ ہوگا۔

پہلی شرط یہ ہے کہ راستے میں امن کا ہونا، یعنی اپنی جان و مال کا چوروں، لٹیروں اور دشمنوں کے ظلم اور دریا کے غرق ہونے سے امن کا ہونا۔

دُوسری شرط: عورت کے لئے مکہ مکرمہ جانے کے لئے شوہر یا محرم کا ہمراہ ہونا، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی۔ (درمختار)

آجکل عورتیں جعلی محرم بنالیتی ہیں جو کہ قطعاً ناجائز ہے اور سخت گناہ ہے۔

تیسری شرط: حج پر جاتے وقت عورت کسی قسم کی عدت میں نہ ہو چاہے وہ عدتِ وفات ہو یا طلاق بائن ہو یا رجعی۔

چوتھی شرط: قید میں نہ ہو اور قیدی ہے بادشاہ نے جانا منع کر دیا ہے تو یہ عذر ہے۔

پانچویں شرط: راستہ میں امن ہو، تو حج پر جانا ضروری ہے۔
○ قیدی نہ ہو یا بادشاہ کی طرف سے رکاوٹ نہ ہو تو حج پر جانا ضروری ہے۔
○ عورت کے ساتھ شوہر یا محرم ہو تو حج پر جانا ضروری ہے۔

○ عورت کسی قسم کی عدت میں نہ ہو، تو حج پر جانا ضروری ہے۔
○ حاجی کے لئے راستے میں امن ہو ○ حاجی بیمار نہ ہو بلکہ صحت مند ہو،
○ حاجن کے لئے محرم ہو ○ حاجن کے لئے چاہیے کہ عدت میں نہ ہو
○ حاجی قیدی نہ ہو، ○ حاجی کو کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔

؎ طاقت مالوں رستے والی خرچ ہووے گھر باروں
طلب اجازت ماں پیو والی حج زیارت یاروں

؎ توشہ خرچ سفر دا ہووے صدقہ رستے مالوں
واپس ہو دن تیکر خرچہ پورا اہل عیالوں

حج کا منظر

برادرانِ اسلام! اس سے قبل آپ نے حج کرنے پر ثواب، حج نہ کرنے پر عذاب، اور کن لوگوں پر حج فرض ہے، یہ سب کچھ پڑھا۔ اب آیئے! حج بیت اللہ شریف کا پورا منظر دیکھیں۔

آپ حضرات اپنے کاغذات گورنمنٹ کی چھٹی کے مطابق دی ہوئی تاریخ پر حاجی کیمپ پہنچ کر مندرجہ ذیل ہدایت کے مطابق وصول کریں۔

(۱) اپنی آمد کا اندراج کرائیں، (۲) پاسپورٹ حاصل کریں۔
(۳) ٹکٹ حاصل کریں، (۴) زرِ مبادلہ وصول کریں۔

اور اگر آپ اپنے شہر سے روانہ ہو رہے ہو، تو واپس گھر آجاؤ اور حج کے مسائل غور سے پڑھتے رہو اور اگر دُوسرے شہر حاجی کیمپ میں ہو تو بھی مسائلِ حج کا تکرار کرتے رہو اور خیمے ہوئے وقت سے قبل تیاری کرلو اور پورے وقت پر حاجی کیمپ سے تمام ٹھہرنے والوں کو گورنمنٹ کی مقرر کردہ بسیں آپ کو ایئرپورٹ پر پہنچائیں گی۔

آپ حضرات کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ حاجی کیمپ یا گھر سے احرام باندھ لیں، اس لئے کہ پاکستانیوں کا میقات سمندر میں ہے، اور میقات اسے کہتے ہیں کہ

حج و عمرہ کرنے والے کے لئے وہ آخری حد ہے، جہاں سے آگے بغیر احرام کے بڑھنا جائز نہیں۔ پاکستانیوں کے میقات کا نام یَلَمْلَمْ ہے جو سمندر میں جدّہ سے پہلے آتا ہے۔ آجکل اسے سعدیہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ یمن کا میقات بھی یہی ہے۔ مدینے والوں کا میقات بیرِ علی ہے۔ اہلِ عراق کا میقات ذاتِ عِرق ہے۔ نجد اور طائف والوں کا میقات قرن ہے۔ میقات پر یا اس سے قبل جو خاص قسم کا لباس پہنا جاتا ہے، اُسے احرام کہتے ہیں۔ احرام حج کے اُس خاص لباس کو کہتے ہیں جو حج و عمرہ کی نیت سے باندھا جاتا ہے۔

جب کوئی شخص احرام باندھ لے، تو اُسے مُحْرِم کہتے ہیں۔ احرام باندھ کر دو نفل ادا کریں اور حج کی نیت کریں۔ یاد رہے کہ حج تین قسم کا ہے۔ ان میں سے کسی ایک کی نیت کریں:-

(۱) حجِ افراد: یہ صرف حج کی نیت سے احرام باندھا جاتے اور ایک ہی احرام سے حج کیا جاتے۔ ایسے حاجی کو مُفْرِد کہا جاتا ہے۔

(۲) حجِ تمتّع: یہ صرف عمرے کی نیت سے احرام باندھا جاتے اور حرم شریف کا طواف و سعی کرے، اس کا عمرہ ادا ہو جاتے گا (جیسے کہ عمرے کے احکام ہیں) عمرہ کرنے کے بعد یہ شخص حجامت کرائے یعنی سر منڈائے اور احرام کھول دے، یہ اس کا عمرہ ہو گیا۔ اب سادہ کپڑے پہن لے اور عبادت کرتا رہے، اور آٹھ ذوالحجہ یا اس سے پہلے حج کی نیت سے غسل کر کے احرام باندھے اور نوافل پڑھ کر نیت کر لے۔ یہ احرام مکہ میں جہاں بھی ہو، باندھ لے۔

(۳) قِران: حج و عمرہ کی نیت سے میقات سے احرام باندھا جاتے۔ ایک ہی نیت سے دونوں کی نیت کی جاتے۔ ایسے حاجی کو قارن کہتے ہیں۔

ان تینوں کے مسائل تو اپنی جگہ آئیں گے۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ان تین

قسموں میں سے کسی ایک کی نیت سے احرام باندھا جائے۔ حج تمتع میں آسانی ہے، اسی لئے ہمارے ہاں کے اکثر لوگ حج تمتع کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ احرام میں دو چادریں ہیں سفید۔ ایک بطور تہبند اور دوسری بدن پر اوڑھنے کے لئے ہوتی ہے۔ اب آپ غسل کر لیں اور احرام کی چادریں اوڑھ لیں۔ تو اب نوافل ادا کرنے کے بعد نیت کریں کہ مَیں نے حج کی تین قسموں میں سے فلاں قسم کے حج کے لئے میں نے احرام باندھا ہے۔ اگر صرف حج کی نیت کرے، تو چاہیے کہ یہ الفاظ پڑھے:-

(۱) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ نَوَیْتُ
الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی۔

"اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان بنا اور قبول فرما مجھ سے۔ نیت کی میں نے حج کی اور حج کا احرام خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے باندھا۔"

(۲) حجِ تمتّع: میں صرف عمرہ کی نیت کرے اور یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ نَوَیْتُ
الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی۔

"اے اللہ! میں عمرے کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان بنا اور قبول فرما مجھ سے۔ نیت کی میں نے عمرہ کی اور اس کا احرام باندھا خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔"

پھر دوبارہ حج کے موقع پر مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھے۔

(۳) حج و عمرہ کی نیت، ایک احرام سے، اسے قران کہتے ہیں۔ یہ سب سے افضل ہے، ایسے حاجی کو قارن کہتے ہیں۔ دعا یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَ
تَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهِمَا
مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی۔

Scanned with CamScanner

"اے اللہ! میں نے ارادہ کیا عمرے اور حج کا ایک ساتھ، ان دونوں کو آسان بنا میرے لئے اور ان دونوں کو مجھ سے قبول فرما۔ میں عمرہ اور حج کی نیت کرتا ہوں اور ان دونوں کا احرام باندھتا ہوں خاص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔"

ان تین صورتوں میں نیت کے بعد بلند آواز سے تلبیہ یعنی لبیک پڑھے:۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ۔ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

ان کلمات طیبات کو تلبیہ کہتے ہیں۔ یہ بارگاہ الٰہی میں بہت مقبول ہیں۔ مُحرِم اسے اچھی طرح یاد کرلے اور بلندی پر چڑھتے یا پستی کی طرف اترتے اور صبح و شام اور سحری کے وقت بلند آواز سے پڑھے۔ احرام باندھنے اور نیت کرنے کے بعد کم از کم تین بار یہ کلمات بلند آواز سے پڑھے اور پھر کم از کم تین بار بلند آواز سے درود ابراہیمی پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اس کے بعد یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ۔

"اے مُحرِم! جب تو نے احرام باندھا، تو نوافل سر ڈھانپ کر ادا کر اور جب احرام کی نیت کرلی۔ اب کسی حال میں سر یا چہرے پر کپڑا نہ لگے۔ نماز کی حالت میں بھی سر ننگا ہو، ناک اور منہ کو کپڑا نہ لگے۔ احرام کی بہت سخت پابندیاں ہیں۔ مُحرِم پریشان نہ ہو، یہ امتحان ہے اور امتحان ایسے ہی ہوتا ہے۔ حج عجب امتحان ہے، سلے ہوئے کپڑے اتار دو، انگوٹھی تک اتار لو، حجامت کروالو، غسل کرلو۔ اب دو چادریں وہ بھی

صرف سفید رنگ کی پہن لو۔ دعا پڑھ کر نیت کرلو۔ بلند آواز سے لبیک پڑھو۔ اور درود پاک کا ورد کرو۔ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وسیلہ بنالو۔ اب مُحرِم ہوشیار ہو جا، سر مت ڈھانپ، چہرے پر کپڑا مت رکھ، ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھا

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا — آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

برادران اسلام! احرام کے احکام بہت ضروری ہیں، اس لئے ان کو غور سے سنیئے اور دھیان سے پڑھیئے:۔

احرام کے دو فرض ہیں

(۱) حج — حج و عمرہ، یا فقط عمرہ کی نیت کرنا۔ (۲) تلبیہ: لبیک کہنا، جس سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا اظہار ہو — ان دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ لبیک کہا، نیت نہیں کی یا نیت کی لبیک نہ کہا، تو احرام صحیح نہ ہوگا۔ دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ (حیات القلوب ص۳۳)

احرام کے دو واجب ہیں

(۱) میقات سے یا اس سے قبل احرام باندھنا، (۲) ان چیزوں سے دور رہنا جن سے منع کیا گیا ہے۔

احرام کی سنتیں

(۱) احرام حج کے مہینے میں باندھنا، پہلے باندھنا مکروہ ہے۔ (۲) احرام اپنے شہر کے میقات سے باندھنا یعنی جو تمہارا میقات ہے اس سے احرام باندھنا جیسے پاکستانیوں کے لئے یلملم۔

(۳) احرام کے لئے غسل کرنا (۴) دو کپڑے ان سلے، یعنی دو چادریں پہننا۔

(۵) احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگانا، خواہ اس کا نشان یا اثر بعد میں باقی رہے، یا نہ رہے۔ ایسی خوشبو لگانا بہتر ہے، جس کا نشان باقی نہ رہے۔

(۶) احرام باندھ کر دو رکعت نفل ادا کرنا۔ (مکروہ وقت میں نہیں)

(۷) لبیک ان الفاظ میں کہنا جو حدیث شریف میں ہیں۔ ان میں کمی بیشی نہ کرنا۔

Scanned with CamScanner

(۸) لَبَّیْکَ کا تکرار کم از کم تین دفعہ کرنا۔

(۹) مرد کے لئے بلند آواز سے لَبَّیْکَ کہنا ضروری ہے، مگر عورت آہستہ کہے۔

مُستحبّات

(۱) احرام باندھنے کے لئے چاہیے کہ پہلے زیرِ ناف اور بغل کے بال صاف کرنا، خط بنوانا، مونچھیں کتروانا یعنی پست کرنا، ناخن ترشوانا،

(۲) احرام کی نیت سے غسل کرنا۔

(۳) احرام کی دونوں چادروں کا کپڑا نیا ہونا، ورنہ دُھلا ہوا ہو۔

(۴) احرام کی نیت کے ساتھ زبان و دل سے بیک وقت ادا کرنا۔

(۵) نفل نماز کے بعد مُستقل قبلہ رُخ بیٹھتے ہی فوراً احرام کی نیت کرنا۔

(۶) ہر حال میں بُلندی، پستی، سواری پر چڑھتے اُترتے، نمازوں کے بعد تمام صورتوں میں لبیک کہنا۔

(۷) احرام سے فارغ ہو کر حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں درود و سلام پڑھنا۔

(۸) لگاتار تلبیہ (یعنی لبیک) کہنا۔

(۹) دُرود شریف سے فارغ ہو کر دُعا پڑھے۔

(۱۰) اِحرام کے ساتھ لبیک کہے۔

محرماتِ اِحرام

احرام باندھنے والے یعنی مُحرِم پر احرام باندھنے کے بعد اس پر پچاس چیزیں حرام ہو جاتی ہیں:-

(۱) عورت سے محبت کا اظہار کرنا (۲) بوسہ لینا (۳) مساس (یعنی چھُونا) (۴) گلے لگانا، جبکہ شہوت کے ارادے سے ہو (۵) اندامِ نہانی (یعنی عورت کے عضوِ مخصوص) پر نگاہ ڈالنا (۶) عورت کے سامنے اس کام کا نام لینا جو شہوت کا ذریعہ ہو (۷) فحش کلام (۸) فحش گناہ (کام) جو حرام تھے، اب زیادہ حرام ہو گئے۔ (۹) لڑائی جھگڑا کرنا (۱۰) جنگل کا شکار کرنا (۱۱) شکار کی طرف اشارہ کرنا۔

(۱۲) شکار کو کسی طرح بتانا (۱۳) بندوق، بارود یا ذبح کے لئے چھُری دینا۔ (۱۴) شکار کے انڈے توڑنا (۱۵) شکار کے پَر اُکھاڑنا (۱۶) شکار کے بازو توڑنا (۱۷) شکار کا دُودھ دوہنا (۱۸) شکار کا گوشت پکانا (۱۹) شکار کے انڈے کھانا (۲۰) شکار کے انڈے بیچنا (۲۱) شکار کے انڈے خریدنا (۲۲) اپنا ناخن تراشنا، (۲۳) اپنے ناخن کسی دُوسرے سے کتروانا (۲۴) سر سے لے کر پاؤں تک کوئی بال اکھاڑنا (۲۵) مُنہ کسی کپڑے سے ڈھانپنا (۲۶) سر کسی کپڑے سے ڈھانپنا۔ (۲۷) بستر یا گٹھڑی وغیرہ سر پر رکھنا (۲۸) عمامہ باندھنا (۲۹) بُرقع پہننا۔ (۳۰) دستانے پہننا (۳۱) موزے پہننا یا جرابیں وغیرہ پہننا، جس سے پاؤں کا درمیانی حصّہ (یعنی قدم کا درمیانی حصّہ چھُپ جائے) (۳۲) سلا ہوا کپڑا پہننا (۳۳) خوشبو بالوں میں لگانا (۳۴) خوشبو بدن میں لگانا (۳۵) خوشبو کپڑوں میں لگانا (۳۶) مَلاگیری، زعفران یا کسی رنگ میں رنگے خوشبو دینے والے کپڑے پہننا (۳۷) خالص خوشبو، مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ اور الائچی وغیرہ کھانا (۳۸) خوشبو کو آنچل میں باندھنا جس کی وجہ سے خوشبو ہو (۳۹) داڑھی کو خطمی یا خوشبودار چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں یا خوشبودار صابن لگانا (۴۰) وسمہ یا مہندی کا لگانا (۴۱) گوند وغیرہ سے بال چپکانا، (۴۲) زیتون کا تیل لگانا (۴۳) تِلوں کا تیل لگانا، اگرچہ اِس میں خوشبو نہ بھی ہو۔ (۴۴) کسی احرام والے کا سر مونڈنا اگرچہ اُس کا احرام نہ ہو (۴۵) جُوئیں مارنا (۴۶) جُوئیں نکال کر پھینکنا، (۴۷) دُوسرے کو مارنے کا اشارہ کرنا (۴۸) کپڑا جوؤں کو مارنے کے لئے دُھونا۔ (۴۹) جوؤں کو نکال کر دُھوپ میں ڈالنا (۵۰) جوؤں کو مارنے کی غرض سے بالوں میں ایسی دَوائی لگانا، جس سے جوئیں مر جائیں۔

مکروہات

اِحرام کی حالت میں مندرجہ ذیل چیزیں مکروہ ہیں:

(۱) بدن سے میل دُور کرنا (۲) بال یا بدن صابن وغیرہ بے خوشبو سے دُھونا

Scanned with CamScanner

(۳) کنگھی کرنا (۴) اِس طرح خارش کرنا کہ بال ٹوٹنے یا جوُں کے گرنے کا اندیشہ ہو۔

(۵) لباس عادت کے خلاف پہننا، مثلاً چغہ ہاتھ بازو میں ڈالے بغیر کندھوں پر ڈالنا

(۶) خوشبو یا دھونی دیا ہوا کپڑا، جو ابھی تک خوشبو دے رہا ہے، اوڑھنا۔

(۷) خوشبو جان بوجھ کر سونگھنا، اگرچہ خوشبودار پھل یا کوئی چیز ہو جیسے پودینہ، نارنگی وغیرہ

(۸) عطر فروش کی دکان پر اس لئے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ معطر ہو۔

(۹) سُرمہ لگانا۔ (۱۰) مُنہ پر پٹی باندھنا۔

(۱۱) غلافِ کعبہ کے اندر داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا چہرے پر لگے۔

(۱۲) ناک وغیرہ یا منہ کا کوئی حِصّہ کپڑے سے چھُپانا۔

(۱۳) ایسی چیز کھانا، جس میں خوشبو پڑی ہو، اور وہ پکائی نہ گئی ہو۔

(۱۴) بے سِلا کپڑا یا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔

(۱۵) تکیہ پر منہ رکھ کر اوُندھے لیٹنا۔

(۱۶) تعویذ کو بازو یا گلے میں باندھنا، اگرچہ بے سِلے ہوئے کپڑے میں لپیٹ کر ہو۔

(۱۷) مہکی خوشبو ہاتھ سے چھُونا، جبکہ ہاتھ [illegible] لگے [illegible]

[illegible]

(۱۸) بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا [illegible]

(۲۰) چادر اوڑھ کر اس کے آنچل پر [illegible] دے دینا۔

(۲۱) تہبند کے دونوں کناروں کو گرہ دینا، علاوہ ازیں باقی چیزیں جائز ہیں۔

اے مُحرِم! تو نے احرام باندھ لیا۔ اب ہر وہ کام تو نے کرنا ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے، اور ہر اُس کام سے رُک جانا ہے جس سے اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع کیا ہے، اس لئے خبردار ہو جا کہ کوئی کام تجھ سے ایسا نہ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تجھ سے ناراض ہو جائیں؟ اللہ تبارک و تعالیٰ کامل احرام باندھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

عوَرتوں کا اِحرام

برادرانِ گرامی! یہ تو مردوں کا اِحرام تھا، اب عورتوں کا احرام ملاحظہ فرمائیں۔

عورتوں کا احرام، مردوں کے احرام سے بارہ چیزوں میں مختلف ہے

(۱) عورتوں کا احرام دو چادریں نہیں، بلکہ وہ لباس ہے، جسے وہ عادت کے مطابق پہنے ہوئے ہیں، البتہ کپڑے پر خوشبو نہ لگی ہو، نہ زعفران سے رنگے ہوں۔

(۲) عورت کے لئے سر چھپانا ضروری ہے۔ ایک رومال اتنا بڑا لے کہ سر کو باندھ لے تاکہ سر چھپ جائے، نا محرم کے سامنے اور نماز میں سر چھپانا فرض ہے۔

عورت کو احرام کی حالت میں منہ چھُپانا حرام ہے، البتہ نامحرم کے سامنے پنکھا وغیرہ رکھ سکتی ہے، مگر پنکھا منہ کو نہ لگے۔

غلاف کعبہ کے اندر یوُں داخل ہونا کہ غلافِ کعبہ منہ پر نہ آئے۔

عورت لبیّک بُلند آواز سے نہ کہے، بلکہ آہستہ کہے۔

عورت کے لئے گوند وغیرہ سے بال چپکانا جائز ہے۔

عورت کے لئے بِستر وغیرہ اُٹھانا جائز ہے۔

عورت کے لئے بازو یا گلے میں تعویذ باندھنا جائز ہے۔

عورت کے لئے دستانے، موزے، اور سِلے کپڑے پہننا جائز ہے۔

یاد رہے احرام کے لئے عورت و مرد کا صِرف مذکورہ چند چیزوں کا فرق ہے، باقی تمام مسائل میں عورت و مرد برابر ہیں۔

یعنی وہ کام جو احرام میں مرد کے لئے حرام ہیں، عورت کے لئے بھی حرام ہیں۔

وہ کام، جو احرام میں مرد کے لئے مکروہ ہیں، وہ عورت کے لئے بھی مکروہ ہیں۔

وہ کام، جو احرام میں مرد کے لئے جائز ہیں، عورت کے لئے بھی جائز ہیں۔

Scanned with CamScanner

اِس سے قبل آپ نے حج و عمرہ کے احرام میں مرد و عورت کا فرق اور احرام میں حرام، مکروہ، جائز اور ناجائز کاموں کا ذکر پڑھا۔ احرام باندھ کر سخت محتاط ہو جائیں کہ کہیں کوئی غلط کام نہ ہو جائے۔ ایئر پورٹ پر پہنچ کر جہاز میں سوار ہو جائیں۔ چند گھنٹوں کے بعد اعلان ہوگا: آپ پاک سرزمین پر اُتر رہے ہیں۔ جہاز سے اُتر کر اپنے گروپ کے لیڈر کی سرکردگی میں قطار بنائیں۔ انتظار گاہ کے ہال میں جائیں، پھر قطار میں آرام سے آگے بڑھیں۔ آگے کاؤنٹر پر آدمی ایک ایک شخص سے پاسپورٹ لے کر دخول کی مہریں لگائے گا، اور دوسرے کاؤنٹر پر معلّم کا اندراج کر کے پاسپورٹ آپ کو واپس کر دے گا۔ وہاں سے آگے تیسرے ہال میں آپ کا سامان پہنچ چکا ہوگا۔ اب سامان وصول کریں۔ کسٹم پڑتال کروا کر آپ قلی کے ذریعے یا ٹرالی میں لاد کر باہر آجائیں۔ اب آپ کی روانگی مکہ مکرمہ کے لئے ہوگی۔ جدہ حاجی کیمپ کے باہر بسیں لگی ہوئی ہوں گی جو آپ کو مکہ مکرمہ لے جائیں گی۔ جدہ سے مکہ مکرمہ تقریباً ستّر کلو میٹر ہے، جو کہ عام طور پر یہ سفر آدھ گھنٹے میں طے ہو جاتا ہے۔ حج کے دنوں میں زیادہ وقت لگ جاتا ہے اس لئے کہ رش بہت زیادہ ہوتا ہے۔

اب آپ بس پر بیٹھ کر کہاں جا رہے ہیں؟ اللہ اللہ! اس دیارِ مکرم کا تصوّر کرتے ہی کپکپی طاری ہو جاتی ہے، جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل سے اِک ہُوک نکلتی ہے تو اور پھر دیارِ حرم — اس کے بارے میں امام اہلِ سُنّت، مجدّدِ دین و ملت الشاہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حُرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا!

اَرے سر کا موقع ہے او جانے والے

تلبیہ پڑھتے رہو، گناہوں کو یاد کرتے رہو اور آگے بڑھتے رہو، یہ بسیں آپ کو معلّم کے ڈیرے تک پہنچا دیں گی، وہاں آپ اپنا سامان محفوظ کر لو۔ اب عجیب کیفیت ہے۔ یہ بندہ گنہ گار ہے اور سامنے حرم پاک ہے۔ معلّم آپ کو طواف کروانے کے لئے ایک مطوف دے گا،

مگر آپ اس کے محتاج نہ بنیں، بلکہ مسائل خوب یاد کر لیں۔ اب مسجد حرام شریف کے مینار و در و دیوار پر نظر پڑے گی۔ آنکھوں سے چھم چھم آنسو برساتے ہوئے جوتوں کے خانے میں اپنی جوتی کسی تھیلی وغیرہ میں رکھ دو۔ اب یہ بابِ حرم ہے اور گنہ گار کا قدم ہے گناہ یاد آنے لگے، اور قدم لڑکھڑانے لگے۔ نظروں کو جھکاؤ، سراپا ادب بن جاؤ اور آگے بڑھو۔ سیڑھیاں آگئیں، نیچے اترو، پھر صحن میں آ گئے۔ آگے بڑھتے جاؤ، مگر نگاہ نہ اٹھانا، پھر سیڑھیاں آجائیں گی، نیچے اُترو، پھر صحن میں آگے بڑھو، یہاں تک کہ عمارت یعنی مسجد حرام کا چھتا ہوا حصّہ ختم ہو جائے گا، تو تمام گنہ سامنے رکھ کر دل کی تمنا ہونٹوں پر لاؤ۔ اب یک لخت نگاہ اُٹھاؤ، تو سامنے کعبۃُ اللہ ہے۔

اب آنسو بہاؤ اور عاجزی سے دُعا کرو، اللہ تعالیٰ سے جو مانگنا ہے، مانگ لو۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا؛

مَنْ اَتیٰ ھٰذَا الْبَیْتَ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَمَا وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ۔ (مسلم شریف ج ۱، ص ۴۵۶)

"جو شخص آیا اِس بیت اللہ شریف (کی حاضری کے لئے) اور اُس نے فِسق و فجور نہ کیا (فقط عبادت کے لئے آیا)، تو وہ واپس لوٹتا ہے، جیسے کہ (ابھی) ماں سے بچہ پیدا ہوا۔

ذرا تسلّی سے دُعا کرو، اب آگے بڑھو اور کعبۃُ اللہ کے قریب ہو جاؤ، چلتے چلتے چکر لگاتے رہو، حجرِ اسود کے برابر ہو جاؤ اور حجرِ اسود کو سلام کرو (خبردار احرام کی حالت میں حجرِ اسود کو نہ چُومنا، بعد میں چوم لینا) اِس لئے کبھی اسے چُوم لینا کہ اسے خوشبو لگی ہوتی ہے۔

اگر آپ نے تمتّع کی نیّت کی ہے، یا صرف عمرہ کرنا ہے، تو عُمرہ یُوں کرو؛

طوافِ بیتُ اللہ کرو۔ طواف کرنے والا پاک صاف ہو، با وضو ہو، کپڑے بھی پاک ہوں۔ جسم کے جن حصّوں کا ڈھانپنا فرض ہے، اُن میں سے کوئی حصّہ ننگا نہ ہو اور طوافِ حجرِ اسود

Scanned with CamScanner

سے شروع کرے ۔ یہاں سے طواف شروع کرنا واجب ہے ۔ حجرِ اسود کی سیدھ میں فرش پر کالے سنگِ مرمر کی ایک پٹی بنائی گئی ہے جو لکیر سی نظر آتی ہے ۔ اس حجرِ اسود کی نشانی والی پٹی سے دو قدم آپ پیچھے کھڑے ہو جائیں اور کعبۃ اللہ شریف کی طرف منہ کر کے یہ دُعا پڑھیں :- اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ طَوَافَ بَیۡتِكَ الۡحَرَامِ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ نَوَیۡتُ سَبۡعَۃَ اَشۡوَاطٍ لِلّٰہِ تَعَالٰی ۔

"اے اللہ ! مَیں تیرے عزّت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں ، یہ عمل میرے لئے آسان بنا اور میری طرف سے اسے قبول فرما ۔ مَیں خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اِس گھر کے سات چکّر لگانے کی نیّت کرتا ہوں ۔"

یاد رہے طواف کے لئے نیّت ضروری ہے ۔ اِس نیّت کے بعد حجرِ اسود کی طرف بڑھے ، یعنی کالی لکیر پر آجائے ۔ اِس کالی لکیر سے طواف شروع ہو گا ۔ طواف شروع کرنے سے پہلے اضطباع کرو ۔ یعنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دایاں کاندھا کھُلا رکھ کر چادر کو بائیں کندھے پر ڈال دے ، اسے اضطباع کہتے ہیں ۔ بعض لوگ احرام باندھتے ہی کاندھا ننگا کر لیتے ہیں ۔ یہ جائز نہیں ہے ۔ یہ صرف طواف سے قبل کریں ۔ کعبۃ اللہ کی طرف منہ کر کے حجرِ اسود کو ہاتھ اٹھاتے وقت سلام کرے ۔ ہاتھ کی ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف ہونی چاہئیں ۔ اَب پڑھو :- بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ۔ یہ کہہ کر ہاتھ چھوڑ دو ۔ یاد رہے کہ نیّت کرتے وقت ہاتھ اُٹھانا بدعت ہے ۔ صرف حجرِ اسود کو سلام کرتے وقت ہاتھ اُٹھائے جائیں ۔

بغیر کسی کو تکلیف دیئے ، کالی لکیر پر کھڑے ہو کر سلام کرے ، اسے استلام کہتے ہیں ۔ اِستلام کے وقت یہ دُعا پڑھے :-

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡ لِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَطَھِّرۡ قَلۡبِیۡ وَاشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ وَیَسِّرۡ لِیۡ اَمۡرِیۡ وَعَافِنِیۡ فِیۡہِ مَنۡ عَافَیۡتَ ۔

"اے اللہ ! مجھے بخش دے میرے گناہ اور پاک کر دے میرا دل اور کھول دے میرا سینہ اور آسان کر دے میرا کام ، اور مجھے سلامتی دے ، جس چیز میں تو نے سلامتی رکھی ہے ۔"

حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے " قیامت کے روز یہ پتھر اٹھایا جائے گا ، اِس کی آنکھیں ہوں گی جس سے یہ دیکھے گا ، زبان ہوگی ، جس سے یہ کلام کرے گا ۔ جس نے حق کے ساتھ اس کا بوسہ دیا اور استلام کیا ، یہ اس کی گواہی دے گا ۔"

بہتر یہ ہے کہ کالی پٹی سے دو قدم پہلے نیّت کر لیں ، کیونکہ رش میں ہجوم کہیں سے کہیں اُٹھا کے پھینک دیتا ہے ، تاکہ کالی پٹی پر پہنچتے ہی استلام ہو جائے ۔ یہاں ایک بات یاد آرہی ہے ۔ حجرِ اسود گواہی دے گا ، سفارش کرے گا ۔

اے حجرِ اسود ! یہ کمال تجھے کہاں سے نصیب ہوا ؟ تو یقیناً حجرِ اسود سے جواب ملے گا " جب سے مصطفےٰ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پاکیزہ لبوں نے چھوا ہے ۔ اگر لبانِ مُصطفےٰ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) لگنے سے حجرِ اسود میں یہ کمال پایا جاتا ہے تو پھر مصطفےٰ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اپنی عظمت کا کیا حال ہوگا ؟ اِسی لئے اعلیٰ حضرت امام اہلِ سُنّت الشاہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو ۔۔۔ کعبہ تو دیکھ چکے اَب کعبے کا کعبہ دیکھو
دھو چکا ظلمتِ دل بوسۂ سنگِ اَسود ۔۔۔ خاک بوسیِ مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو
دُھوم دیکھی ہے درِ کعبہ پہ بیتابوں کی ۔۔۔ اُن کے مشتاقوں میں حسرت کا تڑپنا دیکھو

یہ دُعا عربی میں نہ آئے ، تو اپنی زبان میں پڑھ لے ۔ اَب کالی پٹی پر حجرِ اسود کو کانوں تک ہاتھ اٹھا کر سلام کیا ، پھر تیزی سے بازو حجرِ اسود کی طرف پھیلائے ، گویا کہ اُسے چُومنا چاہتا ہے ، ہاتھ کی ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رکھے اور پڑھے :-

بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ ۔ اب پھر آگے بڑھے ، اطمینان و وقار کے ساتھ خشوع وخضوع

(حصہ دوازدہم)

کے ساتھ دائیں بائیں طرف دیکھے بغیر چلتا جاتے۔ دل میں یقین ہو کہ یہ نزولِ رحمت کا وقت ہے، اپنے گناہوں پر نظر کرے، آنسو بہاتے اور تصورات میں اپنی زبان میں اپنی عاجزی و ناتوانی کا اقرار کرتے ہوئے آگے بڑھتا جاتے۔ تمہارا دل بائیں کندھے کے نیچے ہے۔ پورے طواف میں کعبۃ اللہ بھی بائیں کندھے کے برابر ہے۔ آگے ایک چھوٹی سی دیوار آتے گی، جسے حطیم کی دیوار کہتے ہیں، اس کے اندر والی جگہ کعبہ کی جگہ ہے، اس لئے حطیم کے باہر سے طواف کریں۔ حطیم کی دیوار ختم ہو گی، تو رُکن یمانی یعنی کعبۃ اللہ کا کونہ آجائے گا۔ رُکن یمانی پر ہاتھ لگائیں، اس وقت بھی کعبہ کی طرف منہ کرنے سے پرہیز کریں۔ اب آگے گزر و گے، تو وہی حجرِ اسود والی پٹی آجائے گی۔ اس طرح طواف کا ایک چکر پورا ہو گیا۔

طواف کرتے وقت پہلے تین چکروں میں جلد جلد چھوٹے چھوٹے قدم رکھنا، شانوں کو ہلانا جیسے پہلوان اور قوی لوگ چلتے ہیں، اس طرح چلیں، مگر کسی مسلمان کو اذیت نہ دیں، اسے اصطلاحِ شریعت میں رمل کہا جاتا ہے۔ یہ تین چکروں میں سنت ہے، باقی چار چکروں رمل نہ کرے، یعنی عام حالت میں چلے۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح طواف مکمل نہ ہوگا جب تک کہ دُعائیں نہ پڑھیں۔ جبکہ دُعائیں پڑھنا ضروری نہیں۔ اگر دُعائیں یاد ہوں، تو پڑھنا بہتر ہے اور اگر اتنی دُعائیں یاد نہ ہوں، تو حضور نبی اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود شریف پڑھو، اس لئے کہ درُود شریف تمام دُعاؤں سے افضل و بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ درود پاک کی برکت سے سب کام بنا دے گا اور دُعائیں قبول ہوں گی۔ اگر کوئی صاحب دُعائیں پڑھنا چاہے تو دُعائیں لکھ دی جاتی ہیں پڑھ لیں:

حجرِ اسود سے گزر کر شروع کرے اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا بِکَ وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَآءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ کہتے ہوئے کعبۃ اللہ کے

دروازہ کی طرف بڑھو اور جب مُلتزم پر آؤ، یہ وہ جگہ ہے جو حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کے درمیان واقع ہے، یہاں ہاتھ رکھ کر دُعا کرتے ہیں۔ اِس جگہ یہ دُعا کرے:۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا الْمَقَامُ الْعَائِذُ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ بِخَیْرٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

اور جب رُکنِ عراقی سامنے آئے، تو یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ ط

میزابِ رحمت: یہ کعبۃ اللہ شریف کا سونے کا پرنالہ ہے، جب اس کے سامنے آئے تو یہ دُعا پڑھے:۔

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّکَ وَلَابَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً مَّرِیْئَۃً لَّا نَظْمَاُ بَعْدَھَا اَبَدًا ط

جب رُکنِ شامی کے سامنے آئے، تو یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّعَمَلًا صَالِحًا مَّقْبُوْلًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَالِمُ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ یَا اَللّٰہُ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط

Scanned with CamScanner

رُکنِ یمانی پر آکر اس جگہ کو دونوں ہاتھ سے یا دائیں ہاتھ سے چھو لو اور چاہو تو بوسہ بھی دے دو۔ یہ کعبہ معظمہ کا ایک کونہ ہے۔ جب رُکنِ یمانی سے آگے بڑھو تو یہ پڑھو

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا
عَذَابَ النَّارِ وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ مَعَ الْاَبْرَارِ یَا عَزِیْزُ یَا غَفَّارُ
یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

اِس طرح سے ایک چکر کی کئی دُعائیں پوری ہوئیں، اب ہر چکر میں یُوں ہی دُعائیں پڑھیں، اور میں عرض کر آیا ہوں کہ درود شریف پڑھنا سب سے افضل ہے اور آسان بھی۔ جب سات چکر مکمل ہو جائیں، تو کالی پٹی پر آئیں اور آخری بار حجرِ اسود کو سلام کریں۔ اِس طرح ایک مکمل طواف کے سات چکروں میں آٹھ بار استلام ہوگا، ابتدا و انتہا استلام سے ہوگئی۔

مقامِ ابراہیم طواف ختم کرکے اب آپ مقامِ ابراہیم کی طرف آئیں اور دو نفل ادا کریں، بشرطیکہ نوافل کا وقت مکروہ نہ ہو۔

نوافل کے لئے پانچ وقت مکروہ ہیں (۱) طلوعِ صبح سے بلندیٔ آفتاب تک۔ (۲) سُورج کے نکلتے وقت (۳) زوال کے وقت (۴) نمازِ عصر کے فرض ادا کرنے کے بعد غروبِ آفتاب تک (۵) سُورج غروب ہوتے وقت۔

مقامِ ابراہیم پر دو نفل ادا کرنے واجب ہیں۔ اگر وقت مکروہ نہ ہو تو فوراً پڑھے، دیر نہ کرے اور اگر وقت مکروہ ہے، تو مکروہ وقت نکلنے کا انتظار کرے اور پھر مقامِ ابراہیم کے سامنے نوافل ادا کرے۔ ہاں اگر بھیڑ ہو تو جگہ نہ ملنے کی صورت میں حرم پاک میں کسی بھی جگہ پڑھ لے۔ مستحب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سُورۃ کافرون اور دُوسری میں سُورۃ اخلاص پڑھے۔ اِن دو نفلوں کے پڑھنے سے اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور قیامت کے دن امن والے لوگوں میں اس کا حشر ہوگا اور یہ شخص یہ دُعا پڑھے، اِس دُعا کی حدیث شریف میں بڑی فضیلت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ
فَاَعْطِنِیْ سُؤَالِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُنِیْ
اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًا مِّنَ الْمَعِیْشَۃِ مَا قَسَمْتَ لِیْ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔

مُلتزم نوافل سے فارغ ہو کر مُلتزم پر آئیے۔ وہاں حاضری کا طریقہ یہ ہے کہ دیوار کے دائیں بائیں یا اوپر کو اپنے بازو پھیلا دے، اپنا رخسار اور سینہ دیوار سے چمٹا دے۔ کبھی دائیں اور کبھی بائیں رخسار وغیرہ کو دیوار کے ساتھ لگائے جسم اور پیٹ بھی دیوار کے ساتھ رگڑے۔ گریہ وزاری کریں اور رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگیں۔ ایسے روئیں جس طرح چھوٹا بچہ ماں کی گود میں آکر روتا ہے، دل کے ارمان خُوب نکالیں اگر ساتھ ساتھ درود شریف کا وِرد جاری رکھیں، تو بہت بہتر ہے۔

فرض اک واری عمراں ساری باقی نفلاں پائے — خرچ عیالوں آ دن جاون اپنے نال لیجاوے
وضو کرے اک واری چادر پہنی ازارے — خوشبو بدن تے نیت کر کے نفل نماز گزارے
سُوئی دا سیتا کپڑا ہووے موزہ دُور اتارے — سر کھجانا بدن حجامت کرنی ترک پیارے
وچ احرام نہ جائز ہووَن جو جو ذکر گزارے — حج نمازوں اسواری اُتے اُچی حمد پکارے
اوّل مسجد داخل ہووے بعد زیارت خانے — قبلہ دیکھ کرے تکبیراں اُچی نال زبانے
پھیرے ست دوالے کعبے کرنے سُنّت آئے — تین دوڑے دیوے پھیرے مونڈھے خُوب ہلاوے
باقی آہستہ چلدا آوے حجرِ اسود ہر واری — ختم طواف حجر تے کرنا سُنّت سرور جاری
وچ مصلّے ابراہیمی، پھر دو نفل گزارے — پھر صفا تے مُنہ قبلے ول پڑھ تکبیر گزارے
پھر زمزم پانی پیوے نالے خُوب نہاوے — حجرِ اسود دروازے قبلے وچ ملتزم پیارے

بعد اس دے مروے لوں اترے ست طواف گزارے
واجب وچ طواف دے دوڑن آکھیا نبی سُہارے

Scanned with CamScanner

آبِ زمزم

آپ آبِ زمزم شریف پینے کے لئے تہہ خانہ میں چلے جائیں، جہاں ٹیوب ویل نصب ہے اور بے شمار ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں، وہاں آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پانی پئیں۔ اس ضمن میں ایک روایت سماعت فرمائیں:

ایک شخص حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا: "کہاں سے آئے ہو؟" وہ کہنے لگا: "آبِ زمزم کے کنوئیں پر گیا تھا وہاں سے آبِ زمزم پی کر آرہا ہوں۔" آپ نے فرمایا: "کیا آبِ زمزم پینے کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھا تھا؟" وہ کہنے لگا: "آبِ زمزم پینے کے آداب کیا ہیں؟" آپ نے فرمایا: جب آبِ زمزم پینا چاہو تو قبلہ رُخ کھڑے ہو جاؤ، بسم اللہ شریف پڑھ کر پیو۔ تین سانس لے کر پیو۔ خوب پیٹ بھر کر پیو اور جو پانی بچ جائے، اسے سر پر انڈیل دو یا چہرے پر ڈال دو۔" میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو آبِ زمزم پلایا۔ پس آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نوش فرمایا اور ارشاد فرمایا: مَنْ حَثَا عَلٰى رَاسِهٖ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ مِنْ زَمْزَمَ لَمْ تُصِبْهُ مَذِلَّةٌ۔ (الجامع اللطیف ص۱۶۷)

"جس نے آبِ زمزم کے تین چُلو اپنے سر پر ڈالے، وہ کبھی بھی ذلیل نہ ہوگا۔"

آبِ زمزم پیتے وقت دُعا بھی کریں، جو دُعا کی جائے، اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبِ زمزم پینے لگے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "آبِ زمزم جس مقصد کے لئے پیا جائے، وہ وہ پورا ہو جاتا ہے۔" (جامع اللطیف ص۱۷۱)

آبِ زمزم کو واپس اپنے گھروں کو آتے ہوئے ساتھ لانا اور دوستوں کو دینا کارِ ثواب ہے۔ اسی طرح کھجوریں اور تسبیح وغیرہ بھی احباب کو دی جاتی ہیں۔

آبِ زمزم تو پیا، خوب بجھائیں پیاسیں
آؤ سوئے دَرِ شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو

آبِ زمزم پینے کے بعد حجرِ اسود کے پاس آؤ، بھیڑ کی صورت میں کالی پٹی پر آؤ، چوم لو یا سلام کرو اور درود پاک پڑھتے ہوئے بابِ صفا کی طرف چلے جاؤ۔ یہ یاد رکھیں آبِ زمزم پینے کے بعد پہلے حجرِ اسود کو سلام کریں، پھر سعی کے لئے باب الصفا جائیں۔ اگر تھک جاؤ، تو تھوڑی دیر بعد سستا کر سعی شروع کریں۔ صفا پہاڑی پر چڑھ کر منہ کعبۃ اللہ کی طرف کر کے کھڑے ہو جاؤ اور کعبۃ اللہ کی زیارت کرو۔ پھر دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اُٹھائیں اور یہ پڑھیں: سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ اور خشوع خضوع سے اپنے لئے دعا کریں، بالخصوص عالمِ اسلام کے لئے اُس کی بہتری کی دُعا کرے۔ یہ دُعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ اب پہاڑی سے نیچے اُتریں، اور یہ پڑھیں: اِنَّمَا بَدَءَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝

"اور ابتداء کرے جس چیز سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء فرمائی (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو شخص حج یا عمرہ بیت اللہ کا کرے، پس اُس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اِن دونوں کے درمیان سعی کرے، اور جس نے از خود نیکی کی، بے شک اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دینے اور جاننے والا ہے۔"

دُعا کے لئے ایک بار ہاتھ اُٹھائیں، جب تک دُعا مانگیں ہاتھ اُٹھائے رکھیں۔

اب صفا سے سعی کے لئے نیت کر کے یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ
فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ۔

"اے اللہ! میں ارادہ کرتا ہوں صفا و مروہ کی سعی کے لئے۔ پس اسے آسان کر دے میرے لئے اور قبول فرما مجھ سے۔"

Scanned with CamScanner

اب پیدل مروہ کی طرف روانہ ہو۔ سوار ہو کر یا کسی کا سہارا لے کر چلنا جائز نہیں، البتہ معذور کے لئے اجازت ہے اور جب میلین اخضرین (سبز رنگ کا نشان) پر پہنچ جائیں۔ یہاں سبز ٹیوبیں لگی ہوئی ہیں۔ یہاں آپ چند قدم پہلے سے ہی دوڑنا شروع کر دیں۔ اور جب اگلی سبز ٹیوبوں کے نشان پر پہنچیں، تو دوڑنا بند کر دیں اور معمول کے مطابق چلنے لگیں لیکن دوڑتے میں کسی کو ایذا ہرگز نہ دیں، اور جب مروہ پہنچو تو پہاڑی پر چڑھ جائیں۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جائیں اور کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں اور دُعا کریں۔ یہاں دیر تک تسبیح و تہلیل، مناجات اور دُعا میں مشغول رہنا مستحب ہے۔

عورتیں میلین اخضرین (سبز ٹیوبوں) کے درمیان نہ دوڑیں، بلکہ معمول کے مطابق چلیں۔ عورتوں کے لئے دوڑنا جائز نہیں۔ صفا سے مروہ تک یہ ایک چکر ہو گیا۔ دوسرے چکر کے لئے مروہ سے صفا کی طرف مڑے اور تسبیح و دُعا کے لئے ہمہ تن مصروف ہو کر پڑھتے ہوئے چلتے رہیں سبز ٹیوبوں کے پاس پہنچ کر دوڑ لگائیں۔ پھر جب اگلی طرف ٹیوبیں نظر آجائیں تو دوڑنا بند کر دیں، اور چلتے جائیں، اب آپ صفا پر پہنچ جائیں گے اور پہلے کی طرح پہاڑی پر چڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے دُعا مانگیں، جیسے پہلے چکر میں دُعا مانگی تھی اور کندھوں تک ہاتھ اٹھائیں اور تیسرے چکر کے لئے مروہ کی طرف چلیں۔ اسی معمول کے مطابق سات چکر پورے کریں۔ ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا۔ اب سعی مکمل ہو گئی۔ یہی وہ صفا و مروہ ہے جہاں سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔ جب پہاڑ پر چڑھتیں، تو رُک کر پیچھے مڑ کر بیٹے کو دیکھ لیتیں۔ پھر اگلے پہاڑ پر پانی کی تلاش میں چل پڑتیں اور جہاں نشیبی جگہ ہو، وہاں دوڑ پڑتی تھیں اللہ تعالیٰ نے اس یادگار کو قائم رکھنے کے لئے حج و عمرہ میں ہر شخص کے ذمے سعی کو لازمی قرار دیا۔ یہ حج و عمرہ میں واجب ہے۔

یاد رہے صفا و مروہ کے درمیانی حصے کو طے کرنا واجب ہے، تمام حصہ طے کرے۔ سعی کے بعد مسجد حرام میں آئیں اور دو نفل ادا کریں۔ اب یہ آپ کا عمرہ ہو گیا۔ اس کے

بعد آپ باہر آجائیں۔ مروہ کے سامنے حجام کی دکانیں ہیں، وہاں جا کر حجامت کروائیں۔ یعنی پورا سر منڈوائیں یا قصر (تھوڑے سے بال کٹوائیں) حلق میں زیادہ فضیلت ہے۔ عورتیں اپنے سر کے پھیلے ہوئے حصے سے ایک پور بال کٹوائیں۔ عورتوں کے لئے بال منڈوانا حرام ہے اب آپ اپنی رہائش گاہ پر جائیں اور اپنا احرام اتار دیں۔ یہ صرف عمرہ یا تمتع والے کے لئے ہے حج قارن یا حج افراد والا احرام ہرگز نہیں اتار سکتا۔ عورتوں کے لئے طواف میں اضطباع یعنی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں مونڈھے پر ڈالنا طواف کے شروع میں رمل۔ طواف کے پہلے تین پھیروں میں جلد جلد قدم اٹھانا، شانے ہلانا، قوی لوگوں کی طرح، اور سعی میں سبز ٹیوبوں کے درمیان دوڑنا یہ سب کام منع ہیں، بلکہ حجر اسود کو بھیڑ میں مزاحمت سے بوسہ دینا کہ جسم غیر محرم سے چھوئے جائز نہیں۔

طواف کی قسمیں

(۱) طوافِ قدوم: قدوم کا معنی ہے آنا۔ انسان جب کسی عظیم بارگاہ میں حاضری دیتا ہے، تو سب سے پہلے سلام پیش کرتا ہے، اور اپنی حاضری لگواتا ہے۔ طوافِ قدوم میں گویا بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہے:۔

"اے میرے مالک! میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اپنے نیک اور برگزیدہ بندوں کی فہرست میں میرا نام شامل فرما۔"

اس طواف میں رمل اور اضطباع نہیں کیا جاتا اور صفا مروہ کی سعی بھی نہیں کی جاتی، صرف طواف کیا جاتا ہے۔ اس کا وقت حج کے مہینوں میں مکہ مکرمہ کے داخلہ سے لے کر میدانِ عرفات تک ہے۔ یہ طوافِ سُنت ہے۔

ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ اگر طوافِ قدوم میں اضطباع، رمل اور سعی کر لیں تو طوافِ زیارت میں رمل و سعی کی ضرورت نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے کر لیا جائے کیونکہ طوافِ زیارت میں سخت بھیڑ ہوتی ہے۔

(۲) طوافِ زیارت: اسے طوافِ فرض، طوافِ حج بھی کہتے ہیں۔ یہ ذوالحجہ

کی دسویں تاریخ کو جمرہ عقبیٰ کی رمی (کنکریاں مارنا)، قربانی اور حلق کے بعد منیٰ سے بیت اللہ آکر کیا جاتا ہے۔ یہ حج کا رُکنِ عظیم ہے، اس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ اگر دسویں کو موقع نہ ملے تو گیارہ اور بارہ ذُوالحجہ کو بھی کر سکتا ہے مگر دسویں ذوالحجہ کو زیادہ فضیلت ہے۔ اس کے بارے میں تین۳ باتیں ضرور یاد رکھیں:

۱- اِس میں عام لباس میں حاجی بغیر احرام باندھے طواف کرتا ہے، اس لئے اضطباع نہیں۔

۲- اِس میں رمل نہیں، اس لئے کہ ہجوم بہت زیادہ ہوتا ہے، اگر کرے تو بہتر ہے

۳- اس میں صفا و مروہ کی سعی نہیں ہے۔

یہ طواف دسویں کو افضل ہے۔ گیارہ اور بارہ کو بھی جائز ہے۔ بارہ ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ اگر غروبِ آفتاب تک طواف نہ کیا تو اب دم دینا پڑے گا۔ بہرحال بارہ تک یہ ہر صورت میں کر لینا چاہیے

عورت کو اگر حیض آجائے تو رمی وغیرہ تمام معمولات ادا کرے مگر طواف نہ کرے اور جب پاک ہو جائے تو نہا دھو کر طواف کرے، ورنہ گنہ گار ہوگی اور دم دینا پڑے گا۔ بے شک بارہ ذوالحجہ کے بعد پاک ہو۔

یاد رہے کہ یہ طواف کئے بغیر عورت پر مرد اور مرد پر عورت حلال نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اس طواف کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (سورۃ الحج، آیت ۲۹)

"اور لوگوں کو چاہیے کہ وہ قدیم گھر کا طواف کریں"

(۳) **طوافِ عُمرہ:** عمرہ میں چار کام نہایت ضروری ہیں:

۱- میقات پر احرام باندھنا، یلملم ہمارا میقات ہے

۲- حرم شریف میں آکر بیت اللہ شریف کا طواف کرنا۔

۳- صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

۴- سر کے بال کٹوانے یا حلق کروانا۔

(۴) **طوافِ رُخصت:** طوافِ وداع یا رخصت، اسے طوافِ صدر بھی کہتے ہیں۔ جب حاجی، تمام ارکان سے فارغ ہو کر واپس وطن آنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اِس پر واجب ہے کہ حرم شریف میں آکر کعبۃ اللہ کا طواف سادہ کپڑوں میں رمل اور اضطباع کے بغیر کریں۔ ملتزم سے چمٹ کر اور ذہن میں جدائی کا تصور کر کے خوب روئیں۔ دیوارِ کعبہ پر اپنا دایاں رخسار رکھ کر بے حد اضطراب و بے قراری کا مظاہرہ کریں۔ ایسی کیفیت پیدا کرو، جیسے کوئی محبت محبوب سے جُدا ہو رہا ہے۔

اِس طواف میں رمل، اضطباع اور سعی نہیں ہے۔

(۵) **طوافِ تحیۃ المسجد:** مسجد میں داخل ہو کر دو نفل تحیۃ المسجد ادا کئے جائیں۔ مسجدِ حرام میں نوافل کے بجائے طواف کیا جائے۔ یہ طواف تحیۃ المسجد کہلاتا ہے۔

پھر چڑھ صفا دی بلندی لئے کر کے بہت دعائیں
اوہ ویلا منظوری والا راضی خالق سائیں
بعد اس دے مروہ توں اُترے ست طواف گزارے
واجب وچ طواف دے دوڑن آکھیا نبی سہارے

ایک مسئلہ جو بہت اہم ہے، بعض لوگ قربانی کیلئے وہاں کے بینکوں میں رقم جمع کروا دیتے ہیں اس وجہ سے کہ قربان گاہ نہ جانا پڑے، حالانکہ اب انتظامات بہت بہتر ہو گئے ہیں۔ حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "وہ حاجی خوش نصیب ہے، جو اپنے ہاتھ سے قربانی کرتا ہے"۔ خداوند کریم ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائے آمین!

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝

Scanned with CamScanner

حج وزیارت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْحَجَّ مُطَهِّرًا لِذُنُوْبِنَا وَ
تَشَرَّفْنَا بِزِیَارَةِ رَوْضَةِ خَیْرِ الْاَنَامِ نَبِیِّنَا وَشَفِیْعِنَا
مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْاَبْرَارِ، نَبِیِّ الْمُخْتَارِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی سَائِرِ اَھْلِ
الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ اَجْمَعِیْنَ - اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ
فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ
الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ - (سُوْرَةُ الْبَقَرَة، آیت ١٩٨)

ترجمہ: "تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو، تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرو مشعرِ حرام کے پاس۔"

برادرانِ اسلام! اس سے قبل آپ نے احرام و عُمرہ کے مسائل پڑھے اور سُنے۔ اَب آپ حج و زیارت کے مسائل سماعت فرمائیں:-

سب سے پہلے یہ یاد رکھیں کہ حج تین طرح کا ہوتا ہے:

(۱) حج افراد: اس حج کو اِفراد کہتے ہیں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اِس میں عمرہ نہیں، صرف حج ہوتا ہے۔ یہ شخص حرم میں طواف کرے گا۔ جو

اِس کے حق میں طوافِ قدوم ہے، اِس میں رمل اور اضطباع نہیں۔

مسئلہ: اگر طوافِ قدوم میں رمل و اضطباع اور سعی کر لے تو دس تاریخ کو طوافِ زیارت میں رمل و سعی کی ضرورت نہیں۔ حج افراد والا مسلسل احرام میں رہے گا، یہاں تک کہ منیٰ، عرفات اور جمروں کی رمی اور قربانی نہ کرے اور دس تاریخ کو حلق کے بعد احرام کھولے گا۔ حج کی یہ قسم کافی احتیاط کی ہے اور مشکل بھی۔

(۲) حج قِران: یہ حج کی دُوسری قسم ہے۔ قِران کا معنیٰ ہے مِلانا۔ یہ حج و عمرہ کا ایک ساتھ احرام میقات سے باندھے، ایسے حاجی کو قارن کہتے ہیں (جیسے کہ گزر چکا ہے) جب یہ احرام باندھے تو حج و عمرہ کو ملانے کی نیت کر لے۔ یہ شخص بیت اللہ شریف آ کر پہلے عمرہ یعنی طواف و سعی کرے، مگر حلق نہ کرے، بلکہ بدستور اسی احرام میں رہے۔ عمرے میں یہ رمل و اضطباع بھی کرے گا۔ اگر احرام مَیلا ہو جائے تو تبدیل کر سکتا ہے۔ یہ شخص عمرہ کی پابندیوں میں رہے اور اس کا یہ احرام دس ذُوالحجہ کی قربانی اور حلق تک برقرار رہے گا۔

(۳) حج تمتّع: میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھا۔ عمرہ مکمل ہونے پر احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں۔ سِلے کپڑے پہن کر عبادت میں مصروف رہے۔ پھر آٹھ ذوالحجہ کو غسل کر کے حج کی نیت سے احرام باندھے۔ پھر بیت اللہ شریف میں دو نفل سر ڈھانپ کر ادا کرے اور سلام پھیر کر سر سے کپڑا اتار دے اور حج کی نیت کرے، تلبیہ اور درود شریف کثرت سے پڑھے۔ اب یہ دوبارہ مُحرم ہو گیا۔ (احرام کا طریقہ لکھا جا چکا ہے) اب حج کرنے منیٰ جانا ہے، اور حج کے بعد قربانی و حلق کروا کے احرام کھول دیں اور سادہ کپڑوں میں طوافِ زیارت کریں۔

یاد رہے حج افراد اور حجِ قِران کی پابندی زیادہ ہے۔ اِحرام کی پابندیاں دیر تک رہتی ہیں، اِس لیے عام لوگ حج تمتّع کرتے ہیں۔ تمتّع میں آپ عمرہ سے فارغ ہو کر

سلے کپڑے پہن کر عبادت اور طواف بیت اللہ کریں اور اگر جی چاہے تو نفلی عمرہ اسی طرح سے کریں کہ حرم شریف کے سامنے بسیں کھڑی ہیں، آوازیں دیتے ہیں عمرہ عمرہ! آپ گھر سے احرام باندھ کر بس میں سوار ہوجائیں یا وہاں جا کر احرام باندھیں - یہ آپ کو تنعیم مسجدِ عائشہ اتار دیں گی - وہاں احرام باندھ کر مسجدِ عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں دو نفل ادا کریں، پھر دُعا کریں، اور والدین اور خویش و اقارب کے لئے اس عمرہ کے ثواب کی نیت کر کے بیت اللہ شریف آکر عمرہ کریں - عمرہ میں طواف و سعی کے بعد حلق ضروری ہے، چاہے سر پر بال ہوں یا نہ ہوں، اِس لئے اپنی سیفٹی آپ خود سر پر پھیریں یا ساتھی سے پھروالیں خود بھی پھیرنا جائز ہے - یہ شرط ضرور پوری کریں - سادہ کپڑوں میں طواف بیت اللہ بھی ضرور کرتے رہیں، اس کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے -

کعبۃ اللہ رحمت کا سمندر ہے - نور کے اس سمندر کا کوئی کنارہ نہیں - جب گناہ گار انسان جو گناہوں کی غلاظت سے بھرا ہوا ہے، اِس میں داخل ہوتا ہے، تو تمام گناہ دُھل جاتے ہیں اور انسان کو پاک و صاف کر کے اللہ تعالیٰ کا مقرب و مقبول بندہ بنا دیتا ہے اللہ اللہ کعبۃ اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے: "اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک سو بیس ۱۲۰ نیکیاں (رحمتیں) اس گھر پر روزانہ نازل ہوتی ہیں، جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس نماز پڑھنے والوں پر اور بیس بیت اللہ شریف دیکھنے والوں پر" (کنز العمال)

حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "کعبۃ اللہ شریف کو دیکھنا بھی عبادت ہے - بیت اللہ کو دیکھنے والا ایسا ہے جیسا کہ رات کو جاگنے والا، دن کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا" (تفسیر درِ منثور)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کا دن ہوگا کعبہ شریف کو زیب و زینت سے خوب آراستہ کر کے

میدانِ حشر میں لایا جائے گا - راستے میں جب وہ میری قبر انور سے گزرے گا تو بزبانِ فصیح کہے گا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ) تو میں جواب میں کہوں گا: وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا کَعْبَةَ اللّٰہِ -

(اور میں کہوں گا) "میری اُمت نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اور تو اُس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟" کعبہ شریف کہے گا "اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) جو کوئی آپ کی اُمت سے میری زیارت کو آیا، آج میں اُس کے لئے کافی ہوں، میں اُس کی سفارش کروں گا، اس کی طرف سے آپ مطمئن رہیں اور جو زیارت کے لئے نہیں آسکا، اُس کے لئے آپ اور آپ کی شفاعت کافی ہے - (تفسیر عزیزی ص ۴۵۹)

بہرحال خوش نصیب وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کریم نے توفیق عطا فرما کر حج جیسے سفر کے لئے چن لیا - آپ لوگ زیارتِ بیت اللہ شریف کی سعادتیں حاصل کریں اور درود و ذکر دعا مانگیں اور یاد رکھیں اگر آپ کے پاس ایامِ حج تک کافی دن ہیں، تو آپ کو معلم مدینہ طیبہ بھیج دے گا اور اگر دن کم ہوئے، تو آپ کو حج کے بعد مدینہ طیبہ بھیجا جائے گا -

(مدینہ طیبہ کا ذکر حج کے بعد آئے گا، آپ وہاں پڑھ لیں)

آپ اس وقت کو قیمتی اور بہت اہم جانیں اور طواف و عمرہ کے ساتھ ساتھ مکہ مکرمہ کی زیارتوں سے مستفیض ہولیں، اس لئے کہ دوبارہ مکہ مکرمہ نہ بھیجا جائے گا بلکہ سیدھے جدہ اور وہاں سے گھر آجائیں گے - البتہ حج سے قبل مدینہ طیبہ جانے والوں کو دوبارہ حج کے لئے مکہ مکرمہ آنا ہوگا - مکہ مکرمہ کی زیارتوں کا ذکر کر دیتا ہوں، جب موقع ملے، ضرور زیارت کریں - پھر زندگی میں شاید ایسا موقع ملے یا نہ ملے -

زیاراتِ مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ میں متعدد تاریخی مقامات ہیں - ان کی زیارت کرنا اور وہاں پہنچ کر اُمتِ مسلمہ کے لئے دُعا کرنا حصولِ خیر و برکت کا ذریعہ ہے - آپ بازاروں میں وقت ضائع نہ کریں، بلکہ عبادات و زیارات

Scanned with CamScanner

میں مشغول رہیں۔

جبلِ ابُوقبیس

جبلِ ابوقبیس مکّہ مکرّمہ کے پہاڑوں میں مشہور پہاڑ ہے۔ یہ مکّہ مکرّمہ کے پہاڑوں میں سے افضل پہاڑ ہے۔
حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا عظیم معجزہ شقّ القمر اِسی مقدس پہاڑ پر ہوا۔
حضرت عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "ابوقبیس پہلا وہ پہاڑ ہے جو دُنیا کی سطح پر نظر آیا۔ یہ صفا کی پہاڑی کے بالکل قریب ہے۔ اسی پہاڑ پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے جو مسجدِ بلال کے نام سے مشہور ہے۔ بعض مورّخین نے اسے مسجدِ ہلال کا نام دیا ہے۔ اس مسجد میں نفل پڑھنا، دُعا کرنا بہت ثواب ہے۔

مُولدِ رسُول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم

مکّہ معظّمہ کی پہاڑی ابُوقبیس کے دامن میں محلّہ قشاشیہ میں یہ مکان مبارک ہے، جہاں سیّدِ عالم نبیِ مکرّم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیدائشِ مبارک ہوئی۔ اب یہ مکان نئی حالت میں ہے۔ ٹیکسیوں کے اڈّے کے نزدیک ہے۔ آجکل اس مکان مبارک میں لائبریری قائم ہے۔ روزانہ عصر کے بعد یہ لائبریری کھلتی ہے۔

محلّہ بنی ہاشم

محلّہ بنی ہاشم مولدِ رسُول (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے جنوب مشرق میں اندر گلی میں واقع ہے۔ یہ وہ محلّہ ہے جہاں قبیلہ قریش آباد تھا۔
اِسی محلّہ میں شعبِ ابی طالب ہے، جہاں حضور نبیِ رحمت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تین سال تک قبیلہ کا ظلم وستم برداشت کیا اور صبر واستقامت سے کام لیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لین دین، رشتہ ناطہ بند کر دیا اور کھانے پینے کی چیزیں بھی بند کر دیں۔

جنّتُ المعلیٰ

جنّتُ المعلیٰ مکّہ مکرّمہ کا وہ عظیم قبرستان ہے جہاں چھ ہزار جلیل القدر صحابہ کرام کی قبورِ مقدسہ ہیں۔ جنّت البقیع کے بعد دُنیا بھر کے قبرستانوں سے افضل ہے۔ متعدد تابعین کرام اور اولیاء کرام اور

دیگر مُقتدر ہستیوں کی قبریں ہیں۔ اسی قبرستان میں اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبرِ مطہر ہے، جس کے سامنے بہت بڑی دیوار بنا دی گئی ہے اکثر دروازہ بند رہتا ہے۔ فجر کی نماز کے فوراً بعد زیارت کو جائیں، تو انشاء اللہ دروازہ کھُلا ملے گا۔ اِسی حِصّے میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جنابِ عبدالمطلب، جناب ابو طالب، حضرت عبداللہ بن زبیر، فضیل بن عیاض، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضور سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صاحبزادگان حضرت قاسم، طاہر اور طیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبورِ مُقدسہ ہیں۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مکان

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان محلّہ مِسفلہ میں گلی زرگراں میں واقع ہے۔ نیچے مکان اور اوپر مسجد ہے۔ صحابہ کرام کی جماعت جن میں حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں، اس مکان میں مشرّف باسلام ہوئے۔
یہاں سے حضور سرورِ کونین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر ہجرت کے لئے روانہ ہوئے۔

حضرت خدیجۃُ الکُبریٰ رضی اللہ عنہا کا مکان

حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکان مُبارک مروہ کی جانب ہے۔ اب یہاں دارالحفاظ قائم کر دیا گیا ہے، جہاں بچّے قرآن کریم حفظ کر رہے ہیں۔

دارِ ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور رحمۃٌ للعالمین خاتم المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پہلا تبلیغی مرکز حضرت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں تھا۔ حضرت عمر، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِسی جگہ مشرف باسلام ہوئے۔

جبلِ رحمت

جبلِ رحمت، یہ میدانِ عرفات میں ہے۔ اِس جگہ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حجّۃ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔

میدانِ عرفات مسجدِ نمرہ، یہ میدانِ عرفات میں ہے۔ جہاں سے آج خطبۂ حج نشر کیا جاتا ہے۔ اِس جگہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ظہر، عصر کی نمازیں حجۃ الوداع کے موقع پر ملا کر پڑھی تھیں۔

مُزدلفہ مسجدِ مشعر الحرام، یہ مزدلفہ میں اس جگہ ہے، جہاں حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مزدلفہ کی رات گزاری تھی۔

مسجدِ خیف یہ منیٰ میں جمرہ کے قریب ہے۔ حجۃ الوداع میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا خیمہ اسی جگہ نصب کیا گیا۔ منیٰ کی یہ سب سے بڑی مسجد ہے۔

مسجدِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسجدِ عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ذکر عُمرہ میں گزر چکا ہے۔ یہ تنعیم میں واقع ہے۔ اس جگہ سے سیدہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اجازت سے عمرے کا احرام باندھا تھا۔ آج بھی یہاں سے مُحرِم ہو کر عمرہ کیا جاتا ہے۔

مسجدِ جنّ مسجدِ جن کو مسجدِ حرس بھی کہتے ہیں۔ جنت المعلیٰ کو جاتے ہوئے آپ کو جنت المعلیٰ کے قریب نظر آئے گی۔ اِس جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنات سے بیعت لی تھی۔

غارِ حرا یہ غار مکہ مکرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، اسے جبلِ نور بھی کہتے ہیں۔ یہ تقریباً دو ہزار فٹ بلند ہے۔ اس پہاڑ کی چوٹی پر غارِ نور ہے۔

یہ غار تقریباً ۱۵ فٹ لمبی اور دس فٹ چوڑی ہے۔ اعلانِ نبوّت سے قبل حضور نبی مکرم شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس غار میں آکر عبادت فرماتے تھے۔ اِس غار کا رُخ سیدھا بیت اللہ شریف کی طرف ہے، سامنے کے سوراخ سے مسجدِ حرام یعنی بیت اللہ نظر آتا ہے۔ یہی وہ مبارک غار ہے جہاں سے ہدایتِ الٰہی کا نور ساری کائنات میں پھیلا، یہیں حضور سرورِ کونین، رحمتِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر وحیٔ اوّل کا نزول ہوا۔

فقیر نے دیکھا کہ بڑے بڑے جوان اس غار تک نہیں پہنچ سکتے اور عشقِ رسولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار کئی بوڑھے مرد اور عورتیں ہاتھوں سے پتھر پکڑ پکڑ کر اس غار تک پہنچ جاتے ہیں۔

غارِ ثور مکہ مکرمہ سے تقریباً سات میل دُور ایک پہاڑ ہے، جسے جبلِ ثور کہتے ہیں، تقریباً ڈیڑھ میل کی چڑھائی کے بعد یہ غار آتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اِسی غار میں تین دن قیام فرمایا تھا۔ اِس غار تک پہنچنے میں تقریباً سوا دو گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ (فقیر مؤلف کتاب ہٰذا، بمع رفقاء حاضر ہوا اور اس غار میں محفلِ میلاد شریف منعقد کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول و منظور فرمائے۔ آمین)

غارِ مُرسلات غارِ مُرسلات، یہ مسجدِ خیف کو جاتے ہوئے دائیں طرف ہے، یہاں سُورۃ مُرسلات نازل ہوئی۔

مسجد الرّایۃ مسجد الرّایہ، رایہ عربی میں جھنڈے کو کہتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتحِ مکہ کے موقع پر اپنا جھنڈا گاڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام مقاماتِ مقدسہ کی زیارت نصیب فرمائے، آمین! حج سے قبل یا بعد، جب بھی موقع ملے، اِن مقاماتِ مقدسہ کی زیارت سے ضرور مشرف ہوں۔

حجِّ بیتُ اللہ برادرانِ اسلام! اس سے قبل آپ نے عُمرہ، طواف بیت اللہ، اقسامِ حج اور زیارات مکہ مکرمہ کا مختصر سا تذکرہ سُنا۔ یہ آٹھ ذوالحجہ سے پہلے کا ذکر تھا۔ اَب آئیے حج کا ذکر کرتے ہیں:

آٹھ ذُوالحجہ سے بارہ ذُوالحجہ تک کے دن، حج کے دِن کہلاتے ہیں۔ یہی پانچ دن وہ ہیں، جو کہ اِس سارے سفر کا مقصدِ اعلیٰ ہیں۔

Scanned with CamScanner

سات ذوالحجہ کو مغرب کے بعد آٹھ ذوالحجہ کی رات شروع ہوجاتی ہے۔ اسی رات آپ کو منیٰ بھیجا جائے گا۔ اس لئے تیاری کرلیں۔ اگر اپنی گاڑی ہو تو پھر آٹھ ذوالحجہ کو فجر کے بعد بھی جاسکتے ہیں، اس لئے کہ منیٰ میں آٹھ ذوالحجہ کو ظہر سے قبل پہنچنا ضروری ہے۔ آٹھ ذوالحجہ کو آپ مکہ مکرمہ میں جہاں بھی ہوں، وہاں غسل کرلیں۔ یہ غسل سنّت ہے اس غسل میں جسم کے میل کے ساتھ گناہوں کی میل بھی دُور ہوجاتی ہے اور حج کی روانگی عملاً موت کی روانگی کے مشابہ ہے اور عملی مشق ہے۔ اگر غسل نہ ہوسکے کسی بیماری اور مجبوری کی وجہ سے، تو وضو بھی جائز ہے۔ اب غسل سے فارغ ہوکر احرام باندھ لیں۔ سب کا ایک ہی لباس ہے، کوئی کسی رنگ کا، کسی کی کوئی بولی یا کوئی کسی علاقے کا یا کوئی کسی نسل و قوم کا ہو، سب کا درباری لباس ایک ہی ہے جو دراصل موت کے کفن کے مشابہ ہے۔

یہ احرام تصور کرلیں کہ کفن ہی ہے اور یہ سمجھیں کہ مردے کی کوئی خواہش نہیں ہوتی، اس لئے تمام دُنیاوی خواہشات ختم کردیں، اور یہ عہد کریں اے مولیٰ کریم! تیرے احکام کی تابعداری کروں گا اور زندگی بھر کے لئے تیرے حکم کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔ احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل گھر میں یا بیت اللہ شریف میں ادا کریں۔

حج کی نیّت

حج بیت اللہ شریف کی نیّت اِن الفاظ میں کریں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاَعِنِّیْ عَلَیْہِ وَبَارِكْ لِیْ فِیْہِ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِہٖ لِلّٰہِ تَعَالٰی۔

"اے اللہ تعالیٰ! مَیں حج کی نیّت کرتا ہوں، پس اس کو میرے لئے آسان کردے اور مجھ سے قبول کرلے اور اس میں میری مدد فرما، اِس میں میرے لئے برکت ڈال، میں نے حج کی نیّت کی اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے احرام باندھا۔"

اَب بُلند آواز سے تلبیہ پڑھیں اور درود شریف وِردِ زبان رکھیں۔ اب احرام کی

تمام پابندیاں لازم ہوجائیں گی۔ اپنے ہمراہ احرام کی دو فالتو چادریں، لوٹا، گلاس، کھانے اور چائے کے چند برتن، قربانی اور پانچ دنوں کا خرچہ رکھ لیں۔ ساری رقم ساتھ نہ لیں، ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ درود پاک پڑھتے جائیں۔ آپ فجر کے بعد بھی چلیں تو ظہر سے قبل منیٰ پہنچ جائیں گے۔ آپ کے معلّم نے آپ کے لئے خیموں کا انتظام کیا ہوا ہے آپ خیمے میں آرام کریں۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء منیٰ میں پڑھیں۔

منیٰ کا معنی ہے تمنّا و آرزو۔ اے انسان منیٰ میں پہنچ کر اپنی فانی آرزوئیں ختم کردے اور اپنے دامن کو گناہوں سے پاک کر اور آرزو کر، مگر قربِ خداوندی کی آرزو کر، رضائے الٰہی کی آرزو کر، دیدارِ مصطفٰے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی آرزو کر، خاتمۂ ایمان کی آرزو کر۔ منیٰ میں یہ دُعا پڑھیں:۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُہٗ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّۃِ رَحْمَتُہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَآئُہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی الْھَوَاءِ رُوْحُہٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَامَلْجَاَ وَلَامَنْجَاَ اِلَّآ اِلَیْہِ۔ (المسلک ص ملا علی قاری)

"پاک ہے وہ ذات جس کا عرش آسمانوں میں ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا حکم زمین میں ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا راستہ سمندر میں ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی حکمرانی آگ پر ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی رحمت جنّت میں ہے، پاک ہے وہ ذات جس کا حکم قبر میں پورا ہوگا۔ پاک ہے وہ ذات جس کا حکم ہوا پر ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے آسمانوں کو بُلند کیا۔ پاک ہے وہ ذات جس نے زمین کو بچھایا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے بغیر کوئی سہارا ہے نہ جائے پناہ ہے۔" سارا دن اور ساری رات آپ کی منیٰ میں گزرے گی۔ یہ عبادت کے دن اور راتیں ہیں۔ اِن لمحوں میں درُود پاک پڑھیئے اور کثرت سے استغفار کیجیے۔

۹ ذوالحجہ: حج کا دُوسرا دن

۹ ذوالحجہ کی نمازِ فجر منیٰ میں پڑھیں۔
تلبیہ اور درُود شریف کثرت سے پڑھیں۔

اور جب سُورج بُلند ہو کر کوہِ شبیر پر پڑے (یہ پہاڑ مسجد خیف کے سامنے ہے) تو عرفات کی طرف چل پڑیں۔ ۹ ذوالحجہ حج کا دن ہے اور میدان عرفات وہ جگہ ہے جہاں حج کیا جاتا ہے۔ یومِ عرفہ حج کا رکنِ اعظم ہے۔

میدانِ عرفات میں قیام ضروری ہے۔ اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ معلّم کی جو گاڑی آپ کو مکہ مکرمہ سے منیٰ لائی، وہی عرفات لے جائے گی۔ عرفات جاتے ہوئے بُلند آواز سے تلبیہ (لبیک) پڑھیں۔ دُعا مانگیں: "اے اللہ کریم! تیرے محبوب پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جس میدان میں آکر حج کیا، ہم گنہ گار بھی یہاں حاضر ہیں، ہماری خطاؤں سے درگزر فرما" اُمتِ مُسلمہ کے لئے دعائیں مانگیں۔ اس میدان کی طرف قافلے فجر کے بعد عرفات میں پہنچنا شروع ہو جاتے ہیں۔ انسانوں کا ایک سمندر آپ کو نظر آئے گا۔ اس سمندر کی موجیں بڑھتی ہی چلی جاتی ہیں۔ نہ قومیت کا خیال، نہ زبان کا خیال، نہ رنگ و نسل کی پرواہ، ایک دُوسرے سے کندھے سے کندھا ملاتے بڑھتے جا رہے ہیں، لبّیک کی آوازیں بُلند ہو رہی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، جنہیں اللہ کریم نے بُلایا ہے، خوب تلبیہ، درُود شریف اور چوتھا کلمہ کثرت سے پڑھو۔ جب منیٰ سے نکل جاؤ، تو یہ دُعا راستہ میں پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْكَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْكَ تَوَکَّلْتُ وَبِوَجْھِكَ الْکَرِیْمِ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (فتح القدیر ص۱۶۲)

اور جب نگاہ میدانِ عرفات میں جبل رحمت پر پڑے تو زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار و تلبیہ و درود شریف پڑھو۔ یہی وہ پہاڑ ہے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم نے حجۃ الوداع میں خطاب فرمایا تھا۔ یہی وہ پہاڑ ہے، جہاں پر حضرت آدم و حضرت حوّا علیہما السّلام ایک عرصہ کی جدائی کے بعد آملے تھے، یہی وہ میدان ہے جہاں دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہی وہ میدان ہے، جہاں ٹھہرنے سے حج ہوتا ہے، یقیناً آپ نمازِ ظہر سے قبل اس میدان میں پہنچ جائیں گے۔ یہی وہ میدان ہے، جس میں نو۹ ذوالحجہ کو بیہوش کو ڈال دیا جائے، تو بھی حاجی ہو جاتا ہے یہی وہ میدان ہے جس میں ٹھہرنے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہاں پہنچ کر اپنے گناہوں کو یاد کریں۔ گڑگڑا کر روئیں۔ درُود پاک اور استغفار کی کثرت کریں۔ معلّم جہاں ٹھہرائے وہاں ٹھہریں۔

کتنا خوش نصیب ہے وہ آدمی جو آج میدانِ عرفات میں ٹھہرا۔ عورت اگر حیض و نفاس سے پاک نہ ہو، تب بھی اس میدان میں آنے سے حج ہو جاتا ہے۔ اِس دن کھانا کم کھاؤ تاکہ غفلت نہ ہو۔ کھانا تو ہمیشہ کھاتے رہو گے، مگر یہ وقت پھر نہ ملے گا۔ دُعائیں مانگو اپنے لئے، احباب کے لئے، بلکہ عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے لئے۔ یہاں پر مسجد نمرہ میں یا اپنے خیمہ میں قیام کریں۔ عرفات کا میدان بڑا وسیع میدان ہے۔ مسجد نمرہ میدانِ عرفات میں ہے، جسے سیدنا ابراہیم علیہ السّلام نے تعمیر کیا تھا۔ زوال تک یہاں تسبیح و استغفار میں مشغول رہیں۔ زوال کا وقت گزرتے ہی آپ ظہر و عصر کی نماز ملا کر پڑھیں۔ جو حضرات مسجد نمرہ کے قریب ہیں، وہ مسجد میں جائیں اور جو دُور ہیں، وہ وہاں جانے کی کوشش نہ کریں، ایک تو جگہ نہیں ملے گی اور ایک جیسے خیمے لگے ہیں، آپ اپنا خیمہ بھول جائیں گے۔ خیموں میں امام کے پیچھے ظہر، ظہر کے وقت میں، اور عصر، عصر کے وقت میں پڑھیں۔ احناف کا یہی قول ہے۔ اگر کوئی ملا کر پڑھے

آپ جھگڑا نہ کریں اور کسی کو روکنے میں وقت ضائع نہ کریں - یہ وقت عبادت اور دُعاؤں میں گزارو- آج اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت کا دریا جوش میں ہے- خوب رو رو کر دعا مانگو، یہ دُعاؤں کی قبولیت کا دن ہے - ظہر کی نماز سے مغرب تک کھڑے ہو کر دُعاؤں میں مصروف رہیں - اگر اتنی دیر کھڑا نہ ہو سکیں، تو جتنی دیر ہو سکتا ہے کھڑے ہو کر دُعائیں مانگیں، استغفار و دُعا میں مصروف رہیں، خوب مانگیں، نہ معلوم زندگی میں دوبارہ یہ موقع نصیب ہو یا نہ ہو-

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اِس میدان میں اُمت کو نہیں بھلایا، اُمت کے لئے دُعا فرمائی اور مغرب تک آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام دُعا فرماتے رہے- لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس مکرم ومعظم رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود وسلام بھیجیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنا کر خویش و اقارب کی مغفرت کی دُعا مانگیں - دوست احباب کے لئے اور اپنے لئے انتہائی عاجزی سے دُعا کریں - ایسے انداز میں کھڑے ہوں، جیسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں - سب کے لئے دل کھول کر دُعائیں مانگیں-

اِس دن دُعاؤں کی قبولیت ہوتی ہے - اس دن گناہوں کی معافی ہوتی ہے
اِس دن عرفات میں جانے والا حاجی ہو جاتا ہے -
اِس دن عرفات میں ٹھہرنا حج کہلاتا ہے- اس دن گنہ گاروں کی بخشش ہوتی ہے
اِس دن اللہ تعالیٰ کی رحمت موجزن ہوتی ہے- اِس دن عبادت قبول ہوتی ہے
اس دن نمازِ ظہر و عصر کو ملا کر پڑھا جاتا ہے -
اِس دن مغرب کو عرفات سے کوچ کیا جاتا ہے- اس دن نماز مغرب عرفات میں پڑھنا منع ہے
اِس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر عاجزی سے مغفرت طلب کی جاتی ہے-
اس دن بارگاہ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کثرت سے درود وسلام عرض کیا جاتا ہے۔

ہ فجروں پچھے دن عرفہ دے یعنی نوویں بارا
وچ عرفات ضروری حاضر ہووے جملہ سارا
ہ ظہر تے عصر نماز گزارن نال امام تمامی
ہک بانگوں دو کرن امامت ایہو طریق مُدامی
ہ پھر پہاڑی مُزدلفہ تے بعد غروبوں جاون
قزح پہاڑی اندر ڈیرا کل حجاج لگاون

میدانِ عرفات میں دُعا

دُعائیں انکساری کے ساتھ آنکھیں جھکا کر بارگاہ لم یزل میں اپنی شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے دُعا کریں - دُعا کے لئے کوئی مخصوص الفاظ نہیں، جو چاہو اللہ تعالیٰ سے مانگو- البتہ وہ دُعائیں جو قرآن و حدیث میں پائی جائیں، اُن کا پڑھنا زیادہ بہتر ہے -

عرفات سے روانگی

جب سورج غروب ہو جائے، تو عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیں - یہ عرفات اور منیٰ کے درمیان، منیٰ سے مشرق کی جانب ہے - اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝

(سُورہ بقرہ، پ۲، آیت ۱۹۸)

"پھر جب عرفات سے پلٹو، تو اللہ تعالیٰ کی یاد کرو مشعرِ حرام کے پاس اس کا ذکر کرو، جیسے اُس نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی اور بے شک تم اِس سے پہلے بہکے ہوئے تھے۔"

وقوفِ عرفات کے بعد ہر چہرے پر خوشی کا اُجالا اور آنکھوں میں پاکیزگی کا نور پھیل جاتا ہے - اب میدانِ عرفات سے کوچ کرنا ہے- مغرب کا وقت ہو گیا ہے- مغرب پڑھنے

کی اجازت نہیں۔ اب مشعرِ حرام کی طرف چلو، اسے مزدلفہ کہتے ہیں، راستے میں تلبیہ پڑھتے رہیں اور مشعرِ حرام مزدلفہ میں جہاں اس پہاڑ کے ساتھ میدان میں جگہ ملے، وہیں ٹھہرو۔ عرفات سے مزدلفہ آنے تک کئی گھنٹے لگ سکتے ہیں۔ مغرب راستے میں ہرگز نہ پڑھیں اور مزدلفہ پہنچ کر مغرب و عشاء ملا کر پڑھیں۔ مغرب و عشاء ادا ہیں قضا نہیں۔ مغرب کی جماعت کریں یا اکیلے پڑھیں۔ مغرب کا سلام پھیرتے ہی عشاء کے فرض ادا کریں۔ فرض ادا کرنے کے بعد مغرب کی سنتیں، پھر عشاء کی سنتیں، پھر نوافل ادا کریں۔ مغرب و عشاء کے فرضوں کے درمیان کچھ نہ پڑھیں۔

شام عشاء دو کرن جماعت آپ امام کرادے ؎
بعد فجر دے ہر کوئی مومن طرف منیٰ دے جاوے

رات مزدلفہ میں گزارنی ہے۔ یہ رات شبِ قدر سے افضل ہے تھوڑی دیر آرام کرلیں، پھر رات بھر عبادت میں مصروف ہوجائیں۔ اِس رات نورِ الٰہی کی بارش ہوتی ہے۔ مزدلفہ میں رات بسر کرنے والوں کو رحمتِ الٰہی اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیتی ہے۔ یہ رات خوش نصیبوں کو میسر آتی ہے۔ یہ رات جاگ کر گزاریں۔ عبادت ذکر و استغفار درود شریف کے پڑھنے میں مصروف رہیں، اپنے لئے، اہل خانہ اور دوست و احباب کے لئے دُعا مانگیں۔ آج رات دل سے نکلی ہوئی کوئی دُعا واپس نہیں لوٹتی، بلکہ شرفِ قبولیت حاصل ہوتا ہے۔ اِس جگہ جاگنا افضل ہے۔ سونے کے لئے ساری زندگی پڑی ہے۔ فجر کی نماز اپنے وقت میں پڑھیں، اس وقت حکومت توپ کا گولہ چھوڑتی ہے۔ اب آپ اپنی تیاری کرلیں۔ اپنی گاڑی دیکھ لیں۔ صبحِ صادق کے تھوڑی دیر بعد تک مزدلفہ میں ٹھہرنا واجب ہے۔ اگر نماز مستحب وقت میں ادا کی جائے، تو یہ واجب پورا ہوجاتا ہے۔ اِس رات مزدلفہ سے ستر کنکریاں اُٹھائیں اور دھو کر رکھ لیں۔ جو پاک صاف ہوں، نہ زیادہ چھوٹی نہ بہت بڑی، کھجور کی گٹھلی کی مقدار میں، چند کنکریاں

زیادہ ہوں تو بہتر ہے تاکہ اگر کوئی گرجائے، تو اس کی جگہ کام آئیں۔ اب آپ ۱۰ ذُوالحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ کی طرف روانہ ہوں۔

۱۰ ذُوالحجہ

۱۰ ذُوالحجہ کو حجاج کرام کے ذمے کئی کام ہیں۔ اس لئے عیدُ الاضحیٰ کی نماز حاجیوں کے لئے نہیں ہے۔

۱۰ ذُوالحجہ کو نمازِ فجر کے بعد چند منٹ وقوف کریں، اس میں دُعا، استغفار اور تسبیح کریں۔ تلبیہ کہہ لیا، تب بھی واجب ادا ہوگیا۔ یعنی طلوعِ فجر سے اجالا ہونے تک وقت وقوف ہے۔ طلوعِ فجر سے قبل جو چلا جائے اُسے دم دینا ہوگا، بشرطیکہ معذور نہ ہو۔

۱۰ ذُوالحجہ کا دُوسرا کام منیٰ میں پہنچ کر آپ اپنے خیمے میں سامان رکھیں، اور جمرہ عقبیٰ (بڑے شیطان) کو سات کنکریاں ماریں۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے سات کنکریاں ماری تھیں اور وہ فرار ہوگیا تھا۔ یہاں آپ کو ایک ستون سا نظر آئے گا۔ پُل کے نیچے اور اوپر سے ایسے کنکریاں ماریں۔ کنکری ایک ایک کرکے ماریں۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھیں۔ یاد رہے ہجوم میں کوئی چیز اگر گر جائے تو اسے ہرگز نہ اٹھائیں، ہوائی چپل پاؤں سے نکلتی نظر آئے تو اسے درست کرنے کی کوشش نہ کریں۔ غرضیکہ آپ یہاں ہرگز نہ جھکیں، ورنہ ہجوم آپ کو کچل دے گا۔

اِس دن سُنّت وقت طلوعِ آفتاب سے زوال تک ہے۔ زوال کے بعد سے غروبِ آفتاب تک جائز ہے۔ معذور غروبِ آفتاب کے بعد بھی کنکریاں مار سکتے ہیں کنکریاں ضرور ماریں اسے ہرگز نہ چھوڑیں۔ آج صرف ایک ہی شیطان کو کنکریاں مارنا ہیں۔

۱۰ ذُوالحجہ کا تیسرا واجب، قربانی ہے۔ آپ کنکریاں مار کر واپس آئیں اور قربانی کریں۔ قربانی کے سلسلے میں بہتر یہ ہے کہ خود جاکر جانور خریدیں، خود ذبح کریں، یا ذبح کروائیں یا کسی با اعتماد آدمی کو وکیل بنائیں۔

۱۰ ذُوالحجہ کا چوتھا واجب، قربانی سے فارغ ہوکر مرد اپنے بال منڈوائیں یا کتروائیں، منڈوانا بہتر ہے۔

Scanned with CamScanner

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اے اللہ کریم ! تو سُر منڈانے والوں کو بخش دے۔"

عورتوں کے بال ایک انگلی کے پورے کے برابر، جو محرم ساتھ ہو یا شوہر ہو یا خود کتر دیں۔ عورتوں کو سر منڈوانا جائز نہیں۔

ست ست کنکر بطن وادی وچ پڑھ تکبیر لگادن
بعد اس دے قربانی کرنی احراموں باہر آون

بال کٹوانے کے بعد احرام کھول دیں اور روزمرّہ کا لباس پہن لیں۔ یاد رہے کہ حج کے تین فرض ہیں:- (۱) احرام باندھنا (۲) عرفات کی حاضری (۳) طوافِ زیارت۔

اب احرام کی تمام پابندیاں سوائے ایک کے ختم ہوگئیں اور وہ پابندی ہے بیوی۔ بیوی طوافِ زیارت کے بعد حلال ہوگئی۔

باجھ وطی بیوی دے سب کجھ جائز ہوئے پیارے
پھر طواف زیارت ست واری کرنا قبلہ سارے

۱۰ ذوالحجہ کو نہا دھوکر عام لباس پہن کر طوافِ زیارت کریں۔ ۱۰ ذوالحجہ کو افضل ہے اور ۱۱، ۱۲ تاریخ کو بھی غروبِ آفتاب تک جائز ہے۔

۱۲ ذوالحجہ کو غروبِ آفتاب تک اگر طوافِ زیارت نہ کیا تو طواف بھی کرے اور دیر کی وجہ سے دم بھی دے۔ یہ طواف کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتا، بلکہ آخر عمر تک جب تک طواف نہ کرے گا، بیوی حلال نہ ہوگی۔ اِس کا ادا کرنا ضروری ہے۔

عورت کو اگر حیض آجائے، تو جب پاک ہو، تب طوافِ زیارت کرے۔ اِس طواف کا خاص خیال رکھیں (تفصیل گزر چکی ہے۔) اگر کوئی عورت دورانِ طواف حائضہ ہوجائے تو اُسے چاہیے کہ طواف کو وہیں چھوڑ دے، پورا نہ کرے جب پاک ہوجائے تو از سرِ نو طواف کرے۔

اُب آپ باقی وقت آرام کریں اور قربانی کا گوشت کھائیں۔

۱۱ ذوالحجہ (حج کا چوتھا دن)

آج نمازِ ظہر کے فوراً بعد رمی (کنکریاں مارنے) نکل جائیں۔ آج آپ نے تین شیطانوں کو کنکریاں مارنی ہیں اور غروبِ آفتاب تک اس کا وقت ہے۔ غروبِ آفتاب کے بعد وقت مکروہ ہے۔ آج سب سے پہلے جمرہ اولیٰ کو سات کنکریاں ماریں پھر آگے بڑھ کر جمرۂ وسطیٰ پر سات کنکریاں ماریں۔ پھر آگے جمرۂ عقبیٰ پر سات کنکریاں ماریں۔ درمیان میں استغفار و دُعا پڑھتے رہیں۔ کنکریاں مارنے کا ایک ہی طریقہ ہے، یعنی ایک ایک کرکے بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ کر ماریں، پُل کے اوپر سے آرام رہے گا۔

۱۲ ذوالحجہ (حج کا پانچواں دن)

آپ نے اگر طوافِ زیارت دسویں یا گیارھویں ذوالحجہ کو نہیں کیا تو آج ضرور کرلیں اور زوال کے بعد ظہر کی نماز پڑھ کر آپ ۱۱ ذوالحجہ کی طرح تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں ماریں۔ آج کا وقت بھی غروبِ آفتاب تک ہے۔

اُب آپ غروبِ آفتاب سے قبل منیٰ سے چل پڑیں اور مکہ مکرمہ آجائیں۔ یاد رہے اگر غروبِ آفتاب سے قبل آپ منیٰ سے نہ نکلے، تو اب نکلنا مکروہ ہے۔ اب رات منیٰ میں گزاریں اور تیرھویں کو رمی کرکے مکہ مکرمہ جائیں، اس لئے کہ تیرھویں کی صبح کو اس دن کی رمی واجب ہے۔ اگر بغیر رمی کے مکہ مکرمہ چلے گئے تو دم دینا واجب ہے۔ اب آپ کو حج کی سعادت نصیب ہوگئی ہے۔ (مُبارک ہو)

طوافِ وداع کے سوا تمام ارکان مکمّل ہوگئے ہیں۔

طوافِ وداع

طوافِ وداع کا وقت، طوافِ زیارت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جو لوگ میقات کے باہر سے آتے ہیں اُن پر واجب ہے جب مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے لگیں تو رخصتی کا طواف کریں، یہ حج کا آخری واجب ہے۔

Scanned with CamScanner

حج افراد۔ قِران۔ تمتّع۔ تینوں قسم کی، حاجیوں پر یہ واجب ہے۔ طوافِ وِداع کے بعد اگر آپ کچھ عرصہ کے لیے مکہ معظمہ ٹھہریں تو طوافِ وِداع دوبارہ کرنا مستحب ہے۔ طوافِ وِداع میں رمل نہ کریں۔ طواف کے بعد دو رکعت نفل ادا کریں۔ پھر زمزم پر جائیں، خوب سیر ہو کر پئیں، اور اپنے اوپر انڈیلیں سر اور جسم کو لگائیں خانہ کعبہ کی چوکھٹ کو بوسہ دیں۔ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑ کر خوب رو رو کر دعائیں مانگیں۔ اے حاجی! اب تو کعبۃ اللہ سے جُدا ہو رہا ہے۔ اب آپ کعبۃ اللہ سے الوداع ہو رہے ہیں

؎ عیدوں دوجے روز تمامی طرف منیٰ دے جاون
رتن تن کنکر بعد زوالوں پڑھ تکبیر لگاون

؎ پھر کعبے جا کے سارے حاجی زیارت طواف گزارن
ست ست پھیرے کر کے سارے واجب سِروں اُتارن

؎ پھر زمزم پانی پیوے نفل نماز گزارے
حجرِ اسود، دروازے قبلے وِچ مُلتزم پیارے

؎ حجرِ اسود نوں بوسہ دیون پردے ہوڑ دیواراں
کر تعظیماں گھر دل آون دل دے نال پیاراں

حج بیت اللہ کے بعد، اور حج کی قبولیت کی حاضری کے لئے دِل اُس ہستی کی طرف بے تابی سے کھینچنے لگتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے بزرگ و برتر ہیں، وجۂ تخلیقِ کون و مکاں ہیں، جن کا ذکر تسکینِ دل وجاں ہے، اور وہ جانِ کائنات، فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں، جن کا مزار پُرانوار مدینہ طیبہ میں ہے ؎

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھینچنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہم سب کا رُخ سوئے کعبہ
کعبے کا کعبہ رُوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اب دل سُوئے مدینہ کھنچتا چلا جا رہا ہے، وہ مدینہ جو باعثِ سکینہ ہے، مدینہ محبت کی آماجگاہ ہے، مدینہ جو عشاق کی جلوہ گاہ اور دردمندوں کی پناہ گاہ ہے مدینہ ساری کائنات کا مرکزِ عقیدت ہے۔ مدینہ بیتابوں اور مشتاقوں کے لئے راحت ہے اب آیئے مدینہ کا سفر کریں۔ مدینہ کا سفر محبت کا سفر ہے۔ مدینہ دل کی دھڑکنوں کا سفر ہے۔ مدینے کا سفر باعثِ راحتِ قلب وجگر ہے، مدینے کا سفر مُبارک سفر ہے

؎ مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسُردہ افسُردہ، قدم لغزیدہ لغزیدہ

؎ چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ، بدن لرزیدہ لرزیدہ

؎ کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

؎ غلامانِ محمد دُور سے پہچانے جاتے ہیں،
دلِ گرویدہ گرویدہ، سرِ شوریدہ شوریدہ

؎ کہاں میں اور کہاں یہ روضۂ اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے، مگر دزدیدہ دزدیدہ

؎ اُن کی طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مُراد حاضری اس پاک در کی ہے

اس درِ رسُول علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حاضری کے لئے فرمان خداوندی اِس طرح ہے:۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (سُورۃ النساء، آیت: ۶۴)

Scanned with CamScanner

ترجمہ: "اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!
تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت
فرمائے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

؎ مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ (زرقانی ص ۲۹۸ ج ۸)
اُن پر درُود جن سے نوید ان بشر کی ہے

زندگی کی عظیم الشان سعادت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت اور حاضری کی سعادت ہے۔

؎ مجرم بُلائے آئے ہیں جاءُوکَ ہے گواہ!
پھر رُد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

؎ کعبہ بھی ہے انہیں کے تجلّی کا ایک ظِل،
رُوشن انہیں کے عکس سے پُتلی حجر کی ہے

؎ ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ!
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

؎ بد ہیں مگر انہیں کے ہیں، باغی نہیں ہیں ہم
نجدی نہ آئے اُس کو یہ منزل خطر کی ہے

جب مکہ مکرمہ سے روانہ ہوں تو روضہ رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی حاضری کی نیت کرو، اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:-

"جس کو مدینہ طیبہ تک پہنچنے کی وسعت ہو اور میری زیارت کو نہ آئے (یعنی حج کرکے مکہ مکرمہ سے واپس چلا جائے) اُس نے میرے ساتھ بڑی بے مروّتی کی۔"

اِس لئے نیت حاضری کی کریں کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حج کی قبولیت کی مہر لگوانے جا رہے ہیں۔ بعض لوگ آپ کو کہیں گے کہ

مسجد نبوی کی زیارت کی نیت سے جاؤ۔ اس کا جواب "کنز الخطیب" گیارھویں حصہ میں تفصیل سے دے دیا ہے۔ مطالعہ فرمالیں۔

باوضو ہو جاؤ۔ سارا سامان غور سے سُن لے بس میں بیٹھ جاؤ، دل کی دھڑکن تیز ہو جائے گی۔ درُودوں کے گجرے، سلاموں کے تحفے بھیجنا شروع کر دیں اور جب مدینہ طیبہ قریب آ جائے، ادب و احترام کا دھیان رکھو، اس لئے کہ حرم رسُول پاک آ رہا ہے۔ فرمان رسُول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:-

اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَةَ مَا بَیْنَ لَابَتَیْهَا لَا یُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا یُصَادُ صَیْدُهَا (مسلم شریف ص ۴۴۲ ج ۱)

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا اور میں لابتین یعنی دو میدانوں کے درمیان جو علاقہ ہے، اسے حرم کا درجہ دیتا ہوں، نہ یہاں کے درخت کاٹے جائیں، اور نہ یہاں شکار کیا جائے۔"

جس شوق و محبت سے آگے بڑھو گے، اسی قدر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توجہ زیادہ ہوگی۔ اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِرًا لَا تُعْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ كَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَكُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (زرقانی شریف ج ۸ ص ۲۹۸)

"جو خالص میری زیارت کے لئے آیا کسی اور ضرورت کی وجہ سے سفر نہ کیا سوائے میری زیارت کے، تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی سفارش کروں۔"

؎ حضرت علی روایت کردے پاک نبی فرماوے
جو کوئی قبر زیارت میری موتوں پہلوں جاوے

؎ گویا اس زیارت میری وِچ حیاتی پائی
راضی ہویا پاک محمد، راضی پاک الٰہی

Scanned with CamScanner

عشقِ نبی میں قافلے مدینہ طیبہ روانہ ہو رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی امت پر کس قدر شفقت ہے کہ اپنے غلاموں کو اپنے پاس بلا کر نوازشوں سے جھولیاں بھر رہے ہیں اور یاد رکھو کہ محبوب کے در پر اُس وقت تک رسائی نہیں ہو سکتی، جب تک محبوب خود نہ بُلائے۔

؎ سدلے مدینے والیا ہُن تے انہاں نوں کول
عرضاں جنہاں نے کیتیاں دربار دا سطے

؎ میرے مَدنی مِٹھن منٹھار آقا میں صدقے جاؤں ان نوازشوں کے،
مجھ جیسے گنہ گار کو خود بُلا کر اللہ سے گناہ بخشوا رہے ہیں

؎ مدینہ میں محمد مصطفیٰ خیرُ الوریٰ دیکھا،
جمالِ مصطفیٰ میں بھی جمالِ کبریا دیکھا

؎ گرد صحرائے مدینہ بوبت آمد یا رسول اللہ
جاں خود دامن فدائے خاک آں صحرا کنم

"یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، مدینہ کے چاروں اطراف سے خوشبو کی لپیٹیں آرہی ہیں۔ صحرا اور جنگل کی خاک پر میں فدا ہو جاؤں۔"

اسی طرح پڑھتے پڑھتے آگے بڑھتے جائیں۔ سامنے مدینہ طیبہ کے دَر و دیوار اور مسجدِ نبوی کے مینار نظر آرہے ہیں۔

؎ جب مسجدِ نبوی کے مینار نظر آئے — اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
؎ منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے — جس وقت محمّد کا دربار نظر آئے

ذرا جھوم جھوم کر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرو، اب حرمِ رسُولِ پاک آرہا ہے، لبوں پر درود پاک سجاؤ، دل میں عشق ومحبت کا ولولہ جگاؤ، سینہ کو مدینہ بناؤ۔ آنکھوں سے، فرحت وخوشی کے آنسو بہاؤ اور سجدۂ شکر بجالاؤ۔

؎ ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اب پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ فَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِّيْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ۔

"اے اللہ یہ تیرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حرم پاک ہے، یہاں کی حاضری کو ہمارے لئے دوزخ سے بچنے، عذاب اور بُرے حساب سے امان کا ذریعہ بنا۔"

اب ادب و احترام، خشوع وخضوع کے ساتھ ہاتھ باندھ کر اس طرح درِ رسُول پر کھڑے ہو جاؤ، جیسے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ تصورِ رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دل میں لاؤ، ہونٹوں کو درُود وسلام سے حرکت دو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات النبی ہیں۔ یُوں یقین کرو کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تم کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ دلِ ترسیدہ، قدم لرزیدہ، چشمِ اشکبار لئے آگے بڑھو۔

یہ مواجہہ شریف ہے، تین مُبارک جالیاں ہیں، تینوں میں سوراخ ہیں، پہلی جالی میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، دُوسری میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیسری میں سیدنا عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما رہے ہیں۔ اب حضور سرورِ کونین، رحمتِ دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس جالی کے سامنے کھڑے ہو کر ان الفاظ میں درُود وسلام کا گلدستہ پیش کرو: اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَاُمَّتِكَ اَجْمَعِيْنَ ط جہاں تک ممکن ہو بدن میں ملال و کسل نہ ہو، صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے ماں باپ، پیر، اُستاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کیلئے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو۔

پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یُوں سلام عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔

"اے رسُول کے خلیفہ ! آپ پر سلام ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ۔

اُے رسُول کے وزیر ! آپ پر سلام ہو۔"

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ

وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ۔

پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُوبرو کھڑے ہو کر یُوں سلام عرض کرو:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمَا یَا ضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارَكَ وَسَلَّمَ ۔

دُرود و سلام سے فارغ ہو کر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض و معروض کرو، عاجزی و انکساری سے دُعا کرو۔

یہی وہ دربار ہے، جہاں سے دولت ملتی ہے۔

یہی وہ دربار ہے، جہاں سے عزت ملتی ہے۔

یہی وہ دربار ہے، جہاں سے گناہوں کی معافی ملتی ہے۔

یہی وہ دربار ہے، جہاں سے حج کی قبولیت کی مہر لگتی ہے۔

یہی وہ دربار ہے، جہاں حاضری کے لئے دل مچلتا تھا۔

یہی وہ دربار ہے، جسے دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی تھیں۔

یہ دَر، درِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو حیات النبی ہیں، جو درود و سلام سنتے ہیں اِس لئے کثرت سے درُود و سلام پڑھو۔

؎ حضرت علی روایت کردے پاک نبی فرما دے
جو کوئی نال محبت قبر زیارت میری آوے

؎ نال ایمان زیارت سردے جس کیتی ہک واری
بیشک جنت مُل خریدے بخشیا دوزخ ناری

؎ گویا اُس زیارت میری وچ حیاتی پائی
راضی ہویا پاک محمدؐ، راضی پاک الٰہی

صلوٰۃ و سلام سے فارغ ہو کر کبھی ریاض الجنۃ میں نوافل پڑھو، کبھی مسجد نبوی میں نمازیں پڑھو، کبھی گنبدِ خضراء کا جی بھر کر نظارہ کرو، کبھی منبرِ رسُول علیہ السلام کے جلوے دیکھو کبھی محرابِ رسُول علیہ السلام میں نوافل ادا کرو اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بیکس پناہ میں درُود و سلام پڑھو۔ ہر لمحہ کو غنیمت سمجھو۔ نہ معلوم زندگی میں پھر یہ موقع ملے یا نہ ملے اور مدینہ طیبہ کی چند زیارتیں بھی کرو۔

مسجدِ قبا مسجدِ قبا مدینہ منورہ میں تین میل کے فاصلے پر ہے۔
مسجدِ قبا میں دو نفل پڑھنے سے ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے۔
یہ تاریخِ اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے۔

مسجدِ ذوقبلتین ابتدائے اسلام میں مسلمان مسجدِ اقصیٰ کی طرف منہ کرکے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ بیت المقدس مدینہ طیبہ سے عین شمال میں ہے اور کعبۃ اللہ بالکل جنوب میں۔ عین نماز کی حالت میں قبلہ تبدیل کرنے کا حکم ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دو رکعت بیت المقدس کی طرف پڑھا چکے تھے اور نزولِ وحی پر باقی دو رکعت کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرکے ادا فرمائیں، اس لئے اسے مسجدِ ذوقبلتین کہتے ہیں۔ یہ محراب اب ختم کرکے، اب صرف ایک محراب کردیا گیا ہے۔

مسجدِ جمعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کرکے جب قبا سے مدینہ منورہ کی طرف چلے تو لوگوں کا اژدہام تھا۔ ابھی آپ قبیلہ بنو سالم بن عوف میں پہنچے ہی تھے کہ نمازِ جمعہ کا وقت ہوگیا۔ یہیں پر آپ نے نمازِ جمعہ ادا فرمائی۔ یہاں نوافل ادا کریں۔ قبا سے واپسی پر تقریباً ایک میل کے بعد دائیں ہاتھ ایک سڑک مڑتی ہے۔ مڑنے کے بعد سیدھے ہاتھ سڑک کے اوپر واقع ہے۔

مکانِ بنی نجار جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے تو آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں بنی نجار کی بچیوں نے ایک مکان کی چھت پر چڑھ کر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ اقدس میں اس طرح مدح سرائی کی ـــــ اور دف بجا بجاکر استقبال کر رہی تھیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا — مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا — مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا — جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

(مدارج النبوۃ صـ ٦٣ / ٢٦)

یہ مکان مسجدِ جمعہ کے باہر سڑک پر کھڑے ہوں، تو دائیں ہاتھ ایک بڑے احاطہ میں ہے۔
(فقیر نے اس مکان کی زیارت کی ہے)

مسجدِ غمامہ مسجدِ غمامہ مسجدِ نبوی کے قریب ہی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عید کی نماز یہیں پڑھایا کرتے تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ استسقاء اسی جگہ پڑھائی۔ مسجدِ غمامہ کے قریب ہی مسجدِ ابوبکر ہے اور مسجدِ عمر بھی قریب ہے۔ مسجدِ علی اور مسجدِ فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہم) یہ سب قریب ہیں۔

گنبدِ خضرا اور جنت البقیع کے درمیان محلّہ اور سڑک موجود تھی، اب سب کچھ ختم کردیا گیا ہے۔ گنبدِ خضراء کے قریب باب فتح یا بابِ جبریل سے باہر نکلو تو سامنے جنت البقیع ہے، جہاں حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں مدفون ہیں۔ یہاں دروازہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد کھلا ہوتا ہے۔ زیارت کو جائیں، مگر یہاں جوتا نہ پہنیں، نہ معلوم کتنے صحابہ کرام اور عاشقانِ رسول علیہ السلام کی یہاں قبورِ مقدسہ ہیں۔

جبلِ احد جبلِ احد، یہ وہ پہاڑ ہے جہاں حق و باطل کا معرکہ ہوا۔ اس جگہ بھی ایک مسجد ہے۔ اسی جگہ سیدالشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف ہے۔ یہاں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جاتے تھے۔ آپ اس جگہ ضرور حاضری دیں۔

جبلِ سلع جبلِ سلع کے دامن میں غزوۂ احزاب ہوا۔ اب یہاں کئی مسجدیں تعمیر کی گئی ہیں۔ سب سے بڑی مسجد وہ ہے جہاں سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرتے تھے، اسے مسجدِ فتح کہتے ہیں۔ اب صرف دو مسجدیں رہ گئی ہیں، باقی ختم کردی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں مدینہ منورہ کی ہر گلی، ہر بازار اور ذرہ ذرہ کہکشاں اور قابلِ زیارت ہے۔ بئرِ عثمان غنی جسے بئرِ رومہ کہتے ہیں آج بھی موجود ہے زیارت کریں۔

Scanned with CamScanner

مدینہ طیبہ میں نہایت ادب و احترام سے رہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کثرت سے درود وسلام پڑھا کرو۔ دل کے ارمان جی بھر کر نکالو۔ خوب گریہ وزاری سے اپنی دکھی کہانی، دل ہی دل میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سناؤ اور تادم واپسی گنبدِ خضراء کو دیکھتے رہو اور الوداعی سلام کرو۔ اب گنبدِ خضرا نظر نہیں آئے گا۔ مسجدِ نبوی کے مینار دور تک نظر آتے ہیں، انہیں دیکھتے رہو اور درود وسلام عرض کرتے رہو۔ آہ! اب درِ رسول علیہ السلام سے جدائی ہو رہی ہے دل افسردہ ہے۔ دعا کرو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ دوبارہ زیارتِ حرمین شریفین نصیب فرمائے آمین بجاہ نبی الامین۔

روح حیاتی سرورِ عالم، اصحاباں فرمایا
جو کوئی حج ارادہ کر کے قبلے دے ول آیا

واجب سنت پورے کر کے ایس گھر ول جاوے
کرے نہ قصد زیارت میری بیشک ظلم کماوے

بیشک اُس نے میرے اوپر کیتیاں ظلم جفائیں
اُس دا عمل قبول نہ کوئی ایسی حشر سزائیں

ظالم دوست، پاک خداوند ہرگز مُول نہ ہوسی
خالق اس دا ول نظر نہ پاوے غضبوں دور کھلوسی

ظالم دے حق لعنت رب دی پاک خدا فرماوے
جو ملعون خدا دا ہویا کیویں خلاصی پاوے

جس تے راضی سرور ناہیں راضی نہیں تعالیٰ
جس تے راضی رب نہ ہویا ہوسی کیویں اُجالا

حج کرے کوئی واپس آوے روضے پاک نہ جاوے
ویکھ محبت ظاہر اُس دی مومن نام سداوے

والحمد للہ رب العالمین۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ نُجُوْمُ الْھُدٰی خُصُوْصًا عَلٰی صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَاَنْفَقُوْا لَھُمْ اَجْرٌ کَبِیْرٌ

(سورۃ الحدید پ ۲۷، آیت ۷)

ترجمہ: "جو تم میں سے ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا، اُن کے لئے بڑا ثواب ہے۔"

برادرانِ اسلام! یہ آیہ کریمہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ہے جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوب دل کھول کر خرچ کیا۔

نام ونسب

آپ کا اسم گرامی عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمر ہے۔ لقب ذوالنورین (دو نوروں والا) والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروٰی بنت کریز ہے۔ حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے والد گرامی کا سلسلۂ نسب پانچویں پشت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ امجد عبدِ مناف سے جا ملتا ہے اور والدہ کی طرف سے بھی پانچویں پشت میں

Scanned with CamScanner

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جدِّ امجد عبدِ مناف سے جا ملتا ہے۔
(طبری ص۲۴۴۵ ج۳، طبقاتِ ابنِ سعد ص۵۳ ج۳، تاریخ الخلفاء ص۱۴۹، انساب الاشراف ص۱ ج۵)

ولادت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش عامِ فیل کے چھٹے سال قبیلہ بنوامیہ میں ہوئی، یہ خاندان عزت وشرافت میں عرب بھر میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرابتداری حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کی والدہ یعنی آپ کی نانی معبد ام حکیم البیضاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کی صاحبزادی اور حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بہن تھیں۔ اس لحاظ سے حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سگی پھوپھی کے نواسے تھے۔ (اسد الغابہ ص۱۹۱ ج۵، مستدرک ج۳ ص۹۶)

لقب حضور سید العالمین، ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے نکاح میں دی پھر سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح، سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے چند ماہ بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں، اس لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہو گیا۔ علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں:

فَلِذٰلِكَ كَانَ يُلَقَّبُ ذُو النُّوْرَيْنِ (اصابہ، ج۲، ص۴۵۵)

"اسی لئے آپ کا لقب ذوالنورین تھا۔"

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی یہی وجہ نقل فرمائی ہے (تاریخ الخلفاء ص۱۴۹)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا:

يُسَمّٰى فِي السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ ذُو النُّوْرَيْنِ (کنز العمال ص۳۷۹ ج۴)

"چوتھے آسمان پر ان کو ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔"

ایک روایت میں ہے کہ "ملاء اعلیٰ میں آپ ذوالنورین ہیں" (ریاض النضرۃ ص۱۱ ج۲)

تو معلوم ہوا کہ:

- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کی وجہ سے ذوالنورین مشہور ہے۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب زمینوں میں ذوالنورین ہے۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب آسمانوں میں ذوالنورین ہے۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین ہے۔

جس آئینہ میں نورِ الٰہی نظر آئے — وہ آئینہ رخسار ہے عثمان غنی کا

شب بیدار عثنی سی نزیجا جامع جو قرآنی
عثماں ذوالنورین پیارا مہتر یوسف ثانی

قبولِ اسلام حضور نبی اکرم، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ معظمہ کی سرزمین میں دعوتِ اسلام کا آغاز کیا، تو سب سے پہلے آپ کی آواز پر لبیک کہنے والے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ نے ایمان لانے کے بعد اسلام کی روشنی کو پھیلانے اور اس کی اشاعت کے لئے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے۔ چونکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے سے بھی آپ کی دوستی تھی، اس لئے اسلام کی دعوت دی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی گفتگو سے بے حد متاثر ہوتے اور اسلام لانے پر آمادہ ہو گئے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسلام لانے کا واقعہ خود یوں بیان کرتے ہیں:

"ایک دن میں گھر گیا تو میری خالہ سعدی جو کہ علمِ کہانت کی ماہر تھیں، گھر بیٹھی ہوئی تھیں:

مجھے دیکھتے ہی کہنے لگیں "اے عثمان! تجھے خوشخبری اور سلامتی ہو تین دفعہ، تین دفعہ، تین دفعہ اور پھر ایک دفعہ تاکہ پورے دس ہو جائیں۔ تُو خیر سے ملا اور شر سے محفوظ ہوا۔" جب خالہ نے (عربی میں) اِس قسم کے اشعار کہے، تو میں نے بطورِ تعجب اپنی خالہ سے پوچھا: "تم نے یہ کیسے الفاظ کہے ہیں؟" تو خالہ نے کچھ اور شعر پڑھے ؎

"هٰذَا النَّبِيُّ مَعَهُ الْبُرْهَانُ　　اَرْسَلَهُ بِحَقِّهِ الدَّيَّانُ

یہ نبی ہیں، ان کے ساتھ دلیلیں ہیں　　اللہ تعالیٰ نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا ہے

وَجَاءَهُ التَّنْزِيْلُ وَالْفُرْقَانُ　　فَاتْبَعْهُ لَا تَغْتَابُكَ الْاَوْثَانُ

اُن پر حق کا کلام اترتا ہے اور قرآن، تو اُن کی تابعداری کر ایسا نہ ہو بُت تجھے گمراہ کر دیں"

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، میں نے خالہ سے کہا: "خالہ! تیری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں، کیونکہ تو نامعلوم چیزوں کا نام لے رہی ہے۔"

خالہ نے جواب دیا: "مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ بِتَنْزِيْلِ اللّٰهِ يَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ قَوْلُهٗ صَلَاحٌ وَدِيْنُهٗ فَلَاحٌ اَمْرُهٗ نَجَاةٌ مَا يَنْفَعُ الصِّيَاحِ لَوْ وَقَعَ الزِّمَاهُ وَسُلَّتِ الصِّفَاحُ وَمُدَّتِ الرِّمَاحُ۔

"محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ رب العزت کے رسول اور پیغمبر ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا کلام لے کر آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ ان کا قول انسانیت کے لئے سراپا بہتری، ان کا دین فلاح کا ضامن اور ان کا حکم باعثِ نجات، ان کے سامنے کسی کی چیخ و پکار فائدہ نہیں دیتی، اگرچہ کتنے ہی نیزے اور تلواریں ان کے مقابلہ میں چلائی جائیں۔"

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: خالہ کی باتوں کا میرے دل پر اثر ہوا اور میں گہری سوچ میں پڑ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میری

دوستی پہلے بھی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے متفکر دیکھ کر فرمایا: "کیا بات ہے؟" میں نے خالہ کی ساری باتیں اُن کو سُنائیں۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اے عثمان! تم بڑے ذہین آدمی ہو اور حق و باطل کے فرق کو خوب سمجھتے ہو۔ یہ بُتوں کو پوجنے والی اندھی اور ناسمجھ قوم ہے۔ یہ بُت نہ تو کسی کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ حضرت عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں: میں نے کہا: "اے دوست! تم سچ کہتے ہو۔" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے: "تمہاری خالہ نے بالکل سچ کہا ہے۔ محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اپنا پیغام دے کر لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔ اگر تم مناسب سمجھو تو چل کر اُن کا کلام سُنو۔" ابھی ہم تیاری کر رہے تھے کہ اتفاقاً حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا گزر اِس طرف سے ہوا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ مبارک میں ایک کپڑا تھا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ کر اُٹھے اور آپ کے کان مبارک میں کوئی بات کہی۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: "اے عثمان! اللہ تعالیٰ تمہیں جنت کی دعوت دیتا ہے، تم اسے قبول کرو۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور ساری مخلوق کی طرف مبعوث ہوا ہوں۔" حضرت عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں: بخدا میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام سنتے ہی رو پڑا اور بے اختیار ہو کر میں نے کہا:

اَسْلَمْتُ وَشَهِدْتُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ (الاصابہ ص ۳۲ ج ۱، البدایۃ والنہایۃ ص ۱۹۹ ج ۷، ریاض النضرۃ ص ۸۵ ج ۱)

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔"

Scanned with CamScanner

اسلام لانے میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چوتھا نمبر ہے

ابوبکر آج اس توحید حق کا جام لے آئے
کہ جس سے حضرت عثمان بھی اسلام لے آئے

اسلام لانے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچا حکیم بن ابی العاص بن امیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر باندھ دیا اور کہا اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی قسم! میں تم کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا، جب تک تم نئے دین کو نہ چھوڑ دو۔ حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اے چچا! میں اس دین کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا، اگرچہ میری جان بھی چلی جائے۔" آپ کے چچا نے جب آپ کا یہ عزم و استقلال دیکھا تو آپ کو چھوڑ دیا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۱۱)

رفتہ رفتہ وہ بڑھی عظمتِ عثمانِ غنی — دونوں عالم میں ہوئی شہرت عثمان غنی
اللہ سے کیا پیار ہے عثمانِ غنی کا — محبوبِ خدا یار ہے عثمان غنی کا

سنو خلیفہ ثالث حضرت نام عثمان غنی دا
حلم حیا دی شرم الاہوں باطن صاف عقیدہ

دامادیٔ رسول

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے بڑا شرف اور فضیلت جو آپ کو حاصل ہوئی، وہ ہے دامادیٔ رسول، جو آپ کی کتاب زندگی کا درخشاں باب بنا۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح

حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح اسلام لانے کے بعد مکہ مکرمہ میں بضعۃ الرسول حضرت سیدہ رقیہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی سے ہوا۔ رسولِ اکرم نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ اُزَوِّجَ كَرِيْمَتِيْ مِنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ۔

(نور الابصار ص۴۲)
(صواعق محرقہ ص۶۶)

"اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی کہ میں اپنی کریمہ (صاحبزادی) کا نکاح عثمان بن عفان سے کر دوں۔" (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اس نکاح پر سعدی بنت کرز (صحابیہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ اشعار پڑھے

هَدَى اللّٰهُ عُثْمَانَ الصَّفِيَّ بِقَوْلِهٖ
فَاَرْشَدَهٗ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ اِلَى الْحَقِّ

"اللہ تعالیٰ نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو اپنے اس قول سے (کہ اللہ تعالیٰ حق کی طرف ہدایت دیتا ہے) ہدایت اور رہنمائی بخشی۔

وَاَنْكَحَ الْمَبْعُوْثُ اِحْدٰى بَنَاتِهٖ
فَكَانَ كَبَدْرٍ مَازَجَ الشَّمْسَ فِي الْاُفْقِ

"اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ ایسے چودھویں کے چاند کی طرح ہیں، جو اُفق میں سورج کو شرما رہا ہو۔"

حضرت سیدہ رقیہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا نے حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دو ہجرتیں کیں، ایک ملک حبشہ میں اور دوسری ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف۔ حضرت لوط اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جس نے راہِ خدا میں ہجرت کی۔ (مدارج النبوۃ ص)

سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح

حضرت سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ چونکہ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ربیع الاول میں ۳ھ کو حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سیدہ اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

يَا عُثْمَانُ هٰذَا جِبْرِيْلُ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ زَوَّجَكَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِمِثْلِ صِدَاقِ رُقَيَّةَ عَلٰى مِثْلِ صُحْبَتِهَا۔

(نور الابصار صفحہ ۴۲، سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۰۷)

"اے عثمان! یہ جبریل (علیہ السلام) ہیں، انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُمِّ کلثوم کا نکاح تم سے فرمایا ہے اور مہر وہی ہے جو سیدہ رقیہ کا تھا۔"

اور حضور نبی اکرم رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَ كَرِيْمَتَیَّ يَعْنِیْ رُقَيَّةَ وَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ مِنْ عُثْمَانَ (صواعق محرقہ صفحہ ۶۶، ریاض النضرة صفحہ ۱۱۴)

"بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ میں اپنی دو بیٹیوں کا نکاح عثمان سے کر دوں" (یکے بعد دیگرے)

چنانچہ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح کر دیا۔

ذُوالنّورین

پوری تاریخ انسانیت میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا، جس نے کسی نبی کی دو بیٹیوں سے شادی کرنے کا شرف حاصل کیا ہو۔ اسی وجہ سے آپ کو ذُوالنّورین کہا جاتا ہے۔ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۷)

نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنّورین جوڑا نور کا

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰة والسلام نے ارشاد فرمایا: "اگر میری چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے (یعنی ایک کی وفات کے بعد دوسری) عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نکاح میں دے دیتا۔ یہاں تک کہ اُن میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی" (نور الابصار صفحہ ۸، صواعق محرقہ صفحہ ـــ)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰة والسلام کو کس قدر کمال محبت تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت سیدہ اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد یوں ارشاد فرمایا: "اِن دونوں صاحبزادیوں کے علاوہ بھی اگر میری کوئی اور صاحبزادی ہوتی، تو میں اِن (عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نکاح میں دے دیتا۔"

(استیعاب صفحہ ـــ، البدایة والنہایہ ج ۷، صفحہ ۲۱۲)

در منثور قرآں کی سلک بھی
زوجِ دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحبِ قمیصِ ہدیٰ
حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی دعوت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دی۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقدِ ثانی میں حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آئیں۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذُوالنّورین کا لقب پایا۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ تاریخ انسانیت میں یہ شرفِ خاص کسی اور نے نہ پایا۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاء اعلیٰ (فرشتوں) نے ذُوالنّورین کے لقب سے نوازا۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آسمانوں میں ذُوالنّورین، زمینوں میں ذُوالنّورین،
- انسانوں کی زبانوں پر ذُوالنّورین، فرشتوں کی زبانوں پر ذُوالنّورین۔

ایک شُبہ اور اُس کا ازالہ

حضراتِ محترم! آج اس پُرفتن دور میں بعض لوگ سادہ دل مسلمانوں کو اس شبہ میں ڈالتے ہیں کہ حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے صرف ایک صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں حضرت سیدہ زینب، حضرت سیدہ رقیہ، حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن یا تو حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پچھلے شوہر سے تھیں یا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ویسے ہی منسوب تھیں، حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔
حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں اس پر قرآن کریم ملاحظہ فرمائیں:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ (سورۃ الاحزاب آیت ۵۹)

"اے نبی! اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں (بیٹیوں) اور مسلمان عورتوں سے فرما دو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس آیہ کریمہ میں لفظ بنات جو کہ بنت کی جمع ہے۔ بنت ایک بیٹی اور بنات (کئی بیٹیاں) اس کی جمع ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں، اس لئے جمع کم از کم عربی میں تین سے زائد پر بولا جاتا ہے۔
تو معلوم ہوا کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بنت ایک بیٹی نہیں بلکہ بنات تین سے زائد یعنی چار بیٹیاں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں اس سے مراد اُمت کی عورتوں اور بیٹیوں کا ذکر کرنا ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ اُمت کی عورتوں اور بیٹیوں کا ذکر نساء المؤمنین میں آ گیا ہے، لہٰذا یہ خیال تعصب یا جہالت پر مبنی ہے۔
اور اگر یہ کہا جائے کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سوتیلی بیٹیوں کو مجازاً بنات کہا گیا ہے تو بھی غلط ہے، اس لئے کہ سوتیلی بیٹیوں کا قرآن پاک میں یوں ذکر آیا ہے، ملاحظہ کریں:-

وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ (سورۃ النساء آیت ۲۳)

ترجمہ: "اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری گود میں ہیں۔"

اس آیت کریمہ میں ربائب کا لفظ استعمال کیا گیا، تو معلوم ہوا حقیقی بیٹیوں کو بنات اور سوتیلی بیٹیوں کو ربائب قرآن کی اصطلاح میں کہا جاتا ہے جو ربیبہ کی جمع ہے۔
تو واضح ہو گیا کہ حقیقی بیٹیوں کو بنات اور سوتیلی بیٹیوں کو ربائب کہا جاتا ہے، اور سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ اُم کلثوم اور سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہن حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں ہیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی ہیں۔
سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی ہیں۔
سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی ہیں۔
سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی ہیں۔

اہل بیت نبی دے حق وچ آیت نازل ہوئی
دین گواہی پاک الٰہی حاجت ہور نہ کوئی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چار صاحبزادیاں

اصول کافی جو فرقہ شیعہ کی معتبر تفسیر ہے، اس میں لکھا ہے، وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بِضْعٍ وَعِشْرِينَ سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقَاسِمُ وَرُقَيَّةُ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَوُلِدَ بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبُ وَالطَّاهِرُ وَفَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔ (اصول کافی ج ۱ ص ۴۳۹)

ترجمہ: حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Scanned with CamScanner

سے شادی کی جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک پچیس ۲۵ سال کے قریب تھی اور
اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اولاد پیدا
ہوئی - بعثت (اعلانِ نبوّت) سے پہلے حضرت قاسم، رقیہ، زینب اور امّ کلثوم اور
بعثت (اعلانِ نبوّت) کے بعد حضرت طیّب طاہر اور فاطمہ سلام اللہ علیہا" (رضی اللہ عنہم)

شیعہ حضرات کی مُعتبر کتاب فروعِ کافی میں ہے :-

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ (عَلَیْہِ السَّلَامُ) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَا بَنَاتٍ -

(فروعِ کافی کتاب العقیقہ باب فضل بنات ج۲ ص۸۲)

"یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کئی لڑکیوں کے باپ تھے"

جارود بن منذر جو لڑکی کے پیدا ہونے کو معیوب سمجھتا تھا، امام جعفر کے پاس
آیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا -

قَدْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَا بَنَاتٍ -

(فروعِ کافی ج۲، ص۸۲)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کئی لڑکیوں کے باپ تھے -"

ان کی ایک اور عبارت میں ہے :-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی الْقَاسِمِ وَالطَّاھِرِ ابْنَیْ نَبِیِّكَ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّۃَ بِنْتِ نَبِیِّكَ -
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِیِّكَ -
وَالْعَنْ مَنْ اٰذٰی نَبِیَّكَ فِیْھِمَا -

(تحفۂ عوام ص۱۲۳، تہذیب الاحکام ج۱ ص۲۸۴)

"اے اللہ رحمت فرما حضرت قاسم وطاہر، اپنے نبی کے فرزندوں پر -
اے اللہ رحمت فرما حضرت رقیہ اور امّ کلثوم اپنے نبی کی بیٹیوں پر -
اور لعنت فرما اُن پر جو ایذا دیتے ہیں تیرے نبی کو ان کے بارے میں"

ملّا محمد باقر مجلسی جو تاریخ وحدیث میں اپنا خاص مقام رکھتے ہیں، اپنی کتاب
میں نقل فرماتے ہیں :-

"در قرب اسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از
برائے رسولِ خدا از خدیجہ متولد شد، طاہر و قاسم و فاطمہ و امّ کلثوم و
رقیہ و زینب" (حیات القلوب ج۲، ص۷۱۸) (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

"قربِ اسناد میں معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
روایت کرتے ہیں کہ سیدہ خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے بطنِ اطہر سے حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو اولاد ہوئی وہ (یہ ہیں) طاہر، قاسم، فاطمہ، امّ کلثوم،
رقیہ اور زینب ہیں" (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

شیعہ حضرات کی ان کتبِ معتبرہ سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں اور چاروں ہی سیدۃ العالمین حضرت سیدہ خدیجہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے تھیں اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی حقیقی صاحبزادیاں تھیں - سوتیلی یا ربیبہ نہ تھیں -

لمحۂ فکریہ برادرانِ اسلام! حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
ایک صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو
تسلیم کرنا اور صرف انہیں اولاد ماننا اور دوسری تین ۳ صاحبزادیوں کا انکار کرنا سراسر
ظلمِ عظیم ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کی بیٹیوں کو حضور نبی اکرم، رحمتِ عالم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں کہنا، اس میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ یہ حضور نبی کریم

Scanned with CamScanner

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحانی اولاد ہیں، لیکن آپ کی حقیقی صاحبزادیوں کو اولاد سے نکال دینا حقائق سے چشم پوشی اور سراسر ظلم و ستم ہے (نعوذ باللہ مِنْ ذالک)

- ○ یہ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی ہے۔
- ○ یہ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حرمِ محترم کی گستاخی ہے۔
- ○ یہ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آلِ پاک کی گستاخی ہے۔
- ○ یہ قرآنِ پاک کی مخالفت ہے ○ یہ حدیثِ پاک کی مخالفت ہے
- ○ یہ سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی ہے۔
- ○ یہ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی ہے۔
- ○ یہ سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی ہے۔

ذرا غور تو کرو کس قدر جرم ہے نبی کی اولاد کو غیر اولاد کہہ دینا۔
استغفر اللہ نعوذ باللہ! یہ آلِ رسُول کی بے قدری اور گستاخی ہے۔

ع چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

اللہ تبارک وتعالیٰ اہل بیت اطہار کے احترام اور عزت کرنے کی ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے اور بے ادبی و گستاخی سے بچائے۔

؎ تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تُو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

؎ روزِ قیامت حشر دیہاڑے اہل بیت تمامی
عجب پوشاکاں زینت پاکاں خاص حضور گرامی

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی ہجرت

رسولِ اکرم شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام پر جس قدر لوگ مسلمان ہو کر اسلام میں داخل ہوتے، اتنا ہی قریش کے غیض و غضب میں اضافہ ہوتا، وہ ہر لحظہ اسی فکر میں رہتے کہ اسلام کی ترقی کو روکنے کے لیے کونسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں، چنانچہ ان تدابیر میں

سے ایک تدبیر یہ بھی تھی کہ مسلمانوں کو سخت قسم کی اذیتیں دی جائیں، ظلم و ستم کا انہیں تختۂ مشق بنایا جائے۔ اُن کا خیال تھا کہ اِس طرح مسلمان پریشان ہو کر اسلام سے ہٹ جائیں گے اور نیا کوئی شخص مسلمان ہونے کی جرأت نہیں کرے گا۔ چنانچہ سب سے پہلے ان لوگوں کو تختۂ مشق بنایا گیا جو بے سہارا تھے۔ ان میں نمایاں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اُمیّہ بن خلف جو ان کا مالک تھا، ٹھیک دوپہر کے وقت آپ کو آگ کی طرح تپتے ہوئے پتھروں پر لٹا دیتا اور اُن کے سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ دیتا تاکہ آپ ہل نہ سکیں اور پھر توحید و رسالت کے انکار پر مجبور کرتا، مگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔
(سیرتِ ابنِ ہشام ص ۱۰۹/ج۱، طبقاتِ ابنِ سعد ص ۱۶۵/ج۳، مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۸۴)

؎ زمین و آسماں جب دھوپ کی گرمی سے تپتے تھے
غضب کی دل لگی تھی ریت پر مسلم تڑپتے تھے

؎ جھلس کر سُرخ ہو جاتی تھی چھاتی ان چٹانوں کی
ہم آغوشی ہوا کرتی تھی ان سے بے زبانوں کی

؎ نشانِ سجدۂ توحید تھا جن کی جبینوں پر
دھرے رہتے تھے پہروں گرم پتھر ان کے سینوں پر

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر انہیں دھوپ میں بٹھا دیا جاتا کبھی ان کے گلے میں رسّی ڈال کر لڑکوں سے کہا جاتا کہ انہیں تمام شہر میں گھسیٹیں، مگر جُوں جُوں ظلم و تشدد کے پہاڑ ڈھائے جاتے، زبان پر اسی قدر زیادہ توحید و رسالت کے نغمے الاپے جاتے۔ یہ سختیاں اور بے پناہ اذیتیں اور جفائیں اُن کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکیں۔

؎ جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں — ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزا ہی نہیں

سیدنا عمار بن یاسر، سیدنا حضرت صہیب رُومی، حضرت سمیّہ، حضرت زنیرہ، سیدنا خباب وغیرہ اور کئی دوسرے صحابۂ کرام و صحابیات (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پر ظلم و جفا

Scanned with CamScanner

کی آندھیاں چلائی گئیں، ظلم وستم کے وہ پہاڑ ڈھائے گئے کہ جن سے دل لرز جاتا ہے اور جن کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔ مگر ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہمت و استقلال پر قربان جائیں، تشدد و جفا کے باوجود توحید و رسالت کا نعرہ لگاتے رہتے۔ کافر مارتے مارتے تھک جاتے، مگر ان بادۂ الست کے شیدائیوں کے عشق و مستی میں کچھ فرق نہ آتا اور جب ایک دفعہ چہرۂ والضحیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو دیکھ لیتے تو سارے زخم و درد اور پریشانیاں بھول جاتے اور بے چین دلوں کو قرار آجاتا۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ بے سہارا لوگوں میں سے نہ تھے، بلکہ مکہ میں آپ ایک معزز اور باوجاہت آدمی تھے۔ اپنی خاندانی سطوت اور وجاہت کے باوجود آپ کے چچا نے انہیں رسیوں سے باندھ دیا کہ جب تک نئے دین کو نہ چھوڑو گے تمہیں کھولا نہ جائے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اے چچا! خدا کی کی قسم میں اس دین کو کبھی نہ چھوڑوں گا، چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔"

اب آپ کے چچا اور عزیز و اقارب کی جفاکاری، سرد مہری، تشدد اور سخت گیری اس قدر زیادہ ہوگئی کہ ان کی برداشت سے باہر تھی۔ تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر آپ اپنی اہلیہ محترمہ سیدہ رقیہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا اور دیگر گیارہ مردوں اور پانچ عورتوں کی معیت میں ملکِ حبشہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مقدس الفاظ میں یوں حکم فرمایا:

تَفَرَّقُوْا فِی الْاَرْضِ فَاِنَّ اللّٰہَ سَیَجْمَعُکُمْ

"تم اللہ تعالیٰ کی زمین پر کہیں چلے جاؤ اللہ تعالیٰ عنقریب تمہیں جمع کر دے گا۔"

صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! ہم کہاں جائیں؟

قَالَ اِلٰی ھُنَا وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلَی الْاَرْضِ الْحَبْشَۃِ (زرقانی شریف صفحہ ۲۷ ج ۱)

"فرمایا اس طرف اور ہاتھ مبارک کا اشارہ حبشہ کی طرف تھا۔"

چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حکم مبارک کی تعمیل بجالاتے ہوئے حق و صداقت والے مسلمانوں کا ایک قافلہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ گیارہ مرد اور پانچ عورتیں چھپ چھپا کر بندرگاہ پر پہنچے اتفاقاً دو تجارتی کشتیاں بندرگاہ پر تیار کھڑی تھیں، انہوں نے پانچ درہم لے کر انہیں سوار کیا اور حبشہ پہنچا دیا۔ مشرکینِ مکہ کو جب معلوم ہوا تو یہ لوگ انہیں پکڑنے کے لئے دوڑے، مگر ان کے بندرگاہ تک پہنچنے سے پہلے ہی یہ لوگ جا چکے تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّہٗ عُثْمَانُ مَنْ ھَاجَرَ بَعْدَ اِبْرَاھِیْمَ وَلُوْطٍ۔ (الاصابہ صفحہ ۱۹۸ ج ۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۵، الاستیعاب صفحہ ۳۰ ج ۳)

ترجمہ: "اُس ذات کی قسم، جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، بیشک عثمان نے ابراہیم اور لوط (علیہما السلام) کے بعد ہجرت کی"

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمتِ مصطفےٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پہلے وہ مہاجر ہیں، جن کی اتباع میں کئی صحابہ ہجرت کر کے مہاجر ہوئے۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری ہجرت

حبشہ پہنچ کر مسلمان ماہِ شوال سے لے کر ماہِ رجب تک مقیم رہے۔ ماہِ شوال میں بعض لوگوں نے یہ خبر پھیلائی کہ تمام اہلِ مکہ مسلمان ہوگئے ہیں۔ یہ خبر سن کر حبشہ کے مہاجر مسلمان واپس مکہ مکرمہ آگئے۔ مکہ معظمہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی تھی۔ اب یہ لوگ سخت پریشان ہوئے کہ اب کیا کیا جائے۔ چنانچہ چھپ چھپا کر کسی نہ کسی طرح مکہ مکرمہ میں داخل ہوگئے تو مشرکین مکہ نے مسلمانوں کو پہلے سے بھی زیادہ اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ تو کچھ لوگوں نے موقع پاکر دوبارہ حبشہ کی طرف مراجعت کی۔ مگر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ میں ہی رہے۔

Scanned with CamScanner

تقریباً دو اڑھائی سال بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حبشہ ہجرت کرنے کی دوبارہ اجازت عطا فرمائی تو سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حبشہ تشریف لے گئے اور کئی سال تک حبشہ میں رہ کر جلا وطنی و غریب الوطنی کی زندگی بسر کی۔ (سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۱۴)

حبشہ سے مدینہ کی طرف ہجرت

حبشہ میں مسلمانوں کو کوئی تکلیف نہ تھی، آرام و سکون سے زندگی بسر کرتے تھے اور دو ہجرتیں آپ نے اس طرح فرمائیں۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

هَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ ۔ (صواعق محرقہ ص ۱۰۱)

"میں نے پہلے بھی دو ہجرتیں کیں۔"

اور جب تاجدار عرب و عجم، فخر بنی آدم حضور رحمۃ للعالمین، ختم المرسلین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ جلوہ گر ہوئے تو سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبشہ سے مدینہ طیبہ کی راہ لی اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوتے اور مدینہ طیبہ کو اپنا وطن اصلی بنالیا۔ (طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۳۸)

؎ مسلمانوں کی اک تعداد نکلی بے وطن ہو کر
حبش یعنی نجاشی کی حکومت میں بنایا گھر

؎ ہمارا جرم یہ ہے بت پرستی چھوڑ دی ہم نے
ملی ہم کو اذیت، اپنی بستی چھوڑ دی ہم نے

؎ ادھر مکے میں دنیا تنگ تھی ایمانداروں پر
کہ روندے جا رہے تھے پھول جیسے جسم غاروں پر

؎ صحابہ پر اگرچہ قہر کے بادل برستے تھے
بیچارے سانس آزادی سے لینے کو ترستے تھے

- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرکین عرب نے بے حد ستایا۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چچا نے رسیوں سے باندھ دیا۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حبشہ جانا ہوا۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقریباً چار ماہ بعد واپس مکہ مکرمہ آنا ہوا۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو بار ہجرت حبشہ کا شرف حاصل ہوا۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیسری بار حبشہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کرنا پڑی۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ کو جائے مسکن بنالیا۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے شہادت مدینہ طیبہ ہے۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر اطہر مدینہ طیبہ ہے۔

بئر رومہ کی خریداری

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ میں آکر اپنا کاروبار شروع کیا جیسا کہ مکہ مکرمہ میں آپ کا کاروبار تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کا کاروبار چمک اٹھا۔ دولت آپ کے قدم چومنے لگی۔ صبح و شام مال و زر آپ پر نچھاور ہونے لگا۔ آپ کا کاروبار آپ کے کارندے کیا کرتے تھے اور تمام حساب کتاب آپ کو پیش کر دیتے تھے۔ آپ اکثر اوقات حضور رحمت کائنات فخر موجودات حبیب کبریا امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر رہ کر فیوض و برکات اور علوم و معارف سے مستفید ہوتے تھے اور اس آیت کریمہ کا مصداق تھے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (سورۃ النور، آیت ۳۷)

"وہ ایسے لوگ ہیں، جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انہیں غافل نہیں کرتی۔"

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مال کا کثیر حصّہ مُسلمانوں کی فلاح پر خرچ کرکے اُن کو مشکلات سے نجات دلاتے تھے۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ہجرت فرماکر مدینہ طیبہ آئے تو دیکھا کہ ایک کنوئیں بئرِ رُومہ کے سوا سارے شہر کا پانی کھاری ہے۔ بئرِ رُومہ کا مالک یہودی تھا جو لوگوں سے منہ مانگی قیمت لے کر پانی فروخت کرتا تھا، مالدار لوگ تو قیمت دے دیتے، مگر غریب لوگ کھاری پانی استعمال کرتے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم غریبوں کی اِس تکلیف پر سخت پریشان تھے۔ آپ چاہتے تھے کہ کوئی امیر آدمی کنوآں خرید لے اور مسلمانوں پر وقف کردے۔ ایک دن حضور رحمۃ للعالمین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص ایسا ہے جو بئرِ رُومہ کو خرید کر مسلمانوں پر وقف کردے اور قیامت کے دن اس کا بہترین اجر و ثواب پائے۔؟"

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ان مقدّس الفاظ کو سُن کر سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس یہودی کے پاس گئے اور کنوئیں کے فروخت کرنے کے بارے گفتگو فرمائی۔ بڑی کوشش کے بعد نصف کنوآں فروخت کرنے پر راضی ہوگیا اور بارہ ہزار درہم قیمت طلب کی، جو آپ نے ادا کردی اور یہ شرط طے پائی کہ ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری ہوگی اور ایک دن یہودی کی ملکیت ہوگا۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا حصّہ مسلمانوں کے لئے وقف کردیا۔ اب مسلمان خوشی سے دو دن کا پانی بھرنے لگے۔

اَب ہوا یہ کہ اس یہودی نے یہودیوں سے دوگنے پیسے وصول کرنے شروع کردیئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کی بدحالی دیکھ کر اُنہیں بھی پانی بھرنے کی اجازت دے دی، تو یہودی کا کوئی گاہک نہ رہا۔ بالآخر کنوئیں کا باقی حصّہ بھی سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر آٹھ ہزار

درہم کے بدلے فروخت کردیا۔ اب تمام لوگ اس کنوئیں سے سیراب ہونے لگے۔
(دمشق الکبریٰ، بیہقی ص ۱۶۸ ج ۶، استیعاب ص ۴۷۵ ج ۲، معجم البلدان ص ۴ ج ۲)

سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے یہ صدقہ جاریہ آج بھی جاری و ساری ہے۔ لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور بطورِ تبرّک پانی پیتے ہیں۔ راقم الحروف فقیر محمد دین چشتی کو بھی الحمد للہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔

حضور رحمتِ عالم رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حدیث مبارکہ ہے:
مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (بخاری شریف ج ۱، ص ۳۸۹/۲۳)
"جس نے بئرِ رومہ خریدا، اُس کے لئے جنّت ہے۔"

- ○ بئرِ رُومہ یہودی کی ملکیت تھا۔
- ○ بئرِ رُومہ کا پانی یہودی بیچتا تھا
- ○ بئرِ رُومہ کا پانی میٹھا تھا۔
- ○ بئرِ رُومہ کا نصف، عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خریدا۔
- ○ بئرِ رُومہ کا پانی مُسلمانوں پر (مفت) صدقہ کیا۔
- ○ بئرِ رومہ کے پانی کو یہودی نے ڈبل قیمت پر فروخت کیا۔
- ○ بئرِ رُومہ کا پانی پینے کے لئے یہودیوں کو مفت مِل گیا۔
- ○ بئرِ رُومہ کا باقی حصّہ بھی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید لیا۔
- ○ بئرِ رُومہ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مفت صدقہ کردیا۔
- ○ بئرِ رُومہ خریدنے والے کو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جنّتی فرمایا۔
- ○ بئرِ رُومہ کا پانی آج بھی جاری ہے۔ اِسے بھاری رقم سے خرید کر سَب کے لئے وقف کردینا، سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کارنامہ ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جذبۂ جہاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَسَّسَ قَوَاعِدَ الدِّیْنِ وَاَرْسَلَ
رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَخَصَّ مِنْھُمْ سَیِّدَ الْاَنْبِیَآءِ
وَالْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَامِلِ
الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ
وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ○ (سورۃ الاحزاب، آیت ۲۳)

ترجمہ: "تو ان (ایمان والوں) سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا، اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے۔"

برادرانِ اسلام! یہ آیتِ کریمہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے، جنہوں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہ نذر مانی تھی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جہاد میں موقع پائیں گے، تو ثابت قدم رہیں گے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو جائیں گے۔ چنانچہ آپ نے وعدہ سچا کر دکھایا۔

حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور غزوۂ بدر

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ طیبہ جلوہ گر ہوئے تو غزوات (جن لڑائیوں میں خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی شریک ہوئے) کا سلسلہ شروع ہوا۔ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جنگ میں جاں نثاروں میں شامل ہوئے، البتہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے، اس لیے کہ آپ کی اہلیہ محترمہ سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگِ بدر میں شامل ہونے کا ارادہ کیا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، تم سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کے لیے رک جاؤ، تمہیں جنگ میں شریک ہونے کا ثواب ملے گا، اور مالِ غنیمت سے حصہ بھی ملے گا۔ چنانچہ حضور نبی اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق آپ مدینہ طیبہ میں ٹھہرے اور سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری میں مصروف رہے مگر سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیماری بڑھتی ہی گئی، بالآخر آپ کا وصال مبارک ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ط

سیدنا حضرت عثمان اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تجہیز و تکفین میں مصروف تھے کہ نعرۂ تکبیر کی آواز آئی۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "اُٹھ کر دیکھو یہ تکبیر کی آواز کیسی ہے؟" حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر جو دیکھا تو ان کے والدِ گرامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اونٹنی جدعا پر سوار ہو کر آ رہے تھے۔ سیدنا زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں کو فتح بدر کی خوشخبری سنائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ طیبہ پہنچے اور بیٹی کے انتقال کی خبر سنی تو آپ کو سخت صدمہ پہنچا۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے کر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک پر کافی دیر تک تشریف فرما رہے

Scanned with CamScanner

آپ اشکبار ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی چادرِ مبارک سے آنسو پونچھ رہے تھے اور دل نہایت رنجیدہ اور پُرملال تھا۔ (الاصابہ ج ۴، ص۳۰۴)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خود مدینہ طیبہ چھوڑ گئے تھے، اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجاہد قرار دیا اور بدر کے مالِ غنیمت میں سے ایک مجاہد کے برابر مالِ غنیمت بھی دیا اور بشارت دی کہ تم بدر کے مجاہدوں کے ثواب کے برابر شریک ہو۔ وَھُوَ مَعْدُوْدٌ فِی الْبَدْرِیِّیْنَ۔

لہٰذا اسی وجہ سے (باوجود عدم شرکت کے) آپ اصحابِ بدر میں شمار ہوتے ہیں۔

(اسد الغابہ ج ۳ ص۳۷۷، طبقات ابن سعد ج ۳ ص۳۸)

دوسری صاحبزادی سے نکاح

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وجہ سے خاندانِ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو خاص نسبت اور شرف حاصل تھا حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد آپ سخت غمگین اور پریشان تھے اور اس محرومی پر انہیں سخت رنج و ملال تھا۔ اس لئے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُن کا عقد کر دیا، اور یہ عزّ و شرف جب آپ کو دوبارہ حاصل ہوا، تو آپ کا ذوالنورین لقب عام ہو گیا۔

؎ نور کی سرکار سے پایا دوشالہ نور کا ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

اور چند سال کے بعد جب سیدہ اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی وصال ہو گیا تو حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اگر میری کوئی اور (بن بیاہی) بیٹی ہوتی، تو میں اس کا نکاح بھی (حضرت) عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کر دیتا"۔

(فتح الباری ج ۶، ص۲۳۱)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ اُحد میں

غزوۂ بدر کے بعد شوال ۳ھ کو غزوۂ اُحد رُونما ہوا۔ غزوۂ بدر کا بدلہ لینے کے لئے کافروں نے سخت تیاری کر لی، مال اور سامان جمع کر لیا۔ چنانچہ باہمی مشورے سے تین ہزار کا لشکر تیار ہوا۔ (زرقانی ج ۲ ص۲۰، طبقات ابن سعد ج۲ ص۲۵، سیرت ابن ہشام ص۳۱)

سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ مگر انہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف قریش کی یہ انتقامی سازش پسند نہ تھی، اس لئے تیز رفتار سوار قاصد کے ہاتھ خط روانہ کیا اور قریش کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ (زرقانی ج۲ ص۲۱)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پڑھ کر صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مشورہ کیا۔ سب نے مدینہ طیبہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُحد پہاڑ کو پشت پر رکھ کر صفوں کو مرتب فرمایا اور پچاس تیر اندازوں کا دستہ سیدنا عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں احد پہاڑ پر بٹھا دیا تاکہ قریش پیچھے سے آکر حملہ نہ کر سکیں اور حکم دیا کہ "اگر ہم فتح یاب بھی ہو جائیں، تو پھر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا جب تک میں تمہیں حکم نہ دوں"۔

چنانچہ اس جنگ کی ابتداء میں تو مقابل آنے والے قریش ایک ایک کر کے مارے گئے، مگر جب میدان کارزار گرم ہوا تو مسلمان، دشمن پر غالب ہو گئے۔ مسلمانوں کی فتح پر دشمن بھاگ گئے، تو پہاڑ پر قائم دستے نے اپنے امیر کی مرضی کے خلاف پہاڑ کی چوٹی کے درّہ کو چھوڑ دیا۔ دشمن نے درّہ خالی دیکھ کر پہاڑ کی پُشت سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ بڑے بڑے بہادروں کے پاؤں اُکھڑ گئے، مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ مسلمانوں میں افراتفری پیدا ہو گئی، ایک دوسرے کی کسی کو خبر نہ رہی، اور حضور نبی اکرم شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شہادت کی خبر پھیل گئی۔ جب یہ خبر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُنی تو آپ حواس باختہ ہو گئے، اور

Scanned with CamScanner

پریشانی کے عالم میں اِدھراُدھر بیٹھنا شروع ہوگئے، یہ دراصل محبت رسُول کا تقاضا تھا
کہ اس پریشانی کی وجہ سے لڑنا چھوڑکر ایک طرف بیٹھ گئے اور کچھ نہ سُوجھتا تھا۔
(نووی شرح مُسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۸)

غزوۂ ذات الرّقاع میں شرکت

غزوۂ اُحد کے اگلے سال جمادی الثانی میں غزوۂ ذات الرّقاع درپیش آیا۔

اس غزوہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بنفسِ نفیس شریک ہوئے۔ چار سو یا بعض روایات کے مطابق سات سو صحابۂ کرام کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اور مقام ذات الرقاع تک تشریف لے گئے۔ اس غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ غزوۂ اُحد کے بعد قبیلہ بنو قینقاع اور بنو نضیر کی جلا وطنی ہوئی، تو ان لوگوں نے مکہ مکرّمہ کے کافروں سے مل کر مکہ اور مدینہ کے درمیان کے قبائل کو اکسا کر حسد کی آگ لگا دی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اطلاع پہنچی کہ انمار اور ثعلبہ کے قبیلے مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کی مدافعت کے لئے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ذات الرقاع پر جلوہ گر ہوئے۔ ان لوگوں کو جب حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی آمد کی خبر ہوئی تو پہاڑوں پر بھاگ گئے اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔

اسی موقع پر مدینہ طیبہ سے جاتے وقت حضور پُرنُور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مدینہ طیبہ کا انچارج حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنا کر اپنی قائم مقامی کا شرف عطا فرمایا تھا۔ (طبقات ابن سعد ص ۳۹ ج ۲، تاریخ الخلفاء ص ۱۰۷)
(تفسیر ابن اثیر ج ۲ ص ۱۷۴، ابن ہشام ج ۲، ص ۱۱۹، زاد المعاد ج ۲ ص ۱۱۰)

یاد رہے کہ:

جنگ کے لئے جانا بہت مشکل کام ہے ـــــ مگر مدینہ طیبہ
کی حفاظت کرنا بھی انتہائی مشکل کام ہے۔

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ طیبہ کا انچارج بنا دیا گیا۔
سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی قائم مقامی کا شرف عطا فرمایا۔ اس لئے کہ:
سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مشاورتی کونسل کے اہم رُکن تھے۔ غزوہ ہو یا اور کوئی اہم معاملہ ہو سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ برابر اُن میں شرکت فرماتے تھے۔

غزوۂ تبوک:۔

اگرچہ محدثین کرام نے چند خاص غزوات کا ذکر کیا ہے، جہاں انہوں نے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ غزوۂ تبوک مدینہ طیبہ سے سات سو کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس جگہ غزوہ کا سبب یہ ہوا کہ اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر ساسانی اور رُومی حکومتوں میں خوف و ہراس پھیل گیا اور رُومی سلطنت نے عرب پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کرلیا۔ غسانی خاندان جو رُومی حکومت کے ماتحت تھا، اُس نے پیش قدمی کی تیاریاں شروع کردیں۔ مدینہ طیبہ میں ان کی تیاریوں کا چرچا ہوا اور یہ بتایا گیا کہ رُومیوں نے شام میں ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے اور سال بھر کی تنخواہیں بھی پیشگی دے دی گئی ہیں اور ان کا ہراول دستہ مقام بلقا تک آگیا ہے، تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے لشکر کشی کا حکم فرمایا۔ کم و بیش تیس ہزار کا لشکر تیار ہوا۔ اس موقع پر سب سے مشکل کام یہ تھا کہ گرمی کا موسم تھا۔ قحط سالی کی وجہ سے تنگ دستی کا زمانہ تھا، اس لئے اس لشکر کو جیش العسرہ کہا گیا ہے۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ
مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ
الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ۝ (سورۃ التوبہ آیت ۹۲)

"اور ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں جو آپ کے پاس اس لئے آتے ہیں کہ آپ

Scanned with CamScanner

سواری کا انتظام کر دیں۔ آپ کہتے ہیں میرے پاس تو سواری کا کوئی انتظام نہیں، اس پر وہ لوگ واپس لوٹ جاتے ہیں، اس حال میں کہ اُن کی آنکھیں تنگ دستی کی وجہ سے اشکبار ہوتی ہیں۔"

یہ چونکہ سفر دُور دراز کا تھا، مقابلہ طاقتور اور متموّل قوم سے تھا اور مدینہ طیبہ میں تنگی و عسرت کا دَور تھا، اِس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مال و زر سے امداد و اعانت سے جنگی سامان کی ترغیب دی تو خوش حال صحابہ نے مال و زر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ عورتوں نے اپنا زیور تک اتار کر دے دیا۔ حضرت اُمِّ سنان الاسلمیہ کا بیان ہے کہ میں انہیں دنوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گئی تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک کپڑا بچھا ہوا ہے اور اس میں عورتوں کے زیورات کنگن، بازوبند، پازیب اور انگشتریاں بکھرے پڑے تھے۔ یہ وہ زیور تھا جو خواتین نے مجاہدین اسلام کے لیے نذر کیا تھا۔ (مغازی الرّسول واقدی ج ۲، ص ۹۹۲)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مشکل وقت میں جبکہ ایک درہم تک نایاب تھا، بہت بڑا حصّہ لیا جس کی مختصر سی تفصیل یُوں ہے:۔

سو اَدو اوقیہ چاندی اور ہزار اُونٹ، ستّر گھوڑے، ستر ہزار درہم، ایک ہزار دینار سات سو اوقیہ سونا اور دیگر بہت سا سامان دیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سامان جہاد کی ترغیب دلائی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو اونٹ پیش کئے۔ پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ترغیب دلائی تو ایک سو اونٹ پیش کئے۔ پھر ترغیب دلائی تو ایک سو اونٹ پیش کئے۔ یعنی ہر بار ترغیب دلانے پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو اونٹ بارگاہِ نبوی میں پیش کئے۔ روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُ۔

(مُستدرک حاکم ج ۳، ص ۱۰۲)

"جو شخص عُسرت (تنگی) کے لشکر کے لیے سامان مہیا کرے اُس کے لیے جنت ہے، تو میں نے (حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) سامان مہیا کیا۔"

حضرت امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ روایت نقل کرتے وقت ان الفاظ کو نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

حَتّٰى لَمْ يَفْقِدُ عِقَالًا وَّلَا خِطَامًا۔

(میں نے یہاں تک سامان پورا کیا) کہ اُونٹ کی ایک رسی اور نکیل کی بھی کمی نہ رہی)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقد رقم کی ایک تھیلی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش کی، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خوشی سے ہاتھوں پر اچھالتے ہوئے فرمایا:

مَا عَلٰى عُثْمَانَ مِنْ عَمَلٍ بَعْدَ الْيَوْمِ (ترمذی ص)

"اب آج کے بعد عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر کوئی اور عمل لازم نہیں" (یعنی عمل جہاد سے)

اگرچہ باختلافِ الفاظ بہت سی روایات ملتی ہیں، مگر اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیش العسرہ کی تمام ضروریات کو پورا فرما کر انہیں سامان و رسد سے بے نیاز کر دیا۔

یہ امداد تو وہ تھی جو لشکر کی تیاری کے لیے دی گئی اور جب فوج روانہ ہو گئی، تو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ کھانے پینے کی چیزوں میں کمی آ گئی ہے تو آپ نے کئی اُونٹوں پر کھانے پینے کا سامان لادا اور قافلے کی صورت میں روانہ کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُور سے قافلے کو آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا:

"لو مسلمانو! سُرخ اُونٹ تمہارے لیے سامانِ خورد و نوش لائے ہیں۔"

اور اُونٹوں کا قافلہ آپہنچا اور اُونٹوں کو آپ کے سامنے بٹھا دیا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک آسمان کی طرف بلند کئے اور دُعا فرمائی: "اے اللہ! میں عثمان سے خوش ہوں، تو بھی اس سے راضی رہ۔"

اب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تیس ہزار کا لشکرِ جرار لے کر تبوک پہنچے، تو معلوم ہوا کہ خبر صحیح نہ تھی تو آپ جنگ کئے بغیر واپس ہوئے اور قیصرِ رُوم پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ خلافتِ صدیقی و فاروقی میں فتوحاتِ شام کی راہ ہموار ہو گئی۔

- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسلام کے لئے اُونٹ دیئے۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسلام کے لئے گھوڑے دیئے۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسلام کے لئے نقد رقم دی۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسلام کے لئے غلہ فراہم کیا۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسلام کے لئے چندہ دیا۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لشکرِ اسلام کے لئے ہر موقع پر مال دیا۔

(مغازی الرسول واقدی ص۹۹۲ ج۲، زرقانی شریف ص۲ ج۳، مستدرک حاکم ص۱۰۲ ج۳)
(فتح الباری ص۳۳۷ ج۶، سیرت ابن ہشام ص۱۲۶ ج۴، مسند ابو یعلی ص—)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفیر

۶ھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ کے لئے قصد فرمایا۔ آپ کے ہمراہ تقریباً پندرہ سو انصار و مہاجر تھے۔ چونکہ آپ کا ارادہ عمرے کا تھا، اس لئے ساتھ اتنا اسلحہ لیا جتنے کی ایک مسافر کو راستے میں ضرورت ہوتی ہے اپنی حفاظت کے لئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سیدنا بشر بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطلاع دی کہ قریش آپ کے مقابلہ پر کمربستہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے بہت سے قبیلوں کے لوگوں کو جمع کر رکھا ہے، ان کا ارادہ ہے کہ

وہ آپ کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ آپ نے سفر جاری رکھا اور حدیبیہ پر پڑاؤ ڈالا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ انہیں اس بات کا یقین دلائیں کہ ہم صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں، جنگ کے ارادہ سے نہیں آئے اور مکہ مکرمہ کے کمزور مسلمانوں کو خوشخبری دینا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے دین کو مکہ مکرمہ میں غالب کرنے والا ہے، وہ گھبرائیں نہیں اطمینان رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی حاصل ہو گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظمہ آئے تو ابو سفیان اور قریش کے سرداروں سے ملاقات کر کے اُن کو پیغامِ نبوی پہنچا دیا۔ قریش نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پیش کش کی کہ آپ طوافِ کعبہ کر لیں۔ آپ نے جواب دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کس طرح طواف کر سکتا ہوں۔ ہم ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ کی اتباع کرتے ہیں۔ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کرتے۔ میں اگر ایک سال بھر بھی مکہ مکرمہ میں قیام کروں۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طواف نہ کریں، میں طواف نہیں کروں گا۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمزور اور بے سہارا مسلمانوں کے پاس پہنچے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام دیا اور صبر کی تلقین فرمائی۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کئی دن گزر گئے تو بعض مسلمان کہنے لگے: عثمان خود تو مزے سے کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ یہ بات جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچی، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "عثمان اگر ایک لمبے عرصے تک بھی وہاں رہیں، اُس وقت تک طواف نہیں کریں گے، جب تک کہ میں طواف نہ کر لوں۔"

(زاد المعاد ج ۱، ص۱۳۸، سیرت ابن ہشام ص۲۰۱ ج۲، ازالۃ الخفاء ص—)

بیعتِ رضوان

مکہ مکرمہ سے واپسی میں حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاخیر ہو گئی، تو اچانک یہ خبر مشہور ہو گئی کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکہ مکرمہ میں شہید کردیئے گئے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا "اب ہمیں عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قتل کا بدلہ لئے بغیر ہرگز یہاں سے نہ جاؤں گا، اور نہ ہی اس پر بیعت لئے بغیر حرکت کروں گا۔ چنانچہ آپ نے وہیں کیکر کے درخت کے نیچے جہاں آپ جلوہ افروز تھے صحابہ کرام سے اس بات پر بیعت لینی شروع کردی کہ "جب تک جسم میں جان ہے، کافروں سے جنگ و جدال کریں گے، یعنی اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں گے، مگر میدان سے نہ بھاگیں گے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب لوگوں کو بیعت کے لئے بُلایا، تو سب سے پہلے حضرت ابوسنان اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں پہنچے۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت، آپ کے ہاتھ مبارک پر کرتا ہوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا "کس چیز پر بیعت کرتے ہو؟" عرض کی "اس پر جو میرے دل میں ہے۔" آپ نے فرمایا: "تمہارے دل میں کیا ہے؟" عرض کی، میرے دل میں یہ ہے کہ میں اس وقت تک تلوار چلاتا رہوں گا، جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو غلبہ نہ عطا فرمادے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جاؤں۔" آپ نے اُن کو بیعت فرمالیا اور اُن کے بعد پندرہ سو صحابہ کرام کو اس عہد پر بیعت فرمالیا۔ جب اس عہد پر سب کی بیعت ہوچکی تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ بایاں ہاتھ میں لے کر ارشاد فرمایا کہ یہ ایک ہاتھ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے ہے اور دُوسرا ہاتھ میرا ہے۔ یہ مقام و مرتبہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی کو نہ ملا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میرے دائیں ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بائیں ہاتھ کا مقام کہیں زیادہ بہتر ہے۔ (یعنی کئی گنا بہتر ہے)۔ (زرقانی شریف ج ۲، ص ۲۰۸)

اللہ اللہ! یہ کیسا عجیب منظر تھا، جب صحابہ کرام درخت کے نیچے حضور سرورِ کونین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مُبارک پر بیعت کر رہے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر اسے یدِ عثمان فرما رہے تھے۔ اللہ رب العزت راضی ہو رہا تھا۔ اِن ہی لوگوں کے بارے میں آیاتِ بینات کا نزول ہوا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (سورۃ الفتح، آیت ۱۸)

"بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں پر، جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے تو اُن پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں بھی (عطا کیں)، جن کو وہ (عنقریب) حاصل کریں گے اور اللہ تعالیٰ عزت و حکمت والا ہے۔"

قریش کو جب صحابہ کرام کی بیعت کا علم ہوا تو وہ خوف زدہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور مُسلمانوں کا رُعب ڈال دیا۔ چنانچہ وہ صلح کے لئے تیار ہوگئے اور مصالحت کا پیغام بھیجا۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۲۱)

الغرض شرائطِ صلح طے ہوگئیں اور صلح نامہ لکھ دیا گیا جو صلح نامہ حدیبیہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (طبقات ابن سعد ص ۵۷، سیرت ابن ہشام ج ۲، ص ۴۳) (زرقانی شریف ج ۲، ص ۲۱۱، فتح الباری ج ۵، ص ۲۵۶) تو معلوم ہوا کہ

- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا سفیر مقرر فرمایا۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دستِ مبارک سے خود فرمائی۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافروں نے طوافِ کعبہ کی دعوت دی۔

Scanned with CamScanner

- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بغیر طوافِ کعبہ کو قبول نہ کیا۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اِتباعِ کامل سرانجام دی۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشقِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سرشار تھے۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تھے۔
- حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صلح حدیبیہ کا ذریعہ بنے۔

سیّدنا عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عہدِ صدّیقی میں

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مُعتمد علیہ اور مشیرِ خاص تھے۔ آپ کی یہ حیثیت دورِ صدیقی و فاروقی میں بھی قائم رہی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکابر و انصار و مہاجرین کی جمعیت پر مجلس شوریٰ بنائی۔ اس کے تمام ارکان اصحاب الرائے تھے۔ اِن اصحاب الرائے احباب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہم رُکن تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کوئی معاملہ درپیش ہوتا، تو آپ اصحاب الرائے اور اصحاب الفقہ سے مشورہ کرتے تھے اور مہاجرین و انصار میں سے حضرت عمر، عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابی ابن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بُلاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد، ج ۲، ص۱۰۹)

سَیدنا عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عہدِ فارُوقی میں

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرض الموت میں جو دستاویز لکھوائی۔ وہ سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمائی۔ اس میں سیدنا حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا فرمان لکھا گیا تھا۔ (طبقاتِ ابن سعد، ج ۳، ص۱۴۲)

بحیثیتِ مُفتی

سیدنا عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کے سخت مخالف تھے کہ ہر کس و ناکس دین کے معاملہ میں اپنی رائے پیش کرتا پھرے، اس لیے آپ نے اعلان فرمایا کہ فتویٰ وہی دے گا جسے حکومت نے فتویٰ دینے کی اجازت دی ہے۔ اِن میں چند اسماء گرامی یُوں ہیں: سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی المرتضیٰ، سیدنا ابی بن کعب، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا زید بن ثابت، سیدنا ابُودرداء، سیدنا معاذ بن جبل اور سیدنا ابُوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ گویا دورِ فاروقی میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مُفتی کی حیثیت سے سلطنتِ اسلامیہ میں اپنی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ گویا کہ دورِ فارُوقی کے بہترین مشیر اور مُفتی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے جانشین

سیدنا عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو صرف دس برس چھ ماہ چار دن ہوئے تھے کہ سنہ ۶۴۴ء میں آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ جب آپ زخمی ہوئے اور جانبر ہونے کی کوئی امید نہ رہی تو حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جانشینی کے لیے لوگوں کے اصرار کے بعد سیدنا عثمانِ غنی، سیدنا علی المرتضیٰ، سیدنا سعد ابن ابی وقاص، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سیدنا طلحہ بن عبداللہ اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام پیش کیے اور ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هٰؤُلَاءِ اِنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ فَلْيَخْتَارُوْا مِنْهُمْ رَجُلًا۔ (طبری ج ۳، ص۲۹۳)

"تمہارے لیے یہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: یہ اہلِ جنت سے ہیں۔"

اِن حضرات میں سے جسے اکثریت کی حمایت و تائید حاصل ہو اسے خلیفہ بنا دیا جائے اور آپ نے حکم دیا کہ تین دن کے اندر اندر اس کا فیصلہ ہو جانا چاہیے؛ اس وقت تک امامت حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریں گے۔

بیعتِ خلافت

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت کے بعد صلاح و مشورہ شروع ہو گیا اور پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بیعت کا ہاتھ بڑھایا۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر بیعت کی۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بیعت کے بعد لوگ ٹوٹ پڑے۔ بیعت عام ہو گئی۔ یکم محرم ۲۴ھ کا آفتاب طلوع ہوا تو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے خلیفۂ ارشد تھے۔

پہلا خُطبۂ خلافت

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح اعلیٰ درجہ کے خطیب تھے۔ آپ نے پہلا خطبہ دیا جس میں حمد و ثناء اور درود و سلام کے بعد ارشاد فرمایا:۔

"اے لوگو! تم اپنی زندگیوں کو دارِ قلعہ میں (یعنی مدینہ منورہ جو شیطانی دسترس سے محفوظ ہے) گزار رہے ہو۔ چونکہ زندگی کا تار ٹوٹنے والا ہے، لہٰذا جس نیکی کے کرنے پر تمہیں قدرت حاصل ہے، اسے اس دُنیا میں جلدی کر لو، کیونکہ دُنیا مکر کا گھر ہے اس میں جو زیب و زینت نظر آتی ہے کہیں وہ تمہیں اس کے پیچ و خم میں نہ اُلجھا دے اور شیطان اپنے پنجہ میں گرفتار نہ کر لے؟ تم سے پہلے جو قومیں گزری ہیں، اُن کے حالاتِ بد سے عبرت حاصل کرو اور آخرت کے سرمایہ کی فراہمی میں کوئی کمی نہ چھوڑو۔ غفلت کو اپنا شعار نہ بناؤ۔ اس زمین پر نظر دوڑاؤ کہ دُنیا دار اور دُنیا کی محبت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کو بھولنے والے کہاں گئے؟ جن لوگوں نے اس دُنیا کی تعمیر و ترقی میں کافی حصہ لیا، شہر بنائے اور پھر

کافی دیر تک لطف اندوز ہوتے رہے۔ کیا دُنیا نے اُن کو اپنے سے دُور نہیں پھینک دیا؟ تم بھی دُنیا کو اسی طرح پھینکو، جس طرح اللہ ربّ العزت نے اس کو پھینکا ہے اور ہمیشہ آخرت کی تلاش جاری رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو بہترین مثال سے سمجھایا ہے کہ اے رسُولِ عربی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ اِن لوگوں سے ایک مثال فرما دیں کہ یہ دُنیوی زندگی پانی کی طرح ہے جس کو ہم نے بارش کی شکل میں آسمان سے اتارا۔ پھر زمین اس پانی سے زندہ ہو گئی۔ آخر کار (وہ فصل) بھوسی ہو کر رہ گئی ہے جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ یہ مال اور اولاد اس چند روزہ زندگی کی ٹھاٹھ باٹھ ہے اور اعمال صالحہ آپ کے رب کے نزدیک بلحاظ ثواب و اجر کے بہتر اور اچھے ہیں۔" (البدایہ والنہایہ، ج ۷، ص ۱۴۷)

دَورِ عثمانی کی فتوحات

سیدنا عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ خلافت میں اسلامی ریاست ۲۲ لاکھ مربع میل تک پھیل چکی تھی۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر مزید کوئی اضافہ نہ کرتے، بلکہ اسی کا انتظام و انصرام صحیح طرح کر دیتے تو یہ بھی بڑا کارنامہ ہوتا، مگر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دَورِ فارُوقی کی نامکمل توسیعات کو مکمل کیا۔ جہاں بغاوت ہوئی، اس کا فوراً تدارک کیا اور حکومت میں استحکام پیدا کیا اور ساتھ ہی اسلامی سلطنت کو اس قدر وسعت دی کہ مؤرخین انگشت بدنداں ہیں۔ دَورِ فاروقی میں بحری جنگ نہ ہوئی، مگر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دَورِ خلافت میں تین برِّاعظموں ایشیا، افریقہ اور یورپ میں مختلف محاذوں پر نبرد آزما ہوئے۔ ہر محاذ پر اپنی قابلیت اور اپنی افواج کی بھرپور صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ (طبری ج ۳، ص ۳۰۷)

ایران کی فتح کا آغاز اگرچہ سیدنا عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں ہوا، مگر شاہِ یزدگرد اپنی مدد کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

Scanned with CamScanner

اِس سلگتی ہوئی چنگاری کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا اور ایران کی فتح کے بعد اس کے متصل ملکوں خراسان، آذر بائیجان اور افغانستان کا بیشتر حصّہ اسلامی سلطنت میں شامل کرلیا۔ برِّ اعظم افریقہ میں طرابلس، مراکش وغیرہ کو فتح کیا۔ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورتک زمینی جنگیں لڑی گئیں۔ بحری جنگ نہ لڑی گئی تھی۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کیا کہ قیصر روم اپنی بحری طاقت میں روز بروز اضافہ کر رہا ہے، تو آپ نے اندیشہ کیا کہ بحری طاقت ناقابلِ تسخیر بن کر اہلِ اسلام کے لئے خطرہ کا سبب نہ بن جائے۔ چنانچہ سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفاء اسلام میں سے سب سے پہلے وہ خلیفہ ہیں جنہوں نے بحری جنگ کا سب سے پہلے آغاز فرمایا اور خطرات سے بے پرواہ ہو کر جنگ لڑی اور اس میں نمایاں کامیابی سے ہمکنار ہوتے۔ (اس کی تفصیل آگے آرہی ہے)

اسکندریہ کی فتح

اسکندریہ مصر کا دارالحکومت تھا، جہاں رُومی سلطنت کا مقرر کردہ گورنر رہتا تھا۔ اس گورنر کو مقوقس کہتے تھے جو قیصر روم کے ماتحت تھا۔ مصر کی آبادی قبطیوں پر مشتمل تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو خط مبارک مقوقس کو لکھا، اِس میں اسے عظیم القبط کے لقب سے مخاطب فرمایا۔ سیّدنا عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مِصر پر حملہ کیا۔ سخت جنگ ہوئی اور مصر کو فتح کرلیا۔ مِصر کا دُوسرا شہر فسطاط (قاہرہ) پہلے ہی فتح ہو چکا تھا۔ قیصر رُوم کو سخت پریشانی اور ناگواری تھی اور موقع کا منتظر تھا کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیّدنا عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کا گورنر مقرر کیا تھا، جو دَورِ عثمانی تک گورنر رہے۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہٹا کر اُن کی جگہ حضرت سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں کا گورنر مقرر کیا، تو قیصر روم نے اپنی قوّت کو جمع کیا تاکہ مسلمانوں سے اپنی چھینی ہوئی

حکومت واپس لی جائے۔ چنانچہ اُس نے اپنے خاص معتمد اور تجربہ کار نامور سپہ سالار منویل کی قیادت میں تین سو جہازوں کا بیڑا روانہ کیا۔ جب اسکندریہ کے ساحل پر پہنچے، تو آتے ہی انہوں نے محافظ چوکی پر حملہ کر دیا اور محافظ سپاہیوں کو شہید کرنے کے بعد اسکندریہ پر قبضہ کرلیا اور اسکندریہ کے گرد و نواح کے دیہات میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ اب اسکندریہ رُومیوں کے قبضہ میں آگیا۔ یہ خلافتِ عثمانی کے دُوسرے سال ۲۵ھ کا واقعہ ہے۔

اِس واقعہ کی اطلاع جب سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی، تو سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے اُن کے عہدے پر بحال کر کے حکم دیا کہ اسکندریہ واپس لیں۔ سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے اس حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہوتے اور ۱۵ ہزار کا لشکر لے کر اسکندریہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مقام نکیسوئی کے قریب دونوں لشکروں کے درمیان سخت مقابلہ ہوا۔ دشمن جانی و مالی نقصان کے ساتھ میدان سے بھاگ گیا اور مسلمانوں نے اسکندریہ پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ اسکندریہ مضبوط چار دیواری سے بنا تھا جو ہمیشہ دشمنِ اسلام کا قلعہ بنا ہوا تھا، اسے مسمار کر دیا گیا۔ اِس طرح اللہ تعالیٰ نے دَورِ عثمانی میں مسلمانوں کو اسکندریہ پر دوبارہ فتح نصیب فرمائی۔

(ابنِ خلدون ص۵۲۶، فتوح البلدان ص۲۳۱ ج۱، ابن اثیر ص۶۸ ج۳، طبری ص۲۰۲ ج۳)

افریقہ کی فتح

عربی تواریخ میں جہاں بھی افریقہ کا لفظ آیا، اس سے مُراد وہ علاقہ ہے، جس میں تیونس، الجزائر اور مراکش وغیرہ آباد ہیں۔ مِصر اور اسکندریہ کی فتح کے بعد رُومیوں کی قوّت پاش پاش ہو گئی۔ اب اِن میں مُسلمانوں کی فوج کا مقابلہ کرنے کی قوّت نہیں رہی تھی، مگر مختلف علاقوں میں اِن کی آبادیاں تھیں، جن سے بغاوت کا خطرہ تھا۔ ان لوگوں نے شرائط پر صلح کرلی۔ اب سیّدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور برقہ اور طرابلس کو فتح کرلیا۔

Scanned with CamScanner

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا، تو آپ نے ۲۵ ھ میں حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ افریقہ یعنی تیونس کی طرف پیش قدمی کریں۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی، لیکن تیونس فتح نہ ہو سکا۔ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ لشکر تیار کیا، جس میں حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے اکابر شامل تھے۔ حضرت عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لشکر کو لے کر روانہ ہوئے تو طرابلس میں رُومیوں کے لشکر کے ساتھ سخت مقابلہ ہوا۔ آخرکار رُومیوں کو شکست ہوئی۔ اب سیدنا عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیونس کی طرف بڑھے تو رُومیوں کے گورنر نے ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر سے اسلامی فوج کا مقابلہ کیا۔ سخت جنگ ہوئی۔ چالیس دن تک شدید جنگ جاری رہی۔ بالآخر رُومیوں کو شکستِ فاش ہوئی، اور تیونس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ یہ جنگ اسبتیلا میں ہوئی۔ رُومی فوج کا کمانڈر گریگوری حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔ بے شمار مالِ غنیمت حصے میں آیا۔ مالِ غنیمت میں سے ہر سوار کو تین ہزار دینار اور پیدل کو ایک ہزار دینار ملے۔ (البدایۃ والنہایہ ج ۷، ص ۱۵۲، تاریخ ابن خلدون، ج ۲، ص ۳۰۶)

فتحِ اُندلس

اُندلس جسے آجکل اسپین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں فتح ہوا۔ یاد رہے اسپین برِ اعظم یورپ میں واقع ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال شریف کے ستر سال بعد مسلمان برِ اعظم یورپ تک پہنچ گئے۔ سیدنا عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ افریقہ فتح کر کے ابھی مصر نہ پہنچے تھے کہ امیر المومنین سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم پہنچا کہ وہ عبداللہ بن نافع بن حصین فہری اور عبداللہ بن نافع بن عبد القیس فہری کو اُندلس (اسپین) بھیجیں اور اسے جلد از جلد فتح کریں۔ یہ دونوں حضرات مجاہدینِ اسلام کے ہمراہ اُندلس

پہنچے۔ اِس فوج میں افریقہ کے نو مُسلم مجاہدین بھی شامل تھے۔ اُندلس پر عیسائیوں کی حکومت تھی۔ جب لشکرِ اسلام اُندلس کے ساحل اُترا، تو عیسائی فوجوں نے سخت مزاحمت کی اور مقابلہ کیا، مگر عیسائی فوجیں مسلمان مجاہدوں کے سامنے نہ ٹھہر سکیں اور اسپین کا ساحلی علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آگیا اور مسلمانوں نے اسپین کو فتح کر لیا۔
(تاریخ الکامل ج ۳، ص ۹۳، البدایۃ والنہایہ ج ۷، ص ۱۵۳، طبری ج ۳، ص ۳۱۴)

قبرص کی فتح

قبرص بحیرۂ رُوم کا جزیرہ ہے۔ مسلمانوں کی تمام فتوحات آج تک خشکی کے راستے سے تھیں۔ دورِ فاروقی میں اسلامی سلطنت کا رقبہ ۲۲ لاکھ مربع میل تھا، مگر یہ سب خشکی والا علاقہ تھا جو مسلمانوں نے فتح کیا تھا۔ قبرص رُومی حکومت کا بحری مرکز تھا اور شام میں مسلمانوں کی فتوحات کے لئے ہر گھڑی خطرہ تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحری جنگ کے لئے تیاری کر رکھی تھی، اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انہوں نے بشارت سُنی ہوئی تھی۔ حجۃ الوداع کے بعد ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سیدہ ام حرام زوجہ سیدنا عبادہ بن الصامت (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے گھر کھانا تناول فرما کر آرام و استراحت کی غرض سے لیٹ گئے۔ سیدہ اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو رشتہ میں آپ کی خالہ تھیں) نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سرہانے بیٹھ کر آپ کا سر مبارک دیکھنا شروع کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نیند آگئی۔ تھوڑی دیر بعد سیدہ اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسکراتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ سیدہ اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: "میں نے خواب دیکھا ہے کہ میری اُمت کے کچھ لوگ سمندر میں جنگ و جہاد کے ارادہ سے اس طرح سوار ہیں، جس طرح بادشاہ اپنے تختوں پر بیٹھے ہوتے ہیں۔" سیدہ اُمِ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: "یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم،

(حصہ دوازدہم)

Scanned with CamScanner

آپ دُعا فرمائیں، میں بھی شامل ہو جاؤں۔ آپ نے دُعا فرمائی پھر آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے۔ کچھ دیر بعد پھر مسکراتے ہوئے اُٹھے اور اس طرح کے خواب کا اعادہ فرمایا۔ سیّدہ اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر اپنی شرکت کے لئے دُعا کی درخواست کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: "تو پہلی جماعت کے ساتھ ہوگی۔"

(ابوداؤد مع عون المعبود ص۳۱۵ ج۲، نسائی شریف ص۵۳ ج۲، زرقانی شریف ص۶۶ ج۲، بخاری شریف ص۳۹۱/۴۱۰ ج۱، مسلم شریف ص۱۴۲ ج۲، الاصابہ ص۲۲۲ ج۲)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چونکہ اس حدیث کو سُنا ہوا تھا۔ دل میں بحری جنگ کی تمنا تھی، اس لئے سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۲۸ھ میں انتہائی اصرار کے ساتھ خط لکھا۔ آپ نے اُن کو مندرجہ ذیل شرائط پر اجازت مرحمت فرمائی۔

آپ اس مہم میں اپنی بیوی کو ہمراہ لے جائیں اور جنگ میں شریک ہونے کے لئے کسی کو مجبور نہ کریں۔ اجازت ملنے پر آپ نے بحری جنگ کی تیاری کی۔ جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس جنگ میں بڑی مسرت اور خوشی سے شرکت فرمائی۔ اِن میں چند صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

سیدنا ابوذر غفاری، سیدنا ابو درداء، سیدنا شداد بن اوس، سیدنا واثلہ بن اسقع، سیدنا ابو امامہ باہلی، سیدنا عبداللہ بن بشر مازنی، سیدنا فضائل بن عبداللہ، سیدنا فضالہ بن عُبید انصاری، سیدنا ابو ایوب خالد بن زید کلیب انصاری، سیدنا عمیر بن سعد انصاری، سیدنا عبیدہ بن صامت اور اُن کی اہلیہ محترمہ سیدہ اُمِّ حرام اور دیگر جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے شرکت فرمائی۔ ادھر سے سیدنا امیر مُعاویہ اور گورنر مصر حضرت عبداللہ ابن ابی سرح (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اِن کی مدد کے لئے چلے دونوں فوجیں آپس میں مل گئیں اور لشکرِ جرار بن گیا۔ اہلِ قبرص اس بھاری لشکر کو دیکھ کر خوفزدہ ہوگئے اور سات ہزار دینار (سالانہ) بطورِ جزیہ ادا کرنے کی صورت میں صلح کرلی۔

شرائطِ صلح حسبِ ذیل تھیں:۔

۱۔ مُسلمان قبرص کی پوری حفاظت کریں گے۔

۲۔ اہلِ قبرص سات ہزار سالانہ جزیہ ادا کریں گے۔

۳۔ بحری جنگوں میں اہلِ قبرص مُسلمانوں کو دشمن کی نقل و حرکت سے مُطلع کریں گے۔

اہلِ قبرص چار سال تک اس معاہدے پر قائم رہے، لیکن چار سال بعد ۳۲ھ میں یہ عہد توڑ کر رومیوں کی مدد کے لئے تیار ہو گئے، تو اُن کے مُعاہدہ توڑنے پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۲ ہزار جنگ آزما افراد یہاں متعین کیے، جنہوں نے یہاں آکر مساجد تعمیر کروائیں اور حضرت امیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبرص کو فتح کرلیا۔ مُسلمانوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا، بہت زیادہ لوگوں کو قیدی بنایا اور مالِ کثیر بطورِ مالِ غنیمت ان کے ہاتھ لگا۔ یہ پہلی بحری جنگ تھی، جس میں شرکت کرنے والے مُسلمانوں کے لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی خوشخبری عطا فرمائی تھی۔

(فتوح البلدان بلاذری ص۱۶۰، طبری ص۱۱۹ ج۴، ابن اثیر ص۴۸ ج۳، البدایۃ والنہایۃ ص۱۵۳ ج۷، فتح الباری ص۶۷ ج۶، عمدۃ القاری ص۱۹۸ ج۱۴)

- ○ بحری پہلی جنگ: حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی۔
- ○ بحری پہلی جنگ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑی۔
- ○ بحری پہلی جنگ: قبرص میں ہوئی۔
- ○ بحری پہلی جنگ میں شریک ہونے والوں کے لئے جنت واجب ہے۔
- ○ بحری پہلی جنگ میں مالِ غنیمت بہت زیادہ حاصل ہوا۔
- ○ بحری پہلی جنگ میں قبرص فتح ہوا۔
- ○ بحری پہلی جنگ میں سیدہ اُمِّ حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا شہید ہوگئیں ان کی قبر مبارکہ قبرص میں ہے۔ (اسد الغابہ ج۵، ص۔)

جزیرۂ رودس کی فتح

جزیرہ رودس، یہ جزیرہ بحیرۂ روم کے جنوبی ساحل پر ۱۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ جزیرہ تقریباً ۴۵ میل طویل ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت حاصل کرنے کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا بحری بیڑہ لے کر روانہ ہوئے۔ جزیرہ رودس کے لوگوں نے سمندر میں ہی بحری بیڑے کا مقابلہ کیا۔ فریقین میں سخت جنگ ہوئی۔ بہت سے لوگ مارے گئے۔ بالآخر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور جزیرہ میں داخل ہو گئے اور مال غنیمت حاصل کیا، مگر وہاں آبادی ختم ہو چکی تھی اس لئے کہ وہاں جو لوگ لڑائی سے بچ گئے تھے، انہوں نے خودکشی کر لی تھی۔ جزیرۂ رودس کو اپنے دور خلافت میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے آباد کیا۔ (کتاب الفتوح البلدان، ج ۲ ص ۱۳۸)

رومیوں کے بحری بیڑے کی پسپائی

رومیوں نے جب یہ دیکھا کہ اسلام ایک عظیم الشان طاقت ہے جو مشرق میں پھیلتا جا رہا ہے اور رومیوں کا ملک ان کے قبضہ سے نکل کر اسلامی حکومت میں شامل ہو رہا ہے تو قسطنطین بن ہرقل نے ایک بہت بڑا بحری بیڑہ تیار کیا۔ جو پانچ سو سے ایک ہزار تک کے جہازوں پر مشتمل تھا۔ قیصر روم اس بیڑے کی قیادت کر رہا تھا۔ شام کے ساحل پر فوج کشی کے ارادہ سے یہ بیڑا روانہ ہوا جس کے تمام جہاز اسلحہ اور جنگی سامان سے لدے ہوئے تھے۔ یہ خبر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی، تو انہوں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شام کے گورنر تھے اور حضرت عبداللہ ابن سعد ابن سرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو مصر کے گورنر تھے، حکم بھیجا کہ لشکر لے کر سمندر میں اتر جاؤ اور ایک خط امیر المومنین نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ ان دونوں کی مدد کرو۔ یہ دونوں کمانڈر امیر المومنین کا حکم پہنچتے ہی تیار ہو گئے اور پانچ سو جہازوں کا بیڑہ سمندر میں ڈالا جو اسلحہ اور فوجی

سامان سے لدا ہوا تھا۔ اسلامی فوج کے سمندر میں اترتے ہی قیصر روم کے جنگی بیڑے سے آمنا سامنا ہوا۔ اسلامی فوج نے اپنے جہاز لنگر انداز کئے تو رومی افواج نے بھی بالمقابل لنگر ڈال دیئے۔ اب دن ختم ہو گیا، تو اسلامی فوج کا ہر سپاہی تلاوت قرآن مجید تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو گیا اور رومی فوج کا ہر سپاہی رات بھر شراب و شباب اور رقص و سرود میں مشغول رہا۔ صبح ہوئی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہنشاہ روم کے لئے پیغام دے کے بھیجا جس میں کہا گیا تھا: بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں سمندر کے ساحل پر طاقت آزمائی کریں جو کمزور ہوگا مارا جائے گا۔ شہنشاہ روم نے اس پیشکش کو رد کر دیا اور کہا مسلمانوں کی تقدیر کا فیصلہ اب سمندر میں ہی ہوگا۔ اب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا، تیر کمان تلوار ہر ایک کے ہاتھ میں ہے اور جنگ شروع ہو گئی۔ اس زور سے لڑائی ہوئی کہ سمندر کا پانی سرخ ہو گیا اور لاشوں کے تودے بن گئے۔ شہنشاہ روم جو جنگ کی قیادت کر رہا تھا، اس کا جسم زخمی ہو چکا تھا اور پیچھے ہٹا اور بیڑے کا لنگر اٹھا کر بھاگ گیا۔ رومی لشکر بدحواس بھاگ پڑا اور مسلمانوں نے کامیابی و کامرانی کا پرچم ساحل حکا پر لگا دیا اور اس کامیابی اور فتح کی خبر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیج دی۔ جب آپ نے یہ خبر پڑھی، تو آپ بہت خوش ہوئے اور انتہائی مسرت کا اظہار فرمایا۔

(فتوح البلدان ص ۲۳۷، تاریخ کامل ص ۱۳۱/ج ۳، کتاب الفتوح ص ۱۲۸/ج ۲)

آذربائیجان کی فتح

آذربائیجان، یہ فارسی کے دو الفاظ کا مرکب مجموعہ ہے۔ آذر (آگ) اور بائیگان (حفاظت کرنے والا) بعد میں اہل عرب اسے بائیجان کہنے لگے۔ ایران کا یہ ایک صوبہ ہے۔ یہاں کے لوگ آگ کے پجاری تھے، اس لئے اس کا نام ہی یہ ہو گیا۔ اس کے ۱۶ اضلاع تھے: اصفہان، طبرستان، رے، زنجان، قزوین، قم، نہاوند، ہمدان، حلوان، مہرجان

ماسندان - ماصفان - دینور - قذق - شہر زملہ اور آذر بائیجان -

آذر بائیجان اور آرمینیہ خلافت فاروقی میں فتح ہو چکے تھے - سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر سُن کر یہاں کے لوگوں نے بغاوت کر دی اور اسلامی لشکر سے جو معاہدہ ہوا تھا اسے توڑ دیا - سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر سُن کر سخت صدمہ ہوا - چنانچہ آپ نے گورنر کوفہ ولید بن عقبہ کو لشکر کشی کا حکم دیا - انہوں نے عبداللہ بن شبیل بن عوف الاحمسی کو چار ہزار لشکر دے کر روانہ کیا - انہوں نے سب سے پہلے موقان ببیر اور طیلسان کے باشندوں پر لشکر کشی کی، اور انہیں تباہ و برباد کر کے بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنالیا اور گورنر کوفہ ولید بن عقبہ نے آذر بائیجان پر حملہ کیا اور انہیں اپنے لشکر سے پامال کیا، بہت سے لوگوں کو قیدی بنالیا اور بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا - آذر بائیجان کے فتح ہونے پر کوفہ کے گورنر نے اشعث بن قیس کو والیٔ آذر بائیجان بنا کر خود کوفہ کی راہ لی -

آذر بائیجان کے لوگوں نے کچھ دنوں بعد پھر سرکشی اختیار کی اور اپنے معاہدے سے پھر گئے - اشعث بن قیس نے گورنر کوفہ کو فوج بھیجنے کے لئے خط بھیجا - ولید بن عقبہ لشکرِ جرار لے کر روانہ ہوا - اب آذر بائیجان میں مسلمانوں کا لشکر پہنچا تو باغیوں کو چپے چپے سے تلاش کر کے نکال لیا اور انہیں بغاوت کی سزا دی اور اہلِ عرب کو وہاں آباد کیا، تاکہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جاسکے - اشعث بن قیس ہی آذر بائیجان کے گورنر بنے - اور امیر المومنین سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں کسی کو پھر بغاوت کی جرأت نہ ہوئی - (طبری ص۳۰۸ ج۳، البدایۃ والنہایہ ص۱۵۱ ج۷، فتوح البلدان ص۳۲۶ ج۲)

خراسان اور طبرستان کی فتح

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم و ہدایات کے مطابق اب شمال مشرق میں خراسان کی طرف رُخ کیا - خراسان کی سرحد پر پہنچ کر

مجاشع بن مسعود کو کرمان کا گورنر مقرر کیا - اور ایک ہزار لشکر بھیج دیا اور خود خراسان کی طرف بڑھے - جب یہ لشکر نیشاپور پہنچا، تو ان لوگوں نے مقابلہ کیا حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے ڈٹ کر مقابلہ کیا - بالآخر طوسی کے امیر کناریک نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ مجھے جان و مال کی امان دیں، تو میں نیشاپور میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں آپ نے امن کی درخواست کو قبول کر کے امن دینے کا وعدہ کیا تو امیر طوسی لشکر لے کر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچا - نیشاپور کا بادشاہ لشکرِ جرار کے ساتھ مقابلہ پر آیا - کئی روز تک جنگ رہی - آخر کار بادشاہِ نیشاپور نے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جان و مال کی امن و پناہ لے کر نیشاپور کے دروازے کھول دیئے - حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا -

(البدایۃ والنہایہ ص۱۵۵ ج۷، فتوح البلدان ص۴۰۱ ج۲، ابن اثیر ص۵۴ ج۳، طبری ص۳۲۴ ج۳)

برادرانِ اسلام! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات کا تو ذکر کیا جاتا ہے مگر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات کا ذکر منبرِ رسُول پر نہیں کیا جاتا، اس لئے بطورِ نمونہ چند ایک فتوحات کا ذکر کیا - اگر پوری فتوحات کا ذکر کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے - اس کے علاوہ بہت سی فتوحات ہیں جو دورِ عثمانی میں ہوئیں، مثلاً خراسان، طبرستان، اصطخر، رے، طخارستان، بلخ، کرمان، سجستان، کابل، زابلستان، آرمینیۂ دیبل، جرزان، شمشاط، ملطیہ وغیرہ کی فتوحات دورِ عثمانی میں ہوئیں - تو معلوم ہوا کہ:

- ○ خراسان دورِ عثمانی میں فتح ہوا -
- ○ بحری فتوحات کا آغاز دورِ عثمانی میں ہوا -
- ○ طبرستان دورِ عثمانی میں فتح ہوا -
- ○ بڑی بہت سی فتوحات دورِ عثمانی میں ہوئیں -
- ○ کابل، زابلستان دورِ عثمانی میں فتح ہوا -
- ○ بلخ و کرمان دورِ عثمانی میں فتح ہوا

اللہ تبارک و تعالیٰ موجودہ مسلمان حکمرانوں کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین! وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

Scanned with CamScanner

سیّدنا عثمانِ غنی کی عظمت و حیا و شہادت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَلَامُهُ الْقُرْاٰنُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ بُعِثَ بِالْحُجَجِ وَالْفُرْقَانِ اِلٰی سَائِرِ الْخَلْقِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ بُشِّرُوْا بِدُخُوْلِ الْجِنَانِ مِنْهُمْ صَاحِبُ الْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ وَ کَامِلُ الْحَیَاءِ وَالْاِیْمَانِ سَیِّدُنَا عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ - اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ - (سورۃ النور، آیت ۵۵)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے اُن کو جو تم میں سے ایمان لائے، اور اچھے کام کیے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا۔"

برادرانِ اسلام! سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیکرِ شرم و حیاء اور کانِ حلم و جود و سخا تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اوصافِ جمیلہ سے نوازا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمہ صفت موصوف بنایا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ میں وہ تمام صفات پائے جاتے تھے جن کی وجہ سے آپ کے اخلاق و عادات کا آئینہ صاف و شفاف تھا۔ ریاست و افسری کے اوصاف تو خاندانی طور پر آپ کو ملے تھے۔ تموّل و تونگری میں بھی آپ

بے مثال تھے۔ فصاحت و بلاغت، سپہ گری میں مہارتِ تامہ اور شاعری میں آپ ممتاز مقام رکھتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد ان کے اوصاف کو اور زیادہ جلاء اور نور حاصل ہوا اور ان اوصاف کے ساتھ ساتھ خوفِ خدا، زہد و تقویٰ، جُود و سخا، صبر و شکر، شرم و حیا ایسی تمام صفات آپ میں پائی جاتی تھیں۔ محبتِ رسُولِ مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کی وجہ سے اخلاق و عاداتِ جمیلہ کو اتنا حُسن نصیب ہوا کہ اپنی تمام عادات کو اتباعِ رسُول علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے مطابق کر کے فنا فی الرسُول کا مقام حاصل کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب اپنے عاشقِ صادق کی عادات و خصائل پر نظر ڈالی تو ارشاد فرمایا:-

عُثْمَانُ مَنْ اَشْبَهَ اَصْحَابِیْ خُلُقًا - (تاریخ الخلفاء ص۱۵۳)

"عثمان رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سے اخلاق میں مجھ سے زیادہ مشابہ ہیں۔"

خشیتِ باری تعالیٰ

انسان کی زندگی میں اُس کی طبیعت اور جذبات پر جو سب سے زیادہ کنٹرول کرتی ہے اور عقل و شعور کو شریعت کے تابع کرتی ہے، وہ چیز خوفِ خدا ہے۔

خوفِ خدا انسان کو بُرائیوں سے روکتا ہے۔

خوفِ خدا کی وجہ سے انسان، اوّل تو گناہ کرتا ہی نہیں، اگر گناہ سرزد ہو جائے تو شرمندہ ہو کر توبہ کرتا ہے۔ خوفِ خدا، جس قدر اعلیٰ درجہ کا ہوگا، اللہ تبارک و تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اپنا قربِ عطا فرماتا ہے۔

سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ آپ سے کسی نے پوچھا: آپ جنت اور دوزخ کے ذکر پر اس قدر نہیں روتے، (جس قدر) قبر کو دیکھ کر روتے ہیں، اِس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: بیشک رسُولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا قبر

Scanned with CamScanner

آخرت کی سب منزلوں سے پہلی منزل ہے۔

فَاِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَيْسَرُ مِنْهُ وَاِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهٗ اَشَدُّ مِنْهُ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۶)

"بے شک قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر آدمی اِس سے بخیر و خوبی گزر گیا، تو اُس کے بعد کی منزلیں آسان تر ثابت ہوں گی اور اگر اِس سے نجات نہ پائی، تو بعد کی منزلیں اِس سے بھی دشوار ہوں گی۔"

حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:۔

مَا رَاَيْتُ مَنْظَرًا اِلَّا وَالْقَبْرُ اَفْظَعُ مِنْهُ۔

مُسند احمد ج ۱ ص۶۴ کتاب الخراج لابی یوسف ص۱۵)

"میں نے جتنے مناظر دیکھے ہیں، ان میں سب سے زیادہ ہولناک چیز عذابِ قبر ہے۔"

- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ خدا رکھتے تھے۔
- سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر دیکھ کر رویا کرتے تھے۔
- سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کا خوف طاری رہتا تھا۔

محبتِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم)

برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ کے خوف سے روشناس کرانے والی ذات، ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ لہٰذا خوفِ خدا کے لئے حُبِّ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری ہے کوئی شخص خوفِ خدا رکھنے کا دعوٰی نہیں کرسکتا، جب تک اُس کے دل میں حُبِّ رسُول موجود نہ ہو۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں محبتِ رسُول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

اِسی حُبِّ رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اظہار آپ کے ہر ہر عمل سے ہوتا تھا۔

اِسی حُبِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے آپ نے بئرِ رومہ خرید کر وقف کردیا۔

اِسی حُبِّ رسُول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی وجہ سے حدیبیہ کے موقع پر جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ نے مکّہ میں کفارِ مکہ کو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دیا۔

اِسی حُبِّ رسُول کی وجہ سے آپ نے کافروں کی اجازت کے باوجود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر کعبہ کا طواف نہ کیا۔

اِسی حبِّ رسُول کی وجہ سے کفارِ مکہ کی اجازت کے باوجود آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر آبِ زمزم کا ایک قطرہ تک نہ پیا۔

اِسی حُبِّ رسُول کے جذبے کی وجہ سے آپ نے آدھے لشکر کا خرچ ادا کردیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام واپس جاتے ہوئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، مجھے آپ پر حملے کا خطرہ ہے، آپ میرے ساتھ ملکِ شام چلیں، اہلِ شام آپ کی حفاظت کریں گے، مگر حبِّ رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آپ نے جواب دیا:۔ اِنِّیْ لَا اَبِیْعُ جِوَارَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَیْءٍ وَاِنْ كَانَ فِیْهِ قَطْعُ خَیْطِ عُنُقِیْ۔ (طبری ج ۳، ص۳۸۲)

"میں جوار (ہمسائیگی) رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہرگز نہ چھوڑوں گا خواہ اس میں مجھے قتل ہی کیوں نہ کردیا جائے۔"

جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے جواب دے دیا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی۔ میں پھر آپ کی حفاظت کے لئے شام سے ایک لشکر بھیج دیتا ہوں جو مدینہ طیبہ میں آپ کی حفاظت کرے مگر آپ نے حُبِّ رسُول سے سرشار جواب دیا، "اے معاویہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوس رہنے والوں (اہلِ مدینہ) پر لشکر رکھ کر اُن کے رزق میں کمی نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی میں دار الہجرت میں رہنے والوں پر لشکر رکھ کر اُن پر تنگی کرنا چاہتا ہوں۔" (طبری ج ۳، ص۳۸۲)

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک دفعہ ہم گھر والے چار دن سے بھوکے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے تو فرمایا: "اے عائشہ! میرے بعد تمہیں کوئی کھانے کی چیز ملی یا کہ نہیں۔ میں نے عرض کیا نہیں یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم! حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے وضو فرمایا، گھر سے نکلے اور نماز میں مشغول ہو گئے، پھر دُعا مانگنی شروع فرمائی۔ پیچھے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور رسُولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے سارا واقعہ سُنا دیا۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ حضورِ انور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی فاقہ کشی کا حال سُن کر تڑپ اٹھے اور اسی وقت ہمارے گھر آٹا اور کھجوریں بھیجیں اور فرمایا: اس سے پکنے میں دیر لگے گی، اس لئے اُنہوں نے پکی ہوئی روٹی بھُونا ہوا گوشت بھیجا۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم تشریف لائے، تو میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بھیجے ہوئے کھانے کا ذکر فرمایا، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اُس وقت مسجد میں تشریف لے گئے اور یُوں دُعا مانگنی شروع فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ رَضِیْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضِ عَنْہُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

(ریاض النضرۃ ص ۱۳۲ ج ۲، نزھۃ المجالس ص ۱۶۷ ج ۲)

"اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں، تو بھی اُس سے راضی ہو جا تین مرتبہ"

حضرت عُثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرم وحیا

شرم وحیا انسان کا وہ فطری جذبہ اور صفت ہے جس کی وجہ سے بہت سی اخلاقی خوبیوں کی پرورش ہوتی ہے۔ مروّت و بُردباری، عفّت و پاکیزگی اور گناہوں سے اجتناب کا ذریعہ حیاء ہے۔ شرم وحیا فطری طور پر بچپن سے ہی پیدا ہوتا ہے، اور اگر اچھی صحبت ملے تو شرم و حیا قائم رہتا ہے۔

اور اگر بُری صُحبت ملے، تو بے حیائی پیدا ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے:۔ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ حیاء۔ ایمان کا ایک جزو ہے۔

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یُوں نقل کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ عُثْمَانُ حَیِیٌّ تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلَائِکَۃُ۔

"عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) باحیا ہے، اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں"۔ (البدایہ ص ۲۰۳ ج ۷، مشکوٰۃ ص ۵۶۱)

حضرت عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے حیا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم صحابہ کرام کے درمیان جلوہ فرما تھے۔ آپ کے زانوئے مُبارک کا کچھ حصّہ (چادر سے) کھُلا ہوا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو آپ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ڈھانپ لیا اور ارشاد فرمایا:

اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِنْ رَّجُلٍ تَسْتَحْیِیْ مِنْہُ الْمَلَائِکَۃُ۔

(مُسند احمد ص ۷۱ ج ۱، البدایۃ والنھایۃ ص ۲۰۳ ج ۷، مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۱)

کیا میں ایسے شخص سے حیا نہ کروں، جس سے فرشتے بھی حیا کرتے تھے۔

تواضع وانکساری

بڑائی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک صفت ہے اور بڑائی کے لائق ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ بندے کا کام تو تواضع اور انکساری ہے جو شخص جس قدر عاجزی اور انکساری کرے گا، اس قدر اعلیٰ مرتبہ پائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے انعام یافتہ بندوں کا ذکر یُوں فرماتا ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ (سورۃ الفرقان: ۶۳)

"اور رحمٰن کے وہ بندے، جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں، تو کہتے ہیں بس سلام۔"

حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ (ترمذی ج ۲ ص ۲۴)

"جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔"

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو انتہائی دولت مند تھے' آپ کے گھر میں لونڈی و غلام تھے، مگر آپ کسی کو تکلیف دینا پسند نہ فرماتے تھے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تہجد کے لیے اُٹھتے، تو کسی کو نہ اُٹھاتے اور خود ہی وضو وغیرہ کا اہتمام فرماتے۔ ایک بار آپ سے کسی نے کہا کہ اُس وقت کسی خادم کو جگا لیا کریں۔ آپ نے فرمایا: "بالکل نہیں، رات اُن کے آرام و استراحت کے لئے ہے۔"

(البدایۃ والنہایہ ج ۷، ص ۲۱۴، طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۶۰)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت

ایثار، فیاضی اور سخاوت کا سب سے بڑا درجہ ہے۔ ایثار کے معنی یہ ہیں کہ دُوسروں کی ضرُورتوں کو اپنی ضروریات پر ترجیح دینا' خود بھُوکا رہنا اور دوسروں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا' خود پھٹے ہوئے لباس میں رہنا' دُوسروں کو اعلیٰ لباس پہنانا' یہ فیضانِ نبوت میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں منتقل ہوا ہے۔

سیدنا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایثار کا مرقع تھے۔ آپ نے پوری زندگی اسلام اور اہلِ اسلام کی ضرُورتوں کو پورا کیا۔ بیرِ رُومہ آپ نے ۳۵ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ مسجدِ نبوی کی توسیع کے لئے زمین خریدی' تو بہت سی رقم آپ نے ادا کی۔ غزوۂ تبوک میں دس ہزار مجاہدین کا خرچہ مع اسلحہ پیش کیا' جس میں ہزار اشرفیاں' نوسو اونٹ' ایک سو گھوڑے و دیگر سامان شامل تھا۔ ہر جمعہ کو ایک غلام خرید کر آزاد فرماتے۔ اِسی طرح آپ نے دو ہزار چار سو غلام آزاد کئے۔

(تفسیر صاوی ج ۲ ص ۱۲۸، صواعقِ محرقہ ص ۱۱۰، الریاض النضرہ ج ۴ ص ۱۴۵)

اِسی طرح سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ایثار و سخاوت میں گزری۔ آپ نے بارہ سالہ دورِ خلافت میں مسلمانوں کے بیت المال سے ایک پائی تنخواہ کی نہ لی بلکہ بوقتِ ضرورت پوری حکومت اور مسلمانوں پر آپ ذاتی مال خرچ کر کے اُن کی ضروریات پوری فرماتے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لحاظ سے یہ رقم ساٹھ ہزار درہم بنتی ہے۔ اِتنی رقم چھوڑ دینا کوئی معمولی بات نہ تھی' اِس لئے آپ کو آپ کے بے مثال کردار اور ایثار کی وجہ غنی کے لقب سے آج تک پکارا جاتا ہے اور پکارا جاتا رہے گا۔ (طبری ج ۴ ص ۳۴۸)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ حکومت کا واقعہ ہے کہ شدید قحط پڑ گیا۔ لوگ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قحط سالی کی شکایت کی۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ابھی واپس چلے جاؤ اور صبر و شکر سے کام لو۔ مَیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر امید رکھتا ہوں کہ شام سے پہلے انشاء اللہ تعالیٰ مولا کریم تمہاری مشکل آسان فرما دے گا۔ عصر کے وقت اطلاع آئی کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قافلہ شام سے واپس آگیا ہے۔ اِس قافلہ میں ایک ہزار اونٹ تھے، جن پر گندم، زیتون، منقیٰ وغیرہ لادا ہوا تھا۔ جب سب سامان سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچ گیا' تو آپ کے پاس سرمایہ دار تاجر آئے اور غلّہ خریدنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ کتنا نفع دو گے؟ انہوں نے کہا: ہم دوگنا نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا: یہ نفع بہت تھوڑا ہے۔ تاجروں نے کہا: چلو چار گنا نفع لے لو۔ آپ نے فرمایا: یہ بھی تھوڑا ہے۔ انہوں نے کہا: پانچ گنا منافع لے لو اور غلّہ دے دو۔ آپ نے فرمایا: نہیں جو کوئی دس گنا منافع دے گا' غلّہ اُسے دُوں گا۔ تاجروں نے اتنا نفع دینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ دس گنا نفع عطا فرمائے گا' لہٰذا میں یہ سودا اللہ تعالیٰ سے کرتا ہوں۔" پھر آپ نے فرمایا: "اے لوگو! میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر یہ سارا غلّہ فی سبیل اللہ مساکین اور فقراء کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔" (نور الابصار ص ۸۱)

Scanned with CamScanner

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جس دن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مال فی سبیل اللہ دیا۔ اُسی رات میں نے مدنی چاند حضور رحمۃ للعالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نورانی لباس زیبِ تن فرمایا ہوا ہے اور نورانی تسموں والی نعلین شریف زیب پا فرمائی ہوئی ہے۔ نورانی چابک اُن کے دستِ اقدس میں ہے۔ گھوڑے پر سوار ہو کر جلدی تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان! بڑی مدت کے بعد زیارت کا موقع ملا ہے اور آپ جلدی تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں اس لئے جلدی جا رہا ہوں کہ (سیدنا حضرت) عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک ہزار اُونٹ کا ساز و سامان راہِ خدا میں لُٹا دیا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُن کے اِس صدقہ کو قبول فرما لیا ہے اور جنت میں اُن کی شادی ہو رہی ہے اور میں اُن کی شادی میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں (ریاض النضرہ ص۲۶ ج۲)

- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے شرم و حیاء والے تھے۔
- سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے صبر و تحمل والے تھے۔
- سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جود و سخا والے تھے
- سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایثار و قربانی والے تھے۔
- سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے سودا کیا۔
- سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا۔

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کے منصوبے

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں کچھ لوگ باغی ہو گئے جو آپ کے خون کے پیاسے تھے۔ باوجود سمجھانے کے انہیں کوئی بات سمجھ نہ آئی

اِس لئے کہ شیطان کے چکر و مکر میں وہ لوگ پھنس چکے تھے۔ باغیوں کے دلوں میں ہزاروں حاجیوں کی آمد کا خوف تھا کہ جب یہ لوگ حج سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ آجائیں گے، تو اِن کا داؤ ہرگز نہیں چلے گا اور موقع ہاتھ سے نکل جائے گا۔ چنانچہ باغی آپ کے قتل کے مشورے کرنے لگے۔ ان کے مشوروں سے حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی باخبر تھے، بلکہ انہوں نے ان باغیوں کے الفاظ اپنے کانوں سے سُنے، تو مجمع سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا! "آخر تم میرے کس جُرم کی وجہ سے میرے خون کے پیاسے ہو۔ شریعت میں کسی کے قتل کی صرف تین صورتیں ہیں؛

١- کوئی بدکاری کرے، تو اسے سنگسار کر دیا جائے۔
٢- کوئی ارادہ سے کسی کو قتل کرے، تو اس کے بدلے اُسے قصاص میں قتل کیا جائے
٣- یا کوئی مُرتد ہو گیا ہو تو اسے قتل کر دیا جائے۔

میں نے اِن تینوں باتوں میں سے کوئی نہیں کی۔

مگر ان باغیوں پر آپ کی تقریر کا کوئی اثر نہ ہوا۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی شہادت کا کامل یقین تھا، اس لئے انہوں نے مخبرِ صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے سُنا ہوا تھا کہ میں شہید ہوں گا۔ آپ سمجھتے تھے کہ شہادت میرے مقدر میں ہے اور اس پر آپ کو پختہ یقین تھا۔

؎ شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن   نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دفعہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے، تو اُحد خوشی میں حرکت کرنے لگا۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے پاؤں مبارک کی ٹھوکر مار کر فرمایا، اُثْبُتْ یَا اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَّ صِدِّیْقٌ وَّ شَھِیْدَانِ۔

"اے اُحد ٹھہر، تجھ پر ایک نبی، (ایک) صدیق اور دو شہید ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۶۳)

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جن دو شہیدوں کا ذکر فرمایا اُن میں ایک سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

يُقْتَلُ هٰذَا فِيهَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ - (مشکوٰۃ شریف ص۵۶۲)

"یہ عثمان اُن فتنوں میں مظلومانہ شہید کیے جائیں گے۔

شفا شریف میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:- عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قتل کیے جائیں گے، جبکہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کررہے ہوں گے بے شک اللہ تعالیٰ اُن کو خلافت کی قمیص پہنائے گا اور لوگ اس کو اتارنے کا ارادہ کریں گے اور اُن کا خون فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پر گرے گا۔

"اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، عنقریب اللہ تعالیٰ اُن کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا) (سورۃ البقرہ آیت ۱۳۷، الصواعق محرقہ ص۱۱۹)

سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے اسباب

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا سبب یوں ہے کہ عبداللہ ابن ابی سرح گورنر مصر کے خلاف، مصر کے لوگ اُس کے ظلم و ستم کی شکایت لے کر آئے۔ آپ نے گورنر کو خط لکھا کہ ظلم و ستم چھوڑ دو اور سب لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کرو۔ گورنر نے حکم ماننے کے بجائے قاصد کو قتل کردیا۔

جب مصر کے لوگ سخت تنگ ہوئے، تو سات سو آدمی مصر سے روانہ ہو کر مسجد نبوی میں پہنچ کر اپنے گورنر کی صحابہ کرام سے شکایت کی۔ پھر حضرت طلحہ، حضرت علی اور حضرت عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس حاضر ہو کر گورنر کی معزولی کا مطالبہ کیا۔ اور یہ کہا کہ اگر گورنر کا قتل ثابت ہو جائے تو اس سے قصاص لیا جائے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جسے تم پسند کرتے ہو، میں اُسے گورنر بنا دیتا ہوں۔ ان لوگوں نے سیدنا محمد بن ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرف اشارہ کیا۔ آپ نے محمد بن ابوبکر کو گورنر بنا کر مصر روانہ کردیا۔ ان کے ہمراہ انصار و مہاجرین کی بہت سی تعداد کی صورت میں ایک جماعت روانہ ہوئی۔ محمد بن ابی بکر تین دن کی مسافت پر پہنچے، تو ایک حبشی غلام کو دیکھا جو اُونٹ دوڑاتے ہوئے جا رہا تھا۔ اُن لوگوں نے پوچھا: تو کون ہے؟ تو کہنے لگا، میں امیر المومنین کا غلام ہوں، انہوں نے مجھے مصر کے گورنر کی طرف بھیجا ہے۔ ان لوگوں نے کہا: مصر کے گورنر تو محمد بن ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) ہیں۔ وہ کہنے لگا مجھے اُن سے کوئی کام نہیں۔ پھر ان لوگوں نے محمد بن ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو غلام کی خبر سنائی، تو ایک شخص کو اس غلام کے پیچھے بھیجا تاکہ اُسے پکڑ لائے۔ وہ شخص گیا اور غلام کو پکڑ لایا۔ جب غلام کو حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا "تو کس کا غلام ہے؟" وہ کبھی کہتا کہ امیر المومنین کا اور کبھی کہتا مروان کا۔ اس غلام کو مشکوک سمجھ کر اس کی تلاشی لی، تو ایک فرمان اُس کے پاس سے نکلا، جس میں یہ تحریر تھا:

"گورنر مصر کے پاس محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں آدمی پہنچیں تو انہیں قتل کردیا جائے۔"

یہ فرمان پڑھ کر باہمی مشورہ کرکے سب مدینہ طیبہ لوٹ آئے۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت علی، حضرت سعد اور دیگر صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کو جمع کیا اور یہ فرمان پڑھ کر سنایا۔

پھر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ فرمان (خط)، غلام اور اونٹ لے کر آئے اور پوچھا: "کیا یہ غلام آپ کا ہے؟" آپ نے فرمایا: ہاں! پھر پوچھا: "یہ اُونٹ آپ کا ہے؟" فرمایا: ہاں! پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "یہ خط آپ کا ہے؟" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کی قسم نہ یہ خط میں نے لکھا ہے نہ لکھنے کا حکم دیا اور نہ ہی مجھے اس کا علم ہے۔" اُس وقت

Scanned with CamScanner

حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو معلوم ہو گیا کہ یہ سب کچھ مروان نے کیا ہے۔ اب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے درخواست کی کہ "مروان کو ہمارے حوالے کیا جائے۔" سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ لوگ مشتعل ہیں، اگر مروان کو اُن کے حوالے کیا، تو اسے قتل کر دیں گے تو آپ نے مروان کو اُن کے حوالے نہ کیا۔ یہ لوگ ناراض ہو کر چلے گئے۔ اب مصری باغیوں کو معلوم ہو گیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گھر اکابر صحابہ سے خالی ہو گیا ہے تو ان باغیوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اب ان لوگوں نے پانی روک لیا۔ امیر المومنین کو پیاس لگی تو لوگوں سے پوچھا، تم میں علی (رضی اللہ عنہ) موجود ہیں؟ لوگوں نے بتایا نہیں۔ پھر پوچھا، حضرت سعد، طلحہ یا زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) موجود ہیں؟ لوگوں نے بتایا نہیں! آپ نے فرمایا، کوئی ایسا شخص ہے جو حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خبردار کرے کہ وہ ہمیں پانی پلائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے تین مشکیں پانی کی بھیجیں، مگر باغیوں نے آپ تک نہ پہنچنے دیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب علم ہوا کہ یہ لوگ امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں، تو اپنے دونوں شہزادوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تلواریں دے کر بھیجا اور تاکید فرمائی کہ امیر المومنین کے دروازے پر کھڑے رہنا اور کسی کو اندر داخل نہ ہونے دینا۔ دیگر صحابہ کرام نے بھی اپنے بیٹوں کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت کے لئے بھیجا۔

(صواعق محرقہ ص ۱۱۵ ، ریاض النضرۃ ص ۱۶۴/۲)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین سے ان لوگوں سے لڑنے کی اجازت طلب کی، مگر آپ نے اجازت نہ دی۔ آپ کے غلاموں نے بھی جب اجازت طلب کی تو انہیں آزاد کر دیا۔ (کشف المحجوب ص ۱۰۲)

حضرت سیدنا عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت حضرت امیر المومنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) محاصرہ میں تھے۔ میں آپ کے پاس سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا، مرحبا بھائی! میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اسی گلی میں دیکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں "اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے۔" میں نے عرض کیا "جی ہاں!" تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے لئے ڈول لٹکایا، جس میں پانی تھا، میں نے پانی پیا اور سیراب ہو گیا۔ پھر ارشاد فرمایا، "عثمان! اگر تم چاہو تو تمہاری مدد کروں اور اگر چاہو تو روزہ میرے پاس افطار کرنا۔" میں نے اس بات کو اختیار کیا کہ روزہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس افطار کروں (یاد رہے کہ ابھی جمعہ کے دن کا آفتاب طلوع نہ ہوا کہ آپ نے روزہ کی نیت فرمائی اور تلاوت قرآن کریم میں مصروف ہو گئے۔) (نور الابصار ص ۸۵ ، ریاض النضرہ ج ۲ ص ۱۶۱)

حالات نازک سے نازک تر ہوتے گئے۔ آپ نے ابو ثور الفہمی سے دردمندانہ ارشاد فرمایا، مجھے اپنے پروردگار سے بہت بڑی امیدیں ہیں اور میری دس امانتیں اُس کی بارگاہ میں محفوظ ہیں:۔

(۱) اسلام میں چوتھا مسلمان ہوں (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنی صاحبزادی کا نکاح فرمایا (۳) اُن کا وصال ہو گیا۔ تو دوسری صاحبزادی نکاح میں مرحمت فرمائی۔ (۴) میں نے کبھی نہیں گایا (۵) میں نے کبھی بدی کی خواہش نہیں کی (۶) جس وقت سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے، میں نے وہ اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا (۷) میں جب سے مسلمان ہوا ہوں ہر جمعہ کے دن میں نے ایک غلام آزاد کیا اور کبھی میرے پاس نہیں، تو میں نے اس کی قضا ادا کی۔ (۸) میں نے زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا (۹) میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی چوری نہیں کی (۱۰) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات پاک ہی میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا۔

حضرت زید بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوتے اور عرض کیا، اے امیر المومنین! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انصار دروازے پر کھڑے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آج پھر اپنا وعدۂ نصرت پورا کر دیں۔ ارشاد فرمایا، "اگر لڑائی مقصود ہے تو ہرگز اجازت نہ دوں گا۔ آج میری سب سے بڑی حمایت یہ ہے کہ کوئی مسلمان میرے لئے تلوار نہ اٹھائے اور نہ ہی کسی کا خون بہائے۔"

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی بار بلوائیوں کو کوٹھے کی چھت پر چڑھ کر سمجھایا اور اپنی سابقہ خدمات یاد دلائیں جو اسلام کی خاطر انجام دیں۔ مگر ان بدبخت باغیوں نے کسی کی پرواہ نہ کی۔ (مشکوٰۃ شریف ص۔۔۔) (تاریخ الخلفاء ص۱۱۳)

آخر کار باغی دیوار پھلانگ کر چھت پر چڑھ گئے اور کنانہ بن بشر نے پیشانی مبارک پر لوہے کی سلاخ سے ایک دردناک ضرب لگائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بزرگ ترین نائب پہلو کے بل فرش زمین پر گر گئے اور زبان مبارک سے نکلا بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ پھر سودان بن حمران نے ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ عمرو بن حمق کو یہ سفابت ناکافی معلوم ہوئی۔ یہ ذلیل ترین بدبخت آپ کے سینہ مبارک پر کھڑا ہو گیا اور جسم اطہر و مطہر کو نیزے سے چھیدنے لگا اسی وقت بے رحم نے تلوار چلائی، حضرت نائلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہاتھ سے روکا تو ان کی تین انگلیاں کٹ کر گر گئیں۔ اسی کشمکش کے دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ یاد رہے اس وقت امیر المومنین قرآن پاک پڑھ رہے تھے اور فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پر جب پہنچے تو آپ کو شہید کر دیا گیا۔ بروز جمعہ ۱۸ ذوالحجہ، بوقت عصر واقعہ شہادت پیش آیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

نمازِ جنازہ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر لوگوں کو پہنچی تو مدینہ میں کہرام مچ گیا۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے مطابق خون آلود کپڑوں میں ہی نمازِ جنازہ پڑھ کر جنت البقیع میں دفن کر دیا۔ آپ کی خلافت کی مدت ۱۲ سال ہے۔ (صواعق محرقہ ص۱۱۳) وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

سَیِّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَ مِنْ بَیْنِ خَلْقِہٖ بَنِیْ اٰدَمَ وَبَعَثَ مِنْھُمْ رُسُلًا وَّاَنْبِیَاءَ وَاجْتَبٰی مِنْھُمُ الْاَصْفِیَاءَ وَالْخُلَفَاءَ خُصُوْصًا خَلِیْفَۃَ الرَّسُوْلِ الثَّانِیْ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا عُمَرَ الْفَارُوْقَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا نَبِیِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ ط (سورۃ الفتح آیت ۲۹)

ترجمہ: "اور جو (ایمان والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ہیں کافروں پر بہت سخت ہیں۔"

برادرانِ اسلام! اگرچہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کافروں پر سخت تھے، مگر بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس مقام پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراد ہیں، جو اسلام لانے کے بعد کافروں پر انتہائی سخت تھے۔

قارئین کرام! سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اگرچہ یکم محرم الحرام بروز ہفتہ ۲۴ھ کو ہوئی، مگر کنز الخطیب حصہ اول (ماہِ محرم الحرام) میں جگہ کی کمی کی وجہ سے ان کا تذکرہ رہ گیا۔ اب ماہِ ذوالحجہ میں یہ حصہ شامل کیا گیا ہے۔

دُعا ہے کہ مولا کریم اپنے حبیبِ مکرم، رسولِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم!

سیدنا عمر فاروق کا شجرۂ نسب

امیر المومنین امام المسلمین سیدنا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب یوں ہے:۔ عمر بن خطاب بن عبد العزّیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن زراع بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک۔

اہلِ عرب عموماً عدنان یا قحطان کی اولاد ہیں۔ عدنان کا سلسلہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ عدنان کے نیچے گیارھویں پشت میں فہر بن مالک بڑے صاحبِ اقتدار بزرگ تھے۔ اِن ہی کی اولاد قریش کے لقب سے مشہور تھے۔ عدی کے دُوسرے بھائی مُرّہ تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجداد میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پُشت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے جاکر مل جاتا ہے۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان ایّامِ جاہلیت میں (اعلانِ نبوت سے قبل) ممتاز شمار کیا جاتا تھا۔ آپ کے جدِّ اعلیٰ عدی عرب کے خاندانوں کے جھگڑوں میں ثالث مقرر ہوا کرتے تھے اور اگر قریش کو کسی قبیلہ سے کوئی معاملہ بن جاتا، تو آپ بحیثیت سفیر جایا کرتے تھے قریش کاروباری ہونے کے ساتھ ساتھ خانہ کعبہ کے مجاور بھی تھے۔ حجاج کرام کی نگرانی وخبر گیری اور خانہ کعبہ کی حفاظت وغیرہ بھی ان کے ذمے تھی۔ تو معلوم ہوا کہ:۔

- قریش صاحبِ اقتدار تھے
- قریش جھگڑوں کے ثالث تھے۔
- قریش خانہ کعبہ کے محافظ تھے
- قریش حجاج کی خبر گیری کرتے تھے۔
- قریش بہترین تاجر تھے
- قریش معاملہ فہم تھے۔

- قریش دَورِ جاہلیت میں بھی ممتاز تھے
- قریش میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے
- قریش میں سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔
- قریش ہمیشہ ہی سے سب قبیلوں میں ممتاز تھے۔

یہ تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دادھیال تھا اور دادھیال کی طرح آپ کا ننھیال بھی عرب کے معزز خاندان میں سے تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ ختمہ بنت ہاشم بن مغیرہ قریش کی بیٹی تھیں۔ مغیرہ بوقت لڑائی فوج کا انتظام کرتے تھے۔ جب قریش کسی قبیلہ سے لڑنے جاتے تھے، تو حضرت خالد بن ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مغیرہ کے پوتے تھے اور سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ کا لقب پانے والے مشہور ہوئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی سے چالیس برس قبل پیدا ہوئے۔ آپ کے بچپن اور لڑکپن وغیرہ کے حالات نامعلوم ہیں، بلکہ سنِ رشد کے حالات بھی بہت کم معلوم ہیں۔ شباب وجوانی کا آغاز ہوا تو ان شریفانہ مشغلوں میں مشغول ہوئے جو شرفائے عرب میں عموماً پائے جاتے تھے، مثلاً نسب دانی۔ یہ سلسلہ آپ کو وراثت میں ملا۔ یعنی آپ کے آباؤ اجداد نسب دانی کے ماہر تھے۔ پہلوانی اور کشتی کے فن میں بھی آپ صاحبِ کمال تھے۔ عرب کی مشہور کشتیاں عکاظ میں ہوتی تھیں (یہ مقام عرفات کے پاس ہی ہے) اس مقام پر ہر سال بعد اس لئے میلہ لگتا تھا کہ عرب کے مشہور پہلوان اِس میں حصہ لیتے تھے اور یہاں جمع ہو کر اپنے اپنے فن کے جوہر دکھاتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آکر یہاں مقابلہ میں حصہ لیتے تھے شہسواری میں آپ کمال مہارت رکھتے تھے اور خطابت میں بھی آپ نے مہارت حاصل کرلی۔ اِس زمانہ میں آپ نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا۔

Scanned with CamScanner

قریش کے تمام قبیلوں میں کل سترہ آدمی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان میں سے ایک حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

(فتوح البلدان بلاذری ص۴۷۷، طبقات ابن سعد ص۲۶۷)

ذریعۂ معاش

ان تمام فنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فکرِ معاش میں مشغول ہوئے۔

اہلِ عرب کا زیادہ تر ذریعۂ معاش تجارت تھا۔ آپ نے بھی تجارت کا پیشہ اختیار کیا آپ تجارت کے لئے دُور دراز علاقوں میں جاتے تھے، اور بڑے بڑے لوگوں سے ملتے تھے۔ خود داری، بُلند حوصلگی، تجربہ کاری یہ تمام اوصاف آپ میں اسلام لانے سے قبل بھی پائے جاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کو عکاظ کے معرکوں اور تجارت کے تجربوں نے تمام عرب ممالک میں روشناس کر دیا اور لوگوں پر آپ کی قابلیت کے جوہر روز بروز کھلتے گئے یہاں تک کہ قریش نے آپ کو سفارت کے منصب پر مامور کر دیا۔ قبائل میں جب کوئی پُرخطر معاملہ پیش آتا، تو آپ کو سفیر بنا کر بھیجتے۔

(استیعاب تذکرہ عمر بن خطاب ص۰، فتوح البلدان بلاذری ص۱۷۷)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوانی کا ستائیسواں سال تھا کہ صحرائے عرب میں آفتابِ نبوت طلوع ہوا، یعنی رحمتِ عالم، نورِ مجسم، شفیعِ معظم، ہادیٔ سُبل، ختم الرسل احمدِ مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ، حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت کیا۔ مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں سے توحید و رسالت کی صدا بُلند ہوئی۔ اسلام کی صدا بُلند ہونے پر عمر سخت برہم ہوئے، جس کے متعلق معلوم ہوتا کہ فلاں مسلمان ہو گیا ہے، اس کے جانی دشمن بن جاتے۔ ان کے خاندان کی ایک کنیز لبینہ نامی مسلمان ہو گئی تھیں۔ اِن کو آپ اتنا مارتے کہ مار مار کر تھک جاتے۔ اس کے

علاوہ جس پر قابو چلتا، اُسے زد وکوب کرتے، مگر ان تمام سختیوں کے باوجود ایک شخص کو بھی نہ بدل سکے، اس لئے کہ اسلام کا نشہ ایسا نہ تھا جو چڑھ کر اُتر جائے، بلکہ اس نشہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سرشار ہونا پڑا۔ حضرت عمر کے گھر میں زید کے بیٹے حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا تھا۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مُسلمان ہو گئیں۔ اس خاندان کے معزز شخص نعیم بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا، مگر ابوجہل اور عمر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اسلام کی دُشمنی میں سرگرمِ عمل تھے۔ ادھر رحمتِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مقدس دُعا کے لئے اُٹھتے ہیں، اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلِ ابْنِ هِشَامٍ وَبِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۷)

"الٰہی! دو آدمیوں میں سے ایک کے ساتھ اسلام کو عزت عطا فرما، ابن ہشام (ابوجہل) یا عمر ابن خطاب کے ساتھ۔"

عمر بن خطاب چونکہ اسلام کے دُشمن تھے۔ کبھی لبینہ کو مارتے جو کہ مسلمان لونڈی تھیں، کبھی کسی مردِ مسلمان کو، لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ میں جُوں جُوں مارتا ہوں اسلام کا نشہ ان لوگوں کو اور زیادہ چڑھتا جا رہا ہے اور مار کی پرواہ تک نہیں بلکہ یہ لوگ حبِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اس قدر سرمست ہیں کہ مار کھا کر جب اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کرتے ہیں، تو سب کچھ بھول جاتے ہیں، تو بددل ہو کر فیصلہ کر لیا کہ اب بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قصہ (نعوذ باللہ) تمام کر دیں۔ تلوار کمر سے لگائے سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف چلے۔ راہ میں اتفاقاً نعیم بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے۔ اُن کے چہرے کے تیور دیکھ کر پوچھا: "خیر تو ہے؟" بولے: "محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کا فیصلہ کرنے جا رہا ہوں۔" انہوں نے کہا: "پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو پھر آگے جانا، تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں۔" فوراً پلٹے اور بہن کے گھر پہنچے، وہ تلاوتِ قرآنِ کریم کر رہی تھیں۔ حضرت عمر کے پاؤں کی آہٹ سُن کر چُپ ہو گئیں اور قرآنِ پاک کے اوراق چھپا لئے، لیکن آواز اُن کے کان پڑ چکی تھی۔ پوچھا: کون سی کتاب پڑھ رہی تھیں؟ بہن چُپ ہو گئیں۔ بولے: میں سب کچھ سُن چکا ہوں اور مجھے معلوم ہوا کہ "تم دونوں مُسلمان ہو گئے ہو؟" یہ کہہ کر بہنوئی سے دُست و گریبان ہو گئے اور جب اُن کی بہن اپنے خاوند کو بچانے آئیں، تو اُن کی بھی خوب خبر لی۔ اتنا مارا کہ بہن اور بہنوئی لہولہان ہو گئے۔ بہن کہنے لگیں: "اے عمر! جو بن آئے کر و مگر اب جو حبِ رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دل میں رچ بس چکی ہے، محبتِ اسلام جس سے دل کی کھیتی سرسبز و شاداب ہو چکی ہے۔ جان تو جا سکتی ہے، اب یہ دل سے نکل نہیں سکتی۔" اِن الفاظ نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دل پر خاصا اثر کیا۔ اب جو بہن کی طرف ایک نظر محبت و شفقت سے دیکھا تو جسم سے خون جاری تھا، اسے دیکھ کر رقت طاری ہو گئی۔ دُعائے رسُول کی قبولیت کا وقت آ پہنچا تھا۔ کہنے لگے: اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے، ذرا مجھے بھی سناؤ۔ فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قرآنِ کریم کے اوراق سامنے رکھ دیئے اور یہ سُورۃ پڑھنی شروع کر دی:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (الحدید) (آیت ۱)

ایک ایک لفظ پر رقت بڑھتی جاتی تھی اور دل راغب ہوتا جاتا تھا۔ جب پڑھتے پڑھتے یہ آیت پڑھی: اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ "خدا اور اُس کے رسُول پر ایمان لاؤ۔" دل پر لرزہ طاری ہو گیا، بدن کپکپانے لگا۔ زبان پر کلمۂ شہادت بُلند ہونے لگا اور بے اختیار ہو کر پکار اٹھے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا

رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسُول ہیں۔"

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اس وقت ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جو کوہِ صفا کے نیچے ہے، پناہ گزیں تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آستانہ مبارک پر پہنچ کر دستک دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں شمشیر تھی اور آپ کے مسلمان ہونے کا کسی کو علم نہ تھا، اس لئے صحابہ کرام کو تردد ہوا تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آنے دو، اگر مخلص ہے تو خیر ورنہ اس کی تلوار سے اِس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قدم اندر رکھا تو رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آگے بڑھے تو دامن پکڑ کر فرمایا "اے عمرؓ! کس ارادے سے آئے ہو؟" نبوت کی پُر جلال آواز نے کپکپا دیا۔ عرض کی ایمان لانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اِس زور سے اللہُ اکبر کا نعرہ بلند کیا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

(ابن عساکر ص، اسد الغابہ ص، مُستدرک حاکم ج ۴، ص ۵۹)

؎ کہیا عمر، میں قتل نبی دے اپنی تیغ اُٹھائی
کہے نعیم جو بہن تساڈی ہو گئی مُسلم بھائی

؎ طٰہٰ سُورت نازل آہی پڑھدی شوق پیاروں
عمر کہیا دروازہ کھولو حالت خفگی یاروں

؎ عمر کہیا جو پڑھدے ہے سو میری طرف لیاؤ
جینی کلام خدا اپنے دی میرے کول سُناؤ

؎ نہاد ھو عمر شتابی کر کے کیتا قصد تدائیں،
چل جناب نبی سرور توں ملنا اج اتھائیں

؎ ارقم دے گھر سرورِ عالم آہا بند دروازہ
عمر کہیا دروازہ کھولو سُنو غریب نوازا

Scanned with CamScanner

؎ جُو ہا کھول عمر دے تائیں سینے نال لگایا
بول شتابی اشہد کلمہ عمر ایمان لیایا

؎ حضرت عمر ایمان نبی تے آندا شوق پیاروں
حد زیادہ عزت ہوئی ودھیا دین شماروں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے کی متعدد روایات پائی جاتی ہیں۔ حفیظ جالندھری مرحوم نے اِس واقعہ کا یُوں نقشہ کھینچا ہے :۔

؎ عُمر بولے یہ قِصّہ ہی چُکا دیتا ہوں میں جاکر
کہ دیتا ہوں تمہیں سَر ہادیِ اسلام کا لاکر

؎ چلے اِس زندگی بخشِ جہاں کے قتل کرنے کو
شہنشاہِ مکان و لامکاں کے قتل کرنے کو

؎ وہ بولے اپنے گھر کا حال بھی معلوم ہے تم کو
کہ ہمشیرہ مُسلماں ہوچکی، معلوم ہے تم کو

؎ تمہارے گھر میں بستا ہے خُدا کا نام مُدت سے
کہ بہنوئی تمہارا لا چُکا اِسلام مُدت سے

؎ یہ سُن کر اور بھی غیظ و غضب طوفان میں آئے
عُمر تلوار کھینچے اپنے بہنوئی کے گھر آئے

؎ بہن، بہنوئی کو آخر عمر نے اِس قدر مارا
کہ زخموں سے نِکل کر خون کی بہنے لگی دھارا

؎ بہن بولی عُمر ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے
شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نُچوالے

؎ مگر ہم دینِ حق اپنے سے ہرگز پھر نہیں سکتے
بُلندی معرفت کی مل گئی ہے گِر نہیں سکتے

؎ دَہن سے نامِ حق، آنکھوں سے آنسو منہ سے خوں جاری
عُمر کے دل پہ اِس نقشے سے عبرت ہوگئی طاری

؎ کہا اچھا دِکھاؤ مجھ کو، وہ آیات قُرآنی
سمجھ رکھا ہے جن کو تم نے ارشاداتِ ربّانی

؎ وہ دل سخت دل، جو آہن فولاد کا دِل تھا
مُسلمانوں کے حق میں جو کسی جلاّد کا دل تھا

؎ شُعاعِ نُور نے اِس دِل کو یکسر موم کر ڈالا
ہوئی تسکین کہ نِکلا قدیمی کُفر کا تالا

؎ عُمر آئے مُسلّح ہو کے دروازے پہ دی دستک
اِسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک

؎ عُمر کے جسم پر اِک کپکپی سی ہوگئی طاری
وہیں سَر جُھک گیا آنکھوں سے آنسو ہوگئے جاری

؎ ادب سے عرض کی حاضر ہوا ہوں سر جھکانے کو
خُدا پر اور رسُولِ پاک پر ایمان لانے کو

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لاتے کے وقت کوئی چالیس پچاس آدمی مسلمان ہوچکے تھے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ نامور پہلوان تھے، وہ بھی اسلام لاچکے تھے، لیکن مسلمان ابھی اعلانیہ اپنے فرائض سرانجام نہ دے سکتے تھے۔ کعبہ مکرمہ میں نماز پڑھنا ناممکن تھا۔ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلانیہ اسلام ظاہر کیا تو کافروں نے بڑی سختی کی، مگر آپ نہایت ثابت قدم رہے، تو رفتہ رفتہ حالت بدل گئی، یہاں تک کہ مسلمانوں نے کعبہ معظمہ میں جا کر نماز باجماعت ادا کی۔

(طبقاتِ ابنِ سعد ص ۱۹۳/۲۶، زرقانی شریف ص ۲۷۱/۱۲)

Scanned with CamScanner

تو معلوم ہوا کہ :-

- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآنِ کریم سُن کر ایمان لائے۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوتے۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی میں نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لانے کا اعلانیہ اعلان کیا
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے بیت اللہ شریف میں نمازِ باجماعت ادا کی گئی۔

مُسلمانوں کی قوت میں اضافے کا باعث

سیدنا عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان لانے نے اسلام کی تاریخ میں نیا دَور پیدا کر دیا۔ اس وقت تک چالیس پچاس آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔ سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مسلمان ہو چکے تھے۔ عرب کے مشہور بہادروں میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے۔ اس دَور میں کعبہ مکرمہ میں نماز پڑھنا ناممکن تھا۔ مسلمان اعلانیہ مذہبی فرائض انجام نہ دے سکتے تھے۔ فرائض تو درکنار اپنے آپ کو اعلانیہ مسلمان ظاہر کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لاتے ہی یہ حالت بدل گئی۔ آپ نے بارگاہِ ختم المرسلین سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ) اَلَسْنَا بِالْحَقِّ۔

"اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہم حق پر ہیں۔ عرض کی، پھر ہم چھپ کے عبادت کیوں کریں۔ اب مسلمان دو قطاروں میں نکلے۔ ایک قطار میں سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دُوسری میں سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جب مسلمانوں کی قطاروں میں کفار و مشرکین نے سیّدنا فاروقِ اعظم اور سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہما

کو دیکھا تو دل جل گئے اور مسلمانوں کو کعبہ شریف میں نماز پڑھنے سے نہ روک سکے۔

اسی دن سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام فاروقِ اعظم رکھا، اس لیے آپ کے اسلام لانے سے حق و باطل کی تمیز ہو گئی، اور اسلام اور اہلِ اسلام کو تقویت اور عزت حاصل ہوئی۔

(طبقاتِ ابنِ سعد ص ۱۹۳ ج ۱، تاریخ الخلفاء ص ۹۱، صواعق محرقہ ص ۹۲)

- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے مُسلمانوں کو قوت ملی۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو شہرت ملی۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے مُسلمانوں نے کعبۂ معظمہ میں نماز پڑھی۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کی تعداد بڑھی۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باطل سے پہلا مقابلہ ہوا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دربارِ نبوت سے فاروقِ اعظم کا لقب مرحمت ہوا۔

ؔ عمر فاروق سیفِ مصطفیٰ اے — عمر دی تیغ، تیغِ قضا اے

ؔ عمر آکر پکارے اے قریش اے فہد کے بیٹو
سُنو اے عقل کے اندھو سُنو تقدیر کے ہیٹو

ؔ یہ بُت جھوٹے ہیں بیشک پوجنا بے سُود ہے اِن کا
خدا واحد ہے جو خالق ہے اور معبود ہے سب کا

ؔ مگر وہ مردِ میداں وفا غالب رہا سب پر
خدا غالب ہوا، نامِ خدا غالب رہا سب پر

ؔ ہر ہر کوچے شہر بازاروں دینی بانگاں آئیاں!
عمر دی دُعا برکت یاروں جگ اندر ہوئیاں روشنائیاں

Scanned with CamScanner

آسمانوں میں خوشیاں

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرش پر — اور فرشتوں نے عرش پر خوشیاں منائیں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں، — لَمَّا اَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ) لَقَدِ اسْتَبْشَرَ اَھْلُ السَّمَآءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ۔ (تاریخ الخلفاء ص۹۱، صواعقِ محرقہ ص۹۲)

"جب اسلام لائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو نازل ہوئے حضرت جبریل (علیہ السلام) اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم! فرشتوں نے (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اسلام لانے کی خوشی منائی ہے۔"

اِسلام کی شوکت صدفِ دیں کا گہر ہے — شہکارِ رسالت جسے کہیے وہ عمر ہے
عُمر کی حق پسندی سے بڑھی اسلام کی شوکت
علی الاعلان اب ہونے لگی تبلیغ کی خدمت

- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر ایمان لانے والوں نے فرش پر خوشی منائی۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے پر ایمان والوں نے اور فرشتوں نے عرش پر خوشی منائی۔

حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت

مُسلمان ہونے کے بعد مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی، اور جوں جوں تعداد بڑھتی گئی، قریش کے بُغض و عناد میں بھی ترقی ہوتی گئی — اہلِ ایمان پر ظلم و جور کے جھکڑ اور طوفان چلنے لگے، مگر صحابہ کرام علیہم الرضوان جب چہرۂ والضحیٰ کی زیارت کرتے، تو تمام غم و الم مِٹ جاتے۔ اِس حُبِّ رسُول کی بدولت

ماریں کھا کر زخموں کی پرواہ تک نہ کرتے۔ عشقِ رسُول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے سرشار و سرمست اہلِ اسلام تمام مصائب و آلام کے باوجود ایمان پر ثابت قدم رہے۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶ سنہ نبوی میں ایمان لائے اور ۱۳ سنہ نبوی میں ہجرت ہوئی۔ مسلسل چھ سات برس تک قریش کے بے پناہ مظالم برداشت کئے۔ حضرت ابو طالب کے انتقال تک قریش کچھ نہ کر سکے۔ مگر ابُو طالب کی وفات کے بعد ہر طرف سے کفار اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس قدر ستایا کہ جس کی تاریخ درد انگیز اور رُوح فرسا ہے۔ اِس عرصہ میں مدینہ منورہ کے ایک گروہ نے اسلام قبول کر لیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جن لوگوں کو کفار کے ظلم و ستم سے نجات نہیں ملتی۔ وہ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی طرف سے اجازت ملنے پر حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے ہجرت کی۔ پھر حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس سفر کے لیے آمادہ ہوئے اور بارگاہِ نبوّت سے اجازت لے کر بیس (۲۰) آدمیوں کے ہمراہ ہجرت کی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا، تو ہاتھ میں تلوار تھی، کاندھے پر کمان تھا اور کمان میں تیر تھا۔ کفار کے مجمعوں میں سے گزرتے ہوئے خانہ کعبہ پہنچے، نہایت اطمینان سے طواف کیا، نماز ادا فرمائی اور مشرکینِ مکہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا،

"جو شخص چاہتا ہے کہ اُس کی ماں اُس پر روئے، اولاد یتیم ہو جائے، عورت بیوہ ہو جائے، وہ حرمِ کعبہ سے باہر نکل کر میرا مقابلہ کرے۔"؛

مگر کسی کو حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہ ہوئی اور آپ ساتھیوں سمیت مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

(تاریخ الخلفاء ص۹۲، زرقانی شریف ج۱، ص۳۷۱)

- کعبے میں نماز آج ادا ہو کے رہے گی،
  خطاب کے بیٹے کی یہ آمد کا اثر ہے
- مسلمانوں کی اک تعداد نکلی بے وطن ہو کر
  حبش یعنی نجاشی کی حکومت میں بنایا گھر

○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ نبوت سے اذن پایا۔
○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کو کاندھے سے لگایا۔
○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کمان کو ہاتھ میں پکڑا۔
○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیر کو کمان سے لگایا۔
○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خانہ کعبہ جا کر نماز کو ادا فرمایا۔
○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار کو مقابلے کے لئے بلایا۔
○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بلانے پر کوئی مدِ مقابل نہ آیا۔
○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ کے سفر کا ارادہ فرمایا۔

- نہیں خوش بخت محتاجانِ عالم میں کوئی ہم سا
  ملا تقدیر سے حاجت روا فاروق اعظم سا
- مثالی ہے جہاں میں زندگی فاروق اعظم کی
  وہ عظمت اور پھر وہ سادگی فاروق اعظم کی
- وہ جن کا نام لینے سے شیاطیں بھاگ جاتے ہیں
  پیامِ مرگ ہے، اور روشنی فاروق اعظم کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پھر یوں کہوا- کفار سے نہ ڈرنے والے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ کفار کو ہر جگہ للکارنے والے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ دن دیہاڑے ہجرت کرنیوالے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۝

سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی عظمت

نَحْمَدُهٗ حَمْدًا كَثِيْرًا عَلٰى اَنْ جَعَلَنَا مِنْ اُمَّةِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّنَا وَسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَصْحَابِ الْجُوْدِ وَالْعَطَاءِ خُصُوْصًا عَلٰى صَاحِبِ الْعَدْلِ وَالْوَفَاءِ سَيِّدِنَا عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ الانفال، آیت: ۶۴)

ترجمہ: "اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! اللہ تجھے کافی ہے اور جتنے مسلمان تمہارے تابع فرمان ہیں۔"

حضرت سعید ابنِ جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی - اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم نبی معظم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تسلی دی کہ اب عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایمان لا چکے ہیں، کوئی پرواہ مت کریں - حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا لَقِیَکَ الشَّیْطَانُ سَالِکًا
فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَکَ غَیْرَ فَجِّکَ - (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۷)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے - جس راستے پر عمر تو چلتا ہے شیطان نہیں چلتا - وہ دُوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے -"

ؔ وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر — اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارقِ حق و باطل، امام الہدیٰ — تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام

ہجرت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ منزل بمنزل سفر کر کے مدینہ طیبہ پہنچ گئے، مگر کسی شیطان مشرک کو یہ جراَت نہ ہوئی کہ آپ کے مدِمقابل آنے کی ہمت کر سکے - مدینہ منورہ پہنچ کر قبا میں رفاعہ بن عبد المنذر کے مہمان ہوئے -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد بہت سے صحابہ کرام نے ہجرت کی، یہاں تک کہ ۱۳ نبوی میں آقائے دو جہاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں جلوہ گر ہوئے -

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار و مہاجرین صحابہ کرام میں بھائی چارہ قائم کر دیا - مہاجر بھائیوں کو انصار صحابہ کرام نے آدھے مال کا مالک بنا دیا - حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدینہ منورہ اسلامی بھائی حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرار پائے، جو قبیلہ بنو سالم کے معزز رئیس تھے - مدینہ منورہ کا اسلام مکہ مکرمہ کی طرح بے بس اور مجبور نہ تھا، بلکہ آزادی و اطمینان کا دَور تھا - وہ وقت آ گیا تھا کہ ارکان اسلام معین کیے جائیں - مسلمانوں کی آبادی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی - دور دراز تک محلے قائم ہو رہے تھے - ضرورت اس امر کی تھی کہ نماز کے لیے کسی علامت کا تعین کیا جائے جس کی وجہ سے لوگ جمع ہو سکیں - حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے

Scanned with CamScanner

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی رائے لی - کسی نے نقارہ و ناقوس بجانے کا مشورہ دیا - کسی نے آگ جلا کر لوگوں کو خبردار کرنے کی تجویز پیش کی - بہرحال یہ مسئلہ زیرِ بحث تھا اور کوئی رائے قرار نہ پائی تھی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر آ نکلے اور مشورہ دیا کہ ایک آدمی اعلان کے لیے کیوں نہ مقرر کیا جائے - حضور سرورِ کونین رحمتِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیا - (صحیح بخاری باب الاذان ص―)

ؔ وہ جن کا نام لینے سے شیاطین بھاگ جاتے ہیں
پیامِ مرگِ ظلمت روشنی فاروقِ اعظم کی!

ؔ ہوئی جراَت ادھر دو گام شیطان کو نہ چلنے کی
رہی زیرِ قدم جو راہ گزر فاروق اعظم کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس راہ پر چلیں شیطان نہیں چلتا -
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کے اعلان کا مشورہ دیا -
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے پر اذان کا حکم دیا گیا -
- حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے تمام عالمِ اسلام پانچ وقت توحید و رسالت سے گونجتا رہے گا -
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے اسلام کا یہ شعارِ اعظم قائم ہے اور قائم رہے گا -

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خشیتِ الٰہی

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت میں انتہائی قرب نصیب ہوا، اس لیے آپ کی عادات و اطوار سنتِ رسول کے مطابق تھے - خوفِ الٰہی کی وجہ سے آپ کی آنکھیں اشکبار رہتی تھیں - آیاتِ قرآنی کو سن کر آپ

غش کھا کر گر جاتے تھے۔ آپ اس قدر روتے تھے کہ آنسو کے بہنے سے دو لکیریں چہرے پر نمودار ہو گئی تھیں۔ آپ صحنِ حرم میں اینٹ کا سرہانا بنا کر آرام فرمایا کرتے تھے۔

وہ صحنِ حرم اور اک اینٹ کا تکیہ — کیا تربیتِ سرورِ عالم کا اثر ہے

ایک روز آپ مسجد سے باہر تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ جارود عبدی بھی تھے۔ راستے پر ایک عورت ملی، آپ نے اس کو سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور کہنے لگی "اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ذرا ٹھہریئے اور میری چند باتیں سنیئے۔" آپ نے فرمایا "جو کہنا چاہتی ہو کہو۔" اس عورت نے کہا "ایک وہ زمانہ تھا جب تمہیں لوگ عمیر کہتے تھے، پھر وہ دور آیا کہ لوگ عمر فاروق کہنے لگے۔ پھر لوگ تمہیں امیر المومنین کہنے لگے، اے عمر! رعیت کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔" یہ سن کر آپ رونے لگے۔ جارود نے اس عورت کو جھڑکا کہ "تو نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو رلا دیا ہے۔" آپ نے فرمایا "اسے کچھ نہ کہو، یہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہیں، جن کا کلام خداوند قدوس جل شانہٗ نے سات آسمانوں پر سنا۔ ان کی باتیں سننا زیادہ مناسب ہے اور ان کا جو کلام' اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر سنا' اس سے مراد اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ کلام مبارک ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۔ (سورۃ المجادلہ، آیت ۱)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ نے سنی اس کی بات جو تم سے اپنے شوہر کے معاملے میں بحث کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی ہے۔" (نور الابصار ص ۷۲)

ایک دفعہ آپ مکان کے دروازے پر سے گزرے۔ ایک شخص قرآنِ کریم کی تلاوت کر رہا تھا، جب اس آیتِ کریمہ پر پہنچا:

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۔ (سورۃ الطور، آیت ۷)

"یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔"

یہ سن کر آپ اونٹ سے اترے اور دیوار کا سہارا لگایا۔ آپ کمزوری کی وجہ سے ایک ماہ تک بیمار رہے، کوئی آپ کا مرض نہ سمجھ سکا۔ (کیمیائے سعادت ص ۵۹۳)

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ الٰہی سے روتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوفِ الٰہی میں کمزور ہو جایا کرتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآنی آیات سن کر بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیاتِ قرآنی سن کر خوف سے بیمار ہو جایا کرتے تھے

قرآن کی آیات' یہ دیتی ہیں گواہی!
تقویٰ جسے کہتے ہیں یہ کردارِ عمر ہے

سیدنا فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا زہد اور قناعت

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زہد اور آپ کی قناعت اعلیٰ درجے کی تھی۔ آپ کے جسم پر کئی کئی پیوند کا کرتا، سر پر پھٹا ہوا عمامہ، پاؤں میں ٹوٹی ہوئی جوتیاں پہنے ہوتے۔ آپ نے کبھی نرم و ملائم لباس نہیں پہنا۔ ایک طرف تو آپ کا لباس سادہ تھا اور دوسری طرف غذا بھی انتہائی سادہ تھی۔ سوکھی روٹی اور سالن زیتون کا تیل معمول میں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ مدینہ طیبہ میں قحط سالی ہو گئی تو آپ نے قسم کھائی کہ قحط سالی دور ہونے تک سوائے زیتون کے اور کوئی سالن نہ کھاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے سالن، روٹی اور دودھ ترک کر دیا۔ یہ قحط نو ماہ جاری رہا۔ آپ کا رنگ سبز ہو گیا۔ مگر قسم کو پورا کیا۔ (طبقات الکبریٰ ج ۱، ص ۱۶)

چونکہ گھی کی بجائے روغنِ زیتون کھانا شروع کر دیا تھا، اس لئے ایک روز شکمِ مبارک میں قر قر ہوا تو آپ نے پیٹ میں انگلی چبھو کر فرمایا "جب تک ملک میں قحط ہے تمہیں یہی کچھ ملے گا۔"

Scanned with CamScanner

حضرت احوص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے گوشت پیش کیا گیا، جس میں گھی پڑا ہوا تھا۔ آپ نے کھانے سے انکار کر دیا، اور فرمایا "یہ ایک سالن نہیں ہے دو سالن ہیں۔ گھی الگ سالن ہے اور گوشت الگ سالن ہے، پھر اس تکلف کی کیا ضرورت ہے کہ دونوں سالنوں کو جمع کر کے کھایا جائے۔

ایک دفعہ یزید بن سفیان نے آپ کی دعوت کی۔ جب دستر خوان پر بعض اچھے کھانے آئے، تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور فرمایا "اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دو گے، تو ضرور بھٹک جاؤ گے۔"

سیدنا حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے راستے میں آپ نے امراء اور خلفاء کی طرح خیمہ نصب نہ کیا، بلکہ جہاں قیام کرتے ہمیشہ درخت کے سائے میں ٹھہرتے تھے اور فرش خاک پر اپنا بستر جما لیتے اور درخت پر کپڑا تان کر سایہ کر لیتے اور دوپہر کاٹ لیتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۰۱)

ایک دفعہ آپ سر پر کپڑا ڈال کر دوپہر میں گشت کے لئے نکلے۔ اسی وقت ایک غلام گدھے پر سوار جا رہا تھا، چونکہ آپ تھک گئے تھے، اس لئے سواری کی خواہش ظاہر کی، غلام فوراً اتر پڑا اور گدھا پیش کیا۔ فرمایا "میں تمہیں اس قدر تکلیف نہیں دے سکتا، تم بدستور سوار رہو میں پیچھے بیٹھ جاتا ہوں۔" اسی حالت میں مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ لوگ حیران ہو رہے تھے کہ غلام آگے بیٹھا ہے اور امیر المومنین اس کے پیچھے سوار ہیں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین سے مالِ غنیمت میں سے حاصل ہونے والا مشک و عنبر گھر پر رکھا، کیونکہ آپ کو ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو نہایت احتیاط سے وزن کر کے مسلمانوں میں تقسیم کر سکے۔ یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے آپ کی اہلیہ محترمہ سرانجام دے سکتی تھیں۔ ایک دن جب آپ گھر تشریف لائے تو

بیوی کی چادر سے خوشبو آئی۔ آپ نے فرمایا "یہ خوشبو کہاں سے حاصل کی؟" بیوی نے عرض کی "مشک تولتے ہوئے ہاتھوں کو لگ گئی تھی، وہ میں نے چادر کو مل دی"۔ آپ نے بیوی کی چادر اُن کے سر سے اتار کر اسے دھونا شروع کر دیا۔ مٹی مل مل کر دھوتے اور سونگھتے تھے۔ جب خوشبو بالکل ختم ہو گئی، تو وہ چادر آپ نے بیوی کے حوالے کی۔ یہ تھا آپ کا تقویٰ اور پرہیز گاری (کیمیائے سعادت صفحہ ۱۷۱)

ؔ عدل ایسا کہ پکڑیں آپ کا کمزور بھی دامن!
رُعب ایسا کہ خود ظلم کا دِل زیر و زبر ہے

امیر المومنین (رضی اللہ عنہ) کا سادہ لباس

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا سے ہرگز کوئی رغبت نہ تھی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ کے جسم مبارک پر کبھی نرم کپڑا نہیں دیکھا تھا۔ آپ کے کرتے میں بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے تھے۔ سر مبارک پر پھٹا عمامہ ہوتا تھا۔ اور پاؤں میں پھٹی ہوئی جوتی ہوتی۔ پھر جب اسی حال میں قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے ملتے تھے، تو مسلمان شرما جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں نے مل کر کہا "اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ دیا اور مسلمانوں کا امیر بنایا ہے، بادشاہوں کے سفراء اور عرب کے امراء آپ کے پاس آتے رہتے ہیں، اس لئے آپ کو اچھا لباس پہننا چاہیئے"؟ آپ فرمانے لگے:۔ "افسوس تم دونوں امہات المومنین ہو کر مجھے دنیا طلبی کی ترغیب دیتی ہو؟ اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس حالت کو بھول گئیں جبکہ تمہارے گھر میں صرف ایک ہی کپڑا ہوتا تھا جسے آپ دن کو بچھاتے تھے اور رات کو اوڑھتے تھے۔ اے حفصہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کیا تمہیں یاد نہیں جب ایک رات تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بستر کو دوہرا کر کے فرش پر بچھا دیا تو اس کی نرمی کی

Scanned with CamScanner

وجہ سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام رات بھر سوتے رہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دی، تو آپ کی آنکھیں کھلیں، تو ارشاد فرمایا:

يَا حَفْصَةُ مَا ذَا صَنَعْتِ ثَنَيْتِ الْمِهَادَ حَتّٰى ذَهَبَ بِيَ النَّوْمُ إِلَى الصَّبَاحِ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا وَمَا شَغَلْتُمُوْنِيْ بِلِيْنِ الْفِرَاشِ۔

(کنز العمال ج ۶، صفحہ ۳۵۰)

"اے حفصہ! یہ تم نے کیا کیا؟ تم نے میرے بستر کو دوہرا کر دیا اور میں صبح تک سوتا رہا۔ مجھے دُنیاوی راحتوں سے کیا تعلق؟ تم نے فرش کی نرمی کی وجہ سے مجھے کیوں غافل کر دیا؟"

ایک دفعہ کرتہ مبارک بہت جگہ سے پھٹ گیا، تو آپ اُس پہ پیوند پر پیوند لگاتے رہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے روکا اور کہا کہ آپ نیا کرتہ سلوا لیں تو فرمایا: "اے حفصہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں مسلمانوں کے مال میں اس سے زیادہ تصرف نہیں کر سکتا"۔

ایک مرتبہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعۃ المبارک کے دن منبر پر خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے کرتے کے پیوند گنے، بارہ شمار میں آئے۔ حضرت ابو عثمان کہتے ہیں کہ میں نے آپ کا پاجامہ دیکھا اس پر چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔

ایک دفعہ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ لوگ ملنے کے لئے آئے۔ آپ کافی دیر تک باہر نہ آئے۔ لوگ انتظار کرتے رہے۔ جب باہر آئے، تو دیر ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ پہننے کو دُوسرا لباس نہ تھا، لہٰذا ان ہی کپڑوں کو دھو کر سوکھنے ڈال دیا اور سوکھنے پر پہن کر باہر تشریف لے آئے۔ (کنز العمال ج ۶ صفحہ ۳۳۲)

ے فقر ایسا کہ دیں قیصر و کسریٰ بھی سلامی
محکم ایسا کہ دریا بھی جھکائے ہوئے سر ہے

فارُوقی رُعب و دبدبہ

ایک دفعہ قیصرِ رُوم کا ایلچی یعنی قاصد مدینہ طیبہ میں آیا اور امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا محل تلاش کرنے لگا اور اُن کا پتہ دریافت کرنے لگا تاکہ قیصرِ رُوم کا پیغام آپ کو پہنچائے۔ لوگوں سے پوچھا، "تمہارے امیر المؤمنین کہاں ہیں؟" تو بتایا گیا کہ "آپ مسجد میں ہیں"۔ وہ آیا تو دیکھا کہ ایک شخص موٹے اور پیوند والے کپڑے پہنے اینٹ سرہانے رکھ کر سویا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر یا ہر گیا اور دل میں سوچا کہ اینٹ کو سرہانا بنانے والا اور اس بے فکری سے آزادانہ سونے والا امیر المومنین نہیں ہو سکتا۔ قاصد لوگوں سے کہنے لگا: "مسجد میں موٹے کپڑے پہننے والا ایک شخص سویا ہوا ہے وہاں امیر المومنین موجود نہیں ہیں"۔ صحابہ کرام نے بتایا کہ "اینٹ کا سرہانا رکھ کر سونے والے ہی امیر المومنین ہیں"۔ اب قیصرِ رُوم کا قاصد دوبارہ مسجد میں آیا اور غور سے دیکھنے لگا۔ وہ آپ کا چہرۂ انور دیکھ رہا تھا۔ آپ کی ہیبت اور حقانیت اس کے دِل پر اُتر رہی تھی اور اُس کا دل آپ کی محبت کی طرف راغب ہو رہا تھا۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ نے یہ واقعہ کچھ اس طرح نقل فرمایا ہے: (اُردو منظوم ترجمہ ساتھ ہی پیشِ خدمت ہے):

ے بر عمر آمد از قیصر یک رسُول — در مدینہ از بیابان نغول
ترجمہ: آیا قاصد قیصری نزدِ عمر — اور مدینہ میں ہوا اُس کا گزر

ے گفت کو قصرِ خلیفہ اے حشم — تا من اسپ و رخت را آنجا کشم
بولا قصرِ شاہی کس جگہ ہے یہاں — تاکہ ٹھہروں اس جگہ پر میں مہماں

ے قوم گفتندش کہ اورا قصر نیست — مر عمر قصرِ جاں روشنیست
قوم بولی محل تو اس کا نہیں — قصرِ فاروقی ہے دل جاں میں نگیں

ے اے برادر چوں نہ بینی قصرِ اُو — چونکہ در چشمِ دلت رست است مُو
تجھ کو اُس کا محل کیا آئے نظر — علّت و حرص و ہوا ہے سر بسر

ے چشمِ دل از مُوئے عِلّت پاک دار　　وان گہ دیدار قصرش چشم دار

ترجمہ: چشمِ دل سے ان عجالوں کو نکال　　پھر نظر اس قصرِ فاروقی پہ ڈال

ے ہر کہ را ہست از ہوس جانِ پاک　　زود بیند حضرت و ایوانِ پاک

جو شخص حرص و آز سے ہو جائے پاک　　جائے اور دیکھے وہی ایوانِ پاک

وہ قاصد کبھی کسی سے کبھی کسی سے پوچھ رہا تھا کہ امیر المؤمنین کا محل کہاں ہے؟ سب نے یہی جواب دیا کہ اُن کا محل تو عرشِ بریں پر ہے، وہ خلیفۂ رسُول ہیں، دُنیاوی بادشاہ نہیں۔ قاصد یہ سُن کر عقیدت مند ہو گیا اور لوگوں سے وہی سوال بار بار کرتا رہا۔ ایک اعرابی (دیہاتی) عورت ملی، تو اُس سے پوچھا۔ اُس عورت نے کہا:

ے دید اعرابی زنے اُو را دخیل　　گفت عمر اینک زیرِ آں نخیل

دیکھا ایک عورت نے اس مہمان کو　　بولی خرموں میں عمر ہیں دیکھ لو،

ے زیرِ خرما بُن ز خلقاں اُو جُدا　　زیرِ سایہ، سایۂ ذات خدا

نیچے درختوں کے ہیں وہ سب سے جُدا　　گویا سایہ میں ہے وہ ظلِّ خدا

ے آمد او آں جا و از دُور ایستاد　　مر عمر را دید لرزہ بر فتاد

دُور کچھ آکر کھڑا وہ ہو گیا　　پھر عمر کو دیکھ تھرانے لگا

ے ہیبت زاں خفتہ آمد بر رسُول　　حالتش خوش کرد بر جانش نزول

ایسی ہیبت سونے کی اِس پر پڑی　　شیر سے جیسے نگاہیں ہوں لڑی

سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اِس قاصد کا دل لرزنے لگا اور کہنے لگا "میں بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں گیا، مگر لرزہ براندام نہ ہوا۔ حیران ہوں یہ کیسی ہیبت و دبدبہ ہے؟" غور و فکر کے بعد بالآخر اِس نتیجے پر پہنچا:

ے ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست　　ہیبتِ ایں مرد صاحب دلق نیست

حق کی ہیبت ہے نہیں یہ خلق کی　　ایسی ہیبت کیا ہو صاحب دِلق کی

ے ہر گز کہ ترسد از حق و تقوای گزید　　ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید

جو ڈرا حق سے ہوا وہ سب پہ شیر　　اِس سے خائف جن و انس اور دلیر

ے اندریں فکرت بحرمت دست بست　　بعد یک ساعت عمر از خواب جست

پھر ادب سے دست بستہ ہو کھڑا　　منتظر اُس شاہِ خُوباں کا رہا

ے

بعد ساعت خواب سے اُٹھے عمر　　مثلِ نورِ حق، مثالِ شیرِ نر

وہ کافر قاصد جو بُغض و عناد اور کینہ و فساد سے بھرا ہوا تھا، سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیبت و جرأت اور سادگی سے متاثر ہو کر کفر کی جنجوں توڑ کر، ظلمت کو چھوڑ کر، مَردِ حق سے ناطہ جوڑ کر مشرّف باسلام ہو گیا۔ سفیرِ باطل بن کر آیا تھا، سفیرِ حق بن گیا۔ (مثنوی مولانا رُوم علیہ الرحمہ)

○ سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زُہد و قناعت اعلیٰ درجے کا تھا۔
○ سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر کئی پیوند والا کُرتا تھا۔
○ سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمامہ پھٹا ہوا تھا۔
○ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جُوتا ٹوٹا ہوا تھا۔
○ سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غذا انتہائی سادہ تھی۔
○ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غذا سُوکھی روٹی تھی۔
○ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مالِ غنیمت کی مُشک دیتے وقت ہاتھ کو پونچھنے والی چادر دھو دی تھی۔
○ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس صرف ایک جوڑا تھا۔
○ سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قیصرِ روم کا قاصد آیا۔
○ سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاصد نے سوتا ہوا پایا۔

Scanned with CamScanner

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر قاصد پر رعب طاری ہوگیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر قاصد لرزنے کانپنے لگا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیدار ہونے پر قاصد ایمان لے آیا

؎ عجب شاہی عدالت ہے عمرؓ دی — عجب شاہی جلالت ہے عمرؓ دی
ہلا کفار دے دل دیوے صاحم — عجب قوت ہے ہمت ہے عمرؓ دی

دُنیا سے بے رغبتی

ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ حضرت عاتکہ بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بطورِ ہدیہ ایک نفیس چادر بھیجی، سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چادر دیکھی تو اُس کو واپس کرتے ہوئے فرمایا: "اے ابوموسیٰ اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمیں اس کی ضرورت نہیں" (کنز العمال ج ۶ ص ۳۵۲)

بیت المال کی حفاظت

ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال کا جائزہ لیا، تو وہاں ایک درہم پڑا ہوا مل گیا، اُسے اٹھا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے کو دے دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم ہوا تو وہ درہم لے کر واپس بیت المال میں جمع کرا دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلا کر فرمایا: "تمہیں آلِ عمر کے علاوہ مدینہ طیبہ میں کوئی کمزور نظر نہ آیا۔؟ تم چاہتے ہو کہ قیامت کے دن تمام اُمتِ محمدیہ کا مطالبہ میری گردن پر ہو" (کنز العمال، ج ۶ ص ۳۵۰)

ایک دفعہ آپ نے بازار ایک موٹا یعنی فربہ اُونٹ دیکھا جو کہ فروخت ہو رہا تھا، آپ نے پوچھا: "یہ اُونٹ کس کا ہے؟" انہوں نے بتایا: "یہ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہے"۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا، تو انہوں نے بتایا کہ "یہ اونٹ کمزور تھا اسے خرید کر سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا گیا۔

اَب چونکہ فربہ ہوگیا ہے، اِس لئے مَیں اسے بیچنا چاہتا ہوں"۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "صاحبزادے چونکہ یہ سرکاری چراگاہ میں پلا ہے، اِس لئے تم صرف قیمتِ خرید کے مُستحق ہو"۔ آپ نے باقی رقم بیت المال میں داخل کردی - (کنز العمال ج ۶ ص ۳۴۶)

؎ جو عرفانِ محمّد کی تمنّا ہے تیرے دِل میں،
تو سیرت ہر گھڑی رکھ سامنے فاروقِ اعظم کی

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینکڑوں ایسے واقعات ملتے ہیں، جو زُہد و تقویٰ، قناعت و صبر، عدل و ہمت سے متعلق ہیں، جن کا یہاں احاطہ کرنا ممکن نہیں۔

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل و عیال کے لئے بیت المال سے صرف روزانہ دو درہم وظیفہ لیتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر و استقلال سے وقت گزارتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زُہد و قناعت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی مُسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہے

آج ادیانِ باطلہ کے سامنے جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مثال پیش کی جاتی ہے تو اُن کی عظمت اور عظیم کارناموں کے سامنے سرِ تسلیم خم ہو جاتے ہیں۔ اِس لئے کہ:

- زُہد میں بے مثل حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
- تقویٰ میں بے مثال حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
- قناعت میں بے مثل حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
- صبر میں بے مثال حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں -
- شجاعت میں بے مثل حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
- عدالت میں بے مثال حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
- جن کے لباس پر کئی کئی پیوند، وہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
- جن کی ہیبت و رعب سے قیصر و کسریٰ کانپ جاتے وہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں

تواضع اور انکساری

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے رعب و دبدبہ سے قیصر و کسریٰ کے ایوانِ حکومت میں لرزہ برپا ہو جاتا تھا۔ اُن کی تواضع اور انکساری کا یہ حال تھا کہ جب لوگوں کے کام کرتے تھک جاتے تو مسجد کے کسی کونے میں فرش پر بے تکلف لیٹ جایا کرتے تھے۔ بیوہ عورتوں اور یتیموں کے لئے آٹے کی بوریاں اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر اُن کے گھر پہنچایا کرتے تھے اور جب خدام میں سے کوئی عرض کرتا "یہ بوجھ میں اٹھا لیتا ہوں، مجھے دے دیں" تو آپ فرماتے، "آج تو یہ بوجھ اُٹھا لوگے، کل قیامت کے دن میرے گناہوں کا بوجھ کون اُٹھائے گا؟" (طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص۱۷۱)

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز صبح سویرے مجھے شک ہوا کہ سامنے کے جھونپڑے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں۔ پھر خیال آیا کہ یہاں امیر المؤمنین کا کیا کام؟ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہاں ایک نابینا ضعیفہ رہتی ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ روزانہ اس کی خبر گیری کے لئے آتے ہیں۔

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاندھے پر مشک رکھ کر بیوہ اور ضعیفہ عورتوں کا پانی بھرتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیوہ اور نابینا عورتوں کی خبر گیری کرتے اور اُن کو بازار سے سودا سلف لا کر دیتے تھے۔
- سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کے کام کرتے کرتے تھک جاتے، تو مسجد کے کسی کونے میں لیٹ جاتے تھے۔

؎ وہ جس کی بات تعمیری، وہ جس کی ذات تسخیری
حقیقت بن کے اُبھری، خواجگی فاروقِ اعظم کی

رضائے الٰہی کے لئے نرمی اور سختی

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی رحم دل تھے، اِن کی رحم دلی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تھی اور اگر آپ غیض و غضب فرماتے تو یہ بھی رضائے الٰہی کے لئے ہی ہوتا۔ اِن کا ہر کام چاہے وہ رحم سے یا غضب میں ہو، اس میں رضائے الٰہی ہی پیشِ نظر ہوتی۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں:

وَاللهِ لَانَ قَلْبِیْ فِی اللهِ حَتّٰی لَھُوَ اَلْیَنُ مِنَ الزُّبْدِ
وَلَقَدْ اَشْتَدَّ قَلْبِیْ فَھُوَ اَشَدُّ مِنَ الْحَجَرِ۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱)

"واللہ! میرا دل رضائے الٰہی کے لئے نرم ہوتا ہے، تو (رضائے الٰہی کیلئے ہی) جھاگ سے بھی نرم ہو جاتا ہے اور (رضائے الٰہی کی خاطر سخت ہوتا ہے، تو پتھر سے بھی سخت ہو جاتا ہے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی غیض و غضب میں آتے تو صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے رسُولِ پاک کی رضا کے لئے۔

حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے پائے کے صحابی تھے، خود ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلے آئے، مگر اہل و عیال مکہ مکرمہ میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فتح مکہ کا ارادہ کیا تو حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل و عیال کی حفاظت کے خیال سے مشرکین میں سے کسی (دورِ شرک کے کسی دوست) کو اطلاع کر دی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو نہایت غصے میں رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی "یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، اجازت دیجئے میں (حاطب کو) قتل کر دوں؟" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منع فرمایا۔ (بخاری شریف کتاب المغازی)

خویصرہ نے ایک دفعہ کہا، "اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عدل کر۔" سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصے سے بے تاب ہو گئے اور اس کو قتل کرنا

چاہا، لیکن رحمتِ عالم، نبیِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا۔

تو معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیض وغضب اپنی ذات کے لئے نہ تھا، بلکہ رضائے خدا اور رضائے مصطفےٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے تھا۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے لئے رحم دل اور مہربان تھے اور آپ کی یہ رحم دلی فقط رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ مصطفوی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے تھی۔

آپ نے مسندِ خلافت پر جلوہ فرما ہوتے ہی اعلان فرمادیا کہ عربوں کے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا جائے۔ (چنانچہ تمام غلاموں کو آزاد کردیا گیا) (یعقوبی ج ۲، ص ۱۵۸)

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدینِ اسلام کی تنخواہیں مقرر فرمائیں تو غلاموں کی تنخواہ بھی آقا کے برابر مقرر کی گئی۔ (فتوح البلدان ص ـــــ)

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی دعوت کی، تو آپ نے دیکھا کہ آقا نے اپنے غلام کو دسترخوان پر نہیں بٹھایا، تو آپ دسترخوان سے صرف اس لئے اُٹھ گئے کہ اُس شخص نے (حقیر سمجھ کر) غلام کو دسترخوان پر نہیں بٹھایا۔ (کنز العمال ج ۲ ص ۲۲۱)

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "جو کوئی غلاموں کو بوجہ عار اپنے دسترخوان پر نہیں بٹھاتا، خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔"
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۸ھ کے قحط میں دُور دراز سے غلہ منگوا کر تقسیم فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قحط کے دَور میں گھی، گوشت اور دیگر مرغوب غذائیں ترک کردیں (محض روغنِ زیتون پر گزارا کیا)
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کے ہاتھ میں قحط کے دَور میں خربوزہ دیکھا تو انتہائی غصہ کا اظہار فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "غلاموں کو عزیز و اقارب سے جُدا نہ کیا جائے۔" کنز العمال ج ۲، ص ۲۲۶

Scanned with CamScanner

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں ہر جگہ لنگر خانے قائم کئے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ہر جگہ مُسافر خانے بنوائے
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں ہر جگہ یتیم خانے بنوائے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں غریبوں، مسکینوں اور بیواؤں کے روزینے مقرر فرمائے۔

خدمتِ خلق

حضور نبی اکرم، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ - (مشکوٰۃ شریف ص ـــ)

"لوگوں میں سے بہتر وہ شخص ہے، جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔"

سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت بنی نوعِ انسان کی خدمت کے لئے مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ مجاہدین کے گھروں میں جاتے اور گھر والوں سے معلوم کرکے بازار سے سودا سلف لا دیتے۔

جنگ کرنے والے مجاہدین کے خطوط آتے تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اُن کے گھروں تک پہنچا دیتے اور پڑھ کر سُنا بھی دیتے۔ اور اگر گھر میں کوئی پڑھا لکھا موجود نہ ہوتا، تو آپ چوکھٹ پر بیٹھ جاتے اور گھر والوں سے پوچھ پوچھ کر اُن کا احوال خط میں لکھ دیتے۔

راتوں کو عموماً گشت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ گشت کرتے ہوئے مدینہ طیبہ سے تین میل دُور مقام حرار کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور دو تین بچے رو رہے ہیں۔ پاس جا کر حقیقت دریافت کی۔ عورت نے بتایا کہ بچے بھوک سے تڑپ رہے ہیں، اُنہیں بہلانے کے لئے خالی ہنڈیا چڑھا رکھی ہے۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس مدینہ طیبہ تشریف لائے اور

آٹا، گھی اور کھجوریں لے کر اُسی وقت روانہ ہو گئے۔ آپ کے خادم اسلم نامی نے کہا: "آقا میں سامان اٹھا لیتا ہوں"۔ آپ نے فرمایا: یہ تو اُٹھا لو گے، مگر قیامت کے دن میرا بوجھ نہ اُٹھا سکو گے اور تمام سامان خود اپنے کاندھوں پر اُٹھا کر اُس عورت کے گھر پہنچ گئے۔ آپ نے خود چولہا پھونکا، اُس عورت نے کھانا پکایا۔ بچے خوشی سے کھانا کھا کر خوش خوش اچھلنے کودنے لگے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ (کنز العمال ج۱۲، ص۳۵۲)

ایک دفعہ آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لیکر رات کو پہرہ دے رہے تھے۔ پہرے کے دوران ایک بدو کے خیمے سے رونے کی آواز آئی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ بدو کی بیوی دردِ زہ میں مبتلا ہے۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر گئے اور اپنی بیوی امِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ساتھ لے کر بدو کے خیمے میں گئے اور امیر المؤمنین کی بیوی نے دائی کے فرائض سرانجام دیئے۔ تھوڑی دیر بعد بچہ پیدا ہوا۔ حضرت امِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پکار کر کہا: "اے امیر المومنین اپنے دوست کو مبارکباد دیجئے بیٹا پیدا ہوا ہے"۔ امیر المومنین کا لفظ سُن کر بدو چونک پڑا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "فکر نہ کرو، کل میرے پاس آنا بچے کا وظیفہ مقرر کر دوں گا۔" (کنز العمال ج۶، ص۳۴۳)

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غیظ و غضب محض رضائے الٰہی کے لئے تھا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دل اہلِ ایمان کے لئے نہایت نرم تھا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہی تمام غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کے اہل خانہ کا سودا سلف لا دیتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کے خطوط اُن کے گھروں تک پہنچا دیتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ راتوں کو گشت فرما کر پہرہ دیتے تھے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ خلق میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عدل

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الرَّبِّ الْحَكِيْمِ الَّذِيْ بَعَثَ لِهِدَايَةِ خَلْقِهٖ رُسُلًا وَّاَنْبِيَآءَ وَجَعَلَ الْخُلَفَاءَ وَالْعُلَمَاءَ وَرَثَةً لَهُمْ مِّنْهُمْ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِنَا الْكَرِيْمِ سَيِّدِنَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥ اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ٥ (سورۃ الصف، آیت ۱۱)

ترجمہ: (اے ایمان والو!) "ایمان رکھو اللہ اور اُس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مال و جان سے جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔"

برادرانِ اسلام! سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے اِس حکم پر عمل کیا اور دشمنِ اسلام کو شکستِ فاش دے کر اپنوں اور غیروں پر ایسا نظامِ عدل و انصاف قائم فرمایا جس کی نظیر نہیں ملتی۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ مختلف ممالک اس دائرہ میں تھے، لیکن اس دائرے کے ایک سرے سے لے کر

Scanned with CamScanner

دُوسرے سرے تک امن وسکون تھا، ہر طرف اطمینان ہی اطمینان تھا۔ آپ کے میزانِ عدل میں شاہ وگدا، امیر وغریب، سب یکساں تھے۔ اپنا بیگانہ آپ کی عدالت میں برابر تھا۔ کنبہ پروری اور اقربا نوازی سے پرہیز واجتناب تھا۔ اپنے تو اپنے، یہود ونصاریٰ بھی آپ کے عدل کے معترف تھے۔ آئین وقانون میں سب برابر تھے، اِسی لئے عدلِ فارُوقی کا چرچا چار دانگِ عالم میں تھا۔ کوئی شخص سر نہ اُٹھا سکتا تھا۔ دُنیا میں اور بھی جاہ وجلال والے صاحبِ اقتدار حاکم گزرے ہیں، جن کی حکومت میں کوئی شخص سر اُٹھا نہ سکتا تھا، مگر اُن کا یہ جاہ وجلال ظلم وناانصافی کی وجہ سے تھا۔ ذرا بھر کسی نے بغاوت کی تو قانون پلٹ دیئے جاتے، سخت ترین سزائیں دی جاتیں، آبادیاں جلا کر خاکستر کر دی جاتیں، عدل وانصاف کا قانون اُلٹ پُلٹ کر رکھ دیا، بلکہ ایک شخص کے جرم پر پورے خاندان کو پکڑ لیا جاتا اور وحشیانہ سزائیں دی جاتیں۔ اِس جابرانہ تشدد کی وجہ سے کوئی سر نہ اُٹھا سکتا تھا۔ یہ سب کچھ جاہ ومملکت اور جابرانہ سیاست کے لئے تھا، مگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں کسی کا سر نہ اُٹھانا حکمِ خدا، سُنّتِ مصطفٰے، دینِ اسلام کی وفاداری، قانونِ اسلام کی پاسداری کے لئے تھا۔ یہود ونصاریٰ کی عدالت میں جب کسی غریب آدمی کا مقدمہ پیش کیا جاتا، تو لاپرواہی اور ناانصافی سے ردّی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا اور جب کسی امیر کے خلاف درخواست دی جاتی، تو امیر سے رشوت لے کر غریب آدمی کو ڈانٹ پلا دی جاتی۔ لیکن عدالتِ فاروقی میں غریب ہو یا امیر سب کا فیصلہ عدل وانصاف، دیانت وامانت سے کیا جاتا تھا، اِسی وجہ سے کوئی شخص ظلم کے لئے سر نہ اٹھاتا تھا اور پوری مملکتِ اسلامیہ میں عدل وانصاف کی وجہ سے اطمینان وسکون تھا، ہر طرف امن کی فضا قائم تھی۔ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ رعب وجلال عدل وانصاف کا مثالی نمونہ تھا۔

اِسلام میں پہل کرنے والوں کو ترجیح

قریش کے چند سردار سیدنا عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملاقات کے لئے آتے۔ جب یہ لوگ آپ کے پاس پہنچے تو اُن سے پہلے حضرت صہیب رُومی، حضرت بلالِ حبشی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پہلے سے وہاں موجود تھے۔ یہ سب آزاد کردہ غلام تھے، جو دُنیاوی مال ومتاع نہ رکھتے تھے۔ حضرتِ فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے ان لوگوں کو بلایا اور سردارانِ قریش باہر بیٹھے رہے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو زمانۂ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے، اُنہیں یہ بات ناگوار گزری اور ساتھیوں سے کہنے لگے، "اللہ تعالیٰ کی شان ہے غلاموں کو دربار میں جانے کی اجازت مل گئی ہے اور ہم لوگ باہر انتظار کر رہے ہیں۔ ساتھیوں میں سے ایک بولے اور کہنے لگے: "بھائیو! سچ تو یہ ہے کہ اسلام نے سب کو ایک آواز (ایک ضابطہ) سے بُلایا ہے، مگر جو پیچھے رہ گیا، وہ بعد میں جانے کا ہی مستحق ہے۔ یہ شکایت ہمیں امیر المؤمنین سے نہیں، بلکہ اپنے آپ سے کرنی چاہیے۔" (کتاب الخراج ص۶۶)

فتحِ قادسیہ کے بعد جب تمام قبائلِ عرب اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی تنخواہیں مُقرر ہوئیں، تو سردارانِ قریش اور قبائل کے بڑے لوگ جو ہر موقعہ پر امتیاز واعزاز کی خواہش رکھتے تھے، اس انتظار میں تھے کہ اس موقع پر بھی تنخواہ کے تقرر میں ان کے ممتاز ہونے کا لحاظ کیا جائے گا اور تنخواہ داروں کی فہرست میں ان کے نام سرِفہرست ہوں گے لیکن سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے جاہ وحشم، قوت وشہرت اور اعزاز وامتیاز کو مٹا کر اور اُن کی توقعات کو خاطر میں نہ لا کر صرف اسلامی خصوصیت قائم کی اور اسلامی خصوصیات کے مطابق تنخواہیں مقرر کیں، جو لوگ پہلے اِسلام لائے تھے یا جن لوگوں نے جہاد میں نمایاں کارنامے سر انجام دیئے تھے، ان کو دُوسروں پر ترجیح دی اور اس ترجیح میں آقا وغلام کا فرق مٹا دیا اور ان کی تنخواہیں برابر مقرر

کیں اور جو لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خصوصیت رکھتے تھے مثلاً اہل بیت اطہار اُن کو ترجیح دی گئی۔ غرضیکہ کسی کے ذاتی وقار، عزت وشہرت کی وجہ سے تنخواہ نہ دی گئی، بلکہ اسلامی نقطۂ نگاہ سے تنخواہ مقرر فرما کر آقا و غلام کا فرق مٹا دیا۔ (فتوح البلدان ص۴۵۶) تو معلوم ہوا کہ:

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدالت میں اوّل اُسے بلایا جو پہلے آیا
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے آنے پر غلاموں کو پہلے بلایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جاہ و مال کی وجہ سے کسی کو اعزاز نہ دیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد میں نمایاں کارنامہ سرانجام دینے والوں کی تنخواہ میں اضافہ کیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوّل اسلام لانے والے مسلمانوں کو زیادہ اعزاز دیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلام اور آقا کی ترجیح کو ختم کر دیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی مساوات میں امیر و غریب کو برابر کیا۔ اُونچ نیچ کا امتیاز مٹا دیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سردار اور غلام میں کچھ فرق نہ رکھا۔

؎ انصاف ہے یکساں عربی و عجمی سے!
معروف مساوات بہرگام ہیں فاروق

؎ منجملہ شاہانِ جہاں قیصر و کسریٰ
ہیبت سے تیری لرزہ براندام ہیں فاروق

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلے کا احترام

بشر نامی ایک منافق (جو بظاہر مسلمان کہلاتا تھا)

کا ایک یہودی سے جھگڑا تھا۔ یہودی کہنے لگا: چلو اس کا فیصلہ مسلمانوں کے نبی اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سے کروالیں۔ مگر بشر کہنے لگا کعب بن اشرف جو یہودیوں کا عالم اور سردار ہے، اسے پنچایت کا سرپنچ بنا لو۔ مگر یہودی جانتا تھا کہ کعب بن اشرف رشوت لے کر فیصلے تبدیل کر دیتا ہے، اس لئے یہودی نے انکار کر دیا۔ آخرکار فیصلے کے لئے بشر کو حضور نبی اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عدالت میں آنا پڑا۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کی گفتگو اور دلائل سُننے اور جو فیصلہ فرمایا وہ یہودی کے موافق تھا یعنی اُس کے حق میں تھا۔ فیصلہ سُننے کے بعد بشر یہودی کے پیچھے پڑا کہ یہ فیصلہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے کرواتے ہیں اور اُسے مجبور کر کے بارگاہِ فاروقی میں لے آیا۔

یہودی نے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ اس کا اور میرا فیصلہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے ہیں، لیکن یہ سرکارِ دو عالم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے سے راضی نہیں اور یہ آپ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، "بہت اچھا! میں ابھی آکر اس کا فیصلہ کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے گئے اور تلوار لاکر اس کا سر قلم کر دیا اور فرمایا: "جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے سے راضی نہ ہو، اُس کے لئے میرے پاس یہی فیصلہ ہے۔" (تفسیر خازن ج۱، ص۳۲۲)

اِس موقع پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:-

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۶۰ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۶۱ (سورۃ النساء، آیت ۶۰، ۶۱)

"کیا تم نے اُن کو نہ دیکھا جن کا دعوٰی ہے کہ وہ ایمان لاتے اس پر جو تمہاری طرف اُترا اور اس پر جو تم سے پہلے اُترا۔ پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا حاکم بنالیں اور اُن کو حکم یہ تھا کہ شیطان کو ہرگز نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دُور بہکا دے اور جب اُن سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی اُتری ہوئی کتاب اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف آؤ، تو تم دیکھو گے منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔"

- مُنافق اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہوگیا۔
- فیصلے کے لئے رسُولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتفاق کیا گیا۔
- حضُور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا۔
- مُنافق دوبارہ فیصلہ کروانے حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔
- یہودی نے فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیصلہ سُنا دیا۔
- سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ سُن کر بہت غصہ آیا۔
- سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر جا کر تلوار کو ہاتھ میں لیا۔
- سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُنافق کا سر قلم کر دیا۔
- سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کی تائید میں آیات کا نزول ہوا۔
- اس فیصلے کو شاعر نے ان الفاظ میں قلمبند کیا گیا ہے:

ہمہ تن عدل تھا سُلطانِ دو عالم کا وجود — اعتماد آپ پر رکھتے تھے نصاریٰ و یہود
اِک یہودی کا مسلماں سے ہوا جھگڑا — کام بن بن کے عداوت سے ہر ایک کا بگڑا
تھا مسلماں بشر نام برائے گفتن — در حقیقت یہ تھا اسلام کا دشمن
صُلح کی جب ہوئی دونوں میں گفت و شنید — ایک دُوسرے کے قول کی کر دی تردید
اِبتدا ہی سے یہودی کو تھا اس پر اصرار — کہ بنا دو شہِ بطحا کو مجاز و مختار
تھا مگر دُوسری جانب یہ بشر کا مقصود — پنچ ہو کعب بن اشرف جو ہے سردار یہود

ڈر یہودی کو یہ تھا کعب کو رِشوت دے کر — فیصلہ بلاشبہ کرا لے گا بشر
ضد یہودی کی رہی بات بشر کی نہ سُنی — دونوں القصہ ہوئے حاضرِ دربارِ نبی
دعوٰیِ مُسلم کا تھا ناکام جو ثابت نہ ہوا — فیصلہ حق میں یہودی کے شہِ دیں نے کیا
جب بشر مجلسِ پُرنور سے آیا باہر — بولا فیصلہ باطل ہے چلو پیشِ عمر
دیکھا پہلے تو یہودی نے حقارت سے اسے — پھر کہا خیر ہے منظور یہ مجھ کو چلئے
فہمِ ناقص سے یہ سمجھا بشر کینہ شعار — کہ عمر جوشِ تعصب کا کریں گے اظہار
دونوں جس وقت یہ دربارِ عمر میں پہنچے — کہہ دیا فیصلہ حضرتِ والا پہلے
کی بشر نے بھی یہودی کے بیاں کی تصدیق — بولے فارُوق کہ کرتا ہوں میں اس کی توثیق
دونوں ٹھہرے رہیں کچھ دیر میں آتا ہوں ابھی — گھر کے اندر گئے یہ کہہ کے عمر فوراً ہی
آئے تلوار بکف صحن مکاں سے باہر — تیغِ عُریاں سے کیا فیصلہ فرقِ بشر
پھر فرمایا کہ جو شخص مُسلماں ہو کر — فیصلہ مانے رسُولِ دوسرا کا نہ اگر
فیصلہ اس کا میں تلوار سے کر دیتا ہوں — ہر مُنافق کو جہنم کی خبر دیتا ہوں
مُعترض فیصلِ عمر پر تھے رفیقانِ بشر — پہنچے سرکار میں کرنے شکایت اکثر
متفکر ہوئے جب سُن کے شہِ دیں یہ خبر — آئے جبریلِ امیں وحیِ الٰہی لے کر
دَب گیا قتلِ منافق سے ہر اک فتنہ و شر — کی سرِ عرش سے اللہ نے تائیدِ عمر

عدلِ فارُوقی

ایک دفعہ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یمن سے کچھ چادریں آئیں۔ آپ نے ان چادروں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک کو چادر دی۔ چادریں تقسیم کرنے کے چند روز بعد آپ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے منبر پر جلوہ گر ہوئے، تو آپ نے دو چادروں کی پوشاک پہنی ہوئی تھی۔ آپ نے (خطبہ کے دوران) ارشاد فرمایا:

اِسْمَعُوْا رَحِمَکُمُ اللّٰہُ۔ "میری بات سُنو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔"

لوگوں میں سے ایک شخص اُٹھا اور کہنے لگا۔ وَاللّٰہِ لَا نَسْمَعُ وَاللّٰہِ لَا نَسْمَعُ۔
"اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نہیں سُنیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہم نہیں سُنیں گے۔"
آپ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے بندے بات تو بتاؤ، کیا بات ہے۔"
وہ شخص کہنے لگا: "ہمیں تو ایک ایک چادر دی ہے اور آپ نے دو چادروں کی پوشاک پہن رکھی ہے؟" سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:
"عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کہاں ہیں؟" عرض کی: "حاضر ہوں۔"
آپ نے فرمایا: "بتاؤ کہ یہ دو چادریں جو مجھ پر ہیں، ان میں سے ایک کس کی ہے؟"
عرض کی: "ابا جان! میری ہے۔" آپ فرمانے لگے: "میرے کپڑے دھو دیئے ہیں اِس لئے میں نے ایک اپنی چادر لی، اور وہ دُوسری چادر میرے بیٹے کی ہے۔"
وہ شخص کہنے لگا، قُلْ اَلْاٰنَ نَسْمَعُ وَ نُطِیْعُ۔ (ریاض النضرۃ ج ۲ ص ۲۷)
"اب آپ فرمائیں، ہم سُنیں گے اور اطاعت کریں گے۔"

اندازہ لگائیں کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں کس قدر آزادانہ عدل و انصاف کا دور تھا۔ ایک عام شخص بھی شک پڑنے پر کھڑا ہو کر امیر المؤمنین سے سوال و جواب کر سکتا تھا۔

؎ فرقِ حق و باطل پر نظر شام و سحر ہے
فارغ زِ غمِ گردشِ ایام ہیں فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حقوقِ زوجین کا لحاظ

ایک دفعہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک عورت اپنے گھر کے چوبارے پر یہ شعر پڑھ رہی تھی ؎

تَطَاوَلَ ھٰذَا اللَّیْلُ وَ اسْوَدَّ جَانِبُہٗ
وَلَیْسَ اِلٰی جَنْبِیْ خَلِیْلٌ لَاعِبُہٗ

"رات کالی ہے اور لمبی ہوتی جارہی ہے، اور میرے پہلو میں میرا دوست نہیں جس سے میں کھیلوں۔"

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اِس عورت کا شوہر جہاد پر گیا ہوا ہے، یہ اس کے فراق و درد میں یہ شعر پڑھ رہی ہے۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ جان کر سخت قلق ہوا اور کہنے لگے کہ میں نے زنانِ عرب پر بڑا ظلم کیا ہوا ہے۔ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا: "عورت مرد کے بغیر کتنے دن بسر کر سکتی ہے؟" وہ کہنے لگیں: "چار ماہ۔"
جب صبح ہوئی تو حکم جاری کر دیا کہ "کوئی سپاہی چار ماہ سے زیادہ باہر نہ رہنے پائے۔"
(یعنی چار ماہ بعد چھٹی ضرور دی جائے۔) (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۱)

عوام کی خبر گیری

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفرِ شام سے واپس مدینہ منورہ آ رہے تھے کہ راستے میں ایک جگہ رعایا کا حال دریافت کرنے کے لئے قافلہ سے الگ ہو گئے۔ سواری سے اُتر کر ایک خیمے کے قریب گئے تو ایک بُڑھیا عورت نظر آئی۔ اس سے پوچھا: "عمر کا کچھ حال معلوم ہے؟" کہنے لگی: "شام سے روانہ ہو چکا ہے، مگر خدا اُسے غارت کرے، اُس کے ہاں سے مجھے آج تک ایک کوڑی بھی نہیں ملی۔" آپ نے فرمایا: "اِتنی دُور کا حال عمر کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟" وہ بڑھیا کہنے لگی: "اگر اُسے رعایا کا حال معلوم نہیں، تو خلافت کیوں کرتا ہے؟" یہ سُن کر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رقّت طاری ہو گئی اور بے اختیار رونے لگے اور پچیس ۲۵ دینار دے کر بڑھیا کو راضی کیا۔ (نور الابصار ص ۷۳، ریاض النضرۃ ج ۲ ص ۷۵)

شیر خوار بچوں کا وظیفہ

ایک دفعہ ایک قافلہ مدینہ طیبہ میں آیا اور شہر کے باہر اُترا۔ آپ اُن کی خبر گیری اور حفاظت کے لئے خود تشریف لے گئے۔ ایک دن پہرہ دیتے ہوئے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک شیر خوار بچہ ماں کی گود میں بچہ رو رہا ہے۔ آپ نے ماں کو تاکید کی کہ بچے کو بہلائے۔ آپ کا کچھ دیر بعد پھر ادھر سے گزر ہوا تو بچہ رو رہا تھا۔ آپ نے غصّے سے فرمایا: "تو بڑی بے رحم ماں ہے، بچہ رو رہا ہے اور تجھے پرواہ نہیں۔"

وہ کہنے لگی: "تمہیں بات معلوم نہیں اور خواہ مخواہ مجھے پریشان کرتے ہو۔ بات یہ ہے کہ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے حکم دیا ہے کہ بچہ جب تک دُودھ نہ چھوڑے اس کا بیت المال سے وظیفہ مقرر نہ کیا جائے گا۔ اِس غرض سے اس کا دُودھ چھڑاتی ہوں اور یہ بچہ روتا ہے۔"
سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رِقّت طاری ہوگئی اور کہنے لگے: "ہائے عمر! تو نے کتنے بچوں کا خون کیا ہوگا؟" اِسی دن سے اعلان کر دیا کہ "بچہ جس دن پیدا ہو، اُسی دن سے وظیفہ مقرر کیا جائے۔" (ریاض النضرہ ص ۴۷/۲)

- ○ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سپاہی کی چھٹی چار ماہ پر مُقرر فرمائی۔
- ○ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفرِ شام میں قافلہ سے علیحدگی فرمائی۔
- ○ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بُڑھیا عورت سے "امیرالمومنین عمرؓ" کے بارے میں دریافت فرمایا۔
- ○ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُڑھیا عورت بُرا بھلا کہہ رہی تھی۔
- ○ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس ۲۵ درہم پر بُڑھیا کو راضی کیا۔
- ○ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینے میں آنیوالوں کا خود پہرہ دیا۔
- ○ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بچے کو روتا ہوا دیکھا۔
- ○ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماں کو بچے کے بہلانے کا حکم دیا۔
- ○ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بچے کی ماں نے سارا ماجرا کہہ سُنایا۔
- ○ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر پیدا ہونے والے بچے کا روزینہ مقرر فرمایا۔

اللہ کریم ہمارے حاکموں کو بھی سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اُسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

مجمع دردولت پہ ہے خاصانِ خدا کا
شہرت ہے کہ فریادرس ہیں فارُوقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۰

سیّدنا عمر فاروقؓ کا جہاد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
لَاسِیَّمَا عَلٰی سَیِّدِنَا عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ اَمَّا بَعْدُ ط
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ط (الصف، آیت ۱۳)

ترجمہ (اور تمہیں پیاری ہے) اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آنے والی۔"

قارئینِ محترم! اِس آیت سے فتحِ مکہ یا فارس و رُوم کی فتح مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائیں۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کافروں سے لڑائیاں، جنگ، فتوحات، عرب و عراق سے لے کر ایران تک پھیلی ہوئی ہیں۔ تمام کا اگر ذکر کیا جائے، تو یہ الگ طویل سیرۃ کی کتاب بن جاتے گی، اِس لئے مختصراً آپ کی فتوحات و انتظاماتِ سلطنت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوۂ بدر میں

غزوۂ بدر اسلام کا پہلا معرکہ تھا جو ۲ھ میں ہوا۔ (تفصیل کنز الخطیب ماہِ رمضان میں ملاحظہ فرمائیں) اس میں سیّدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست و بازو سے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے رُعب و جلال، قوت و دلیری، ہمت و جوانمردی کی وجہ سے آپ کے قبیلہ عدی کا کوئی شخص بھی اِس جنگ میں نہ آیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو آپ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے ازحد مرعوب تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ص۴۹۵)

معرکۂ بدر میں سب سے پہلا شخص شہادت پانے والا سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام مہجع تھا۔ اِس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتحِ عظیم عطا فرمائی۔ قریش کے لوگ اس جنگ میں گرفتار ہوئے، جن کی تعداد ستر تھی، ان میں سے اکثر قریش کے بڑے بڑے سردار تھے۔ اِن سرداروں کا گرفتار ہو کر آنا ان کے لئے بڑی ذلت کا سماں تھا اور مسلمانوں کے یہ قریبی رشتہ دار بھی تھے۔ اِس موقع پر رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے رائے لی کہ "اِن قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟" سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رائے دی کہ "یہ لوگ قرابت والے ہیں، فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔" سیدنا عمر ابنِ خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختلاف رائے پیش کی، اور فرمایا: "اسلام کے معاملہ میں رشتہ دار اور قرابت دار کا کوئی دخل نہیں، سب کو قتل کر دیا جائے اور ہم میں سے ہر شخص اپنے قرابت دار کو قتل کرے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقیل کی گردن ماریں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عباس کا سر قلم کر ڈالیں اور جو فلاں میرا عزیز ہے، میں اُس کا کام تمام کر دوں۔"

(ابن جریر ص۵۰۲، طبری ص۱۳۵۵)

حضور نبی اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کو ترجیح دی اور فدیہ لے کر چھوڑ دینا پسند کیا، تو اس آیتِ کریمہ کا نزول ہوا:۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ ؕ (الانفال، آیت: ۶۷) "کسی نبی کے لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے۔ جب تک زمین میں اِن کا خوب خون نہ بہائے۔"

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدانِ جنگ میں

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جگہ، ہر جنگ اور ہر محاذ پر رسُولِ اکرم نبیٔ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔ غزوۂ اُحد، بدر، سویق، بنو نضیر، خندق، حدیبیہ اور خیبر میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمایاں کارنامے سرانجام دیئے۔ گویا کہ آپ ہر جگہ رسُولِ اکرم نبیٔ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ رہے۔ اِن تمام جنگوں کا تعلق چونکہ سیرۃِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے، اِس لئے یہاں صرف اُن جنگوں کا ذکر کیا جاتا ہے، جو فتوحاتِ فارُوقی ہیں۔

برادرانِ اسلام! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں مرتدین عرب اور مُدعیانِ نبوت کا خاتمہ ہو کر ملکی فتوحات کا آغاز ہو چکا تھا۔ خلافتِ صدیقی کے دوسرے سال سنہ ۱۲ھ عراق میں لشکر کشی ہوئی اور تمام اضلاع فتح ہو گئے۔ سنہ ۱۳ھ میں مُلکِ شام پر حملہ ہوا۔ اِسلامی فوجیں تمام اِضلاع میں پھیل گئیں۔ اِن مہمات کا ابھی آغاز ہی تھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔ پھر خلافت کا منصب فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپا گیا، تو سب سے پہلے سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورِ صدیقی میں شروع ہونے والی مہمات کو تکمیل تک پہنچانا ضروری سمجھا اور عراق کے لئے چونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوج بھیجی تھی، اِس لئے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خلافت کی فتوحات کی ابتدا عراق سے شروع فرمائی جس کی تفصیل یوں ہے:۔

عراق کی فتوحات

فارس کی حکومت کا چوتھا دور ساسانی کہلاتا ہے۔ نوشیرواں عادل کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانۂ نبوت میں نوشیرواں عادل کا پوتا پرویز تخت نشین ہوا۔ یہ انتہائی متکبر و مغرور تھا، اِسی لئے اس کی مضبوط حکومت کی چولیں

Scanned with CamScanner

ہونے لگیں اور اس کے مرنے پر اس کا بیٹا شیرویہ تخت پر بیٹھا۔ شیرویہ نے کل آٹھ ماہ حکومت کی اور اپنے پندرہ بھائیوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اردشیر تخت نشین ہوا۔ چند روز بعد درباریوں نے اسے قتل کر دیا اور جوان شیر کو تخت نشین کیا، وہ ایک سال بعد مر گیا۔ اب اس خاندان کے مردوں کی نسل ختم ہو چکی تھی۔ ایک لڑکا یزدگرد باقی رہ گیا تھا جو بہت چھوٹا تھا، اس لئے پوُرن دخت کو اِس شرط پر تخت پر بٹھایا کہ یزدگرد جب جوان ہو جائے گا، تو وہی تخت و تاج کا مالک ہو گا۔
لیکن پورن کے زمانے میں یہ بات پھیل گئی کہ فارس کے تخت و تاج کا کوئی مالک نہیں، ایک عورت کو برائے نام تخت پر بٹھایا ہے۔ اِس خبر کے ساتھ ہی ملک میں بدامنی اور ابتری پھیل گئی۔ اس خبر کی شہرت قبیلہ وائل تک پہنچی۔ اِس قبیلہ کے دو سردار، مثنیٰ اور شیبانی نے تھوڑے تھوڑے لوگ جمع کئے اور ایلہ شہر کی طرف روانہ ہوئے۔
مثنیٰ اسلام لا کر مسلمان ہو چکے ہیں، مگر ان کا قبیلہ مسلمان نہیں ہوا تھا۔ مثنیٰ دربارِ صدیقی میں حاضر ہوئے اور واپسی پر قبیلہ کو دعوتِ اسلام دی تو سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا اور نو مسلموں کو ساتھ لے کر حضرت مثنیٰ نے عراق کا رُخ کیا۔ اِدھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی مدد کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق روانہ فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کے تمام مقامات فتح کر لئے اور حیرہ پر فتح کا جھنڈا نصب کیا۔ یہ جگہ کوفہ سے تیس (۳۰) میل کے فاصلے پر ہے۔ (حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو عراق کی فتوحات کیں، ان کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں) ادھر ملک شام میں عیسائیوں نے لڑنے کے لئے زور و شور سے تیاریاں کی ہوئی تھیں اور مسلمانوں کے پاس عیسائیوں کے مقابلے کے لئے پورا سامان نہ تھا۔ اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم بھیجا کہ آپ شام کے مسلمانوں کی مدد کے

لئے چلے جائیں اور اپنا جانشین مثنیٰ کو بنائیں۔ اب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو شام روانہ ہو گئے۔ ادھر عراق کی فتوحات رُک گئیں (فتوح البلدان، بلاذری ص۲۲)

عہدِ فاروقی میں فتوحاتِ عراق

یہ تو دورِ صدیقی میں عراق کا حال رہا اور جب امیر المؤمنین، امام المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ گر ہوئے تو سب سے پہلے عراق کی مہم کے لئے متوجہ ہوئے۔ اطراف و اکناف کے ادیار کے بے شمار لوگ آتے ہوتے تھے۔ اِس موقع کو غنیمت سمجھ کر آپ نے جہاد پر وعظ فرمایا، لیکن چونکہ لوگوں کا خیال یہ تھا کہ عراق فارس کا پایۂ تخت ہے، اس کا فتح ہونا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغیر مشکل ہے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین (۳) دفعہ وعظ فرمایا، مگر کوئی اثر نظر نہ آیا۔ چوتھے دن انتہائی جوش و خروش سے تقریر فرمائی، جس سے حاضرین کے دل دہل گئے۔ حضرت مثنیٰ و شیبانی نے اُٹھ کر کہا "اے مسلمانو! میں نے مجوسیوں کو آزما لیا ہے، وہ مردِ میدان نہیں ہیں۔ عراق کے بڑے بڑے اضلاع کو ہم نے فتح کر لیا ہے اور وہ لوگ ہماری طاقت کا لوہا مان گئے ہیں۔" ان کے بعد حضرت ابو عبیدہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ اپنی قوم کے سردار تھے، اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے "اُس کام کے لئے میں حاضر ہوں"۔ آپ کی بات نے حاضرین کو گرما دیا اور سب نے کہا "ہم بھی حاضر ہیں"۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ کے ارد گرد سے ایک ہزار آدمی کو تیار کیا اور اِن کا سپہ سالار حضرت ابو عبیدہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا۔ حضرت ابو عبیدہ ثقفی رضی اللہ عنہ تابعی تھے، اِس لئے خلیفۃ المسلمین نے اُنہیں ہدایت کی کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ہر کام میں مشورہ ضرور کریں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عراق پہنچنے سے پہلے رستم جو کہ گورنر خراسان کا بیٹا تھا۔ اس کے سر پر تاج رکھ کر سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا۔ رُستم نے مسلمانوں کے خلاف غیرت دلائی۔ تمام اِضلاع میں ہنگامہ ہوا اور وہ مقامات

جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح فرمائے تھے، مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستے ہی میں یہ خبر مل گئی تھی، اس لئے آپ نے فوج کو سامانِ جنگ سے آراستہ کیا۔ عراق کی طرف بڑھے۔ مقامِ نمازق پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہو گیا۔ دونوں فوجوں نے صف بندی کی اور دونوں طرف کی فوجوں میں خوب مقابلہ ہوا۔ میمنہ، میسرہ، یہ دونوں عراقی فوج کے اعلیٰ افسر تھے، بڑی ثابت قدمی سے لڑے، بالآخر شکست کھائی اور یہ دونوں گرفتار ہو گئے۔ مردان شاہ کو قتل کر دیا گیا اور اس معرکے میں مسلمانوں کو شاندار فتح نصیب ہوئی۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد سقاطیہ میں لڑائی کی اور ترکی کی فوجِ گراں کو شکست دی۔ اس شکست کے بعد قرب و جوار کے تمام رؤسا خود بخود مطیع ہو گئے۔ نرسی و جابان کی شکست کی خبر جب رستم کو پہنچی تو رستم نے مردان شاہ کو چار ہزار لشکر کے ہمراہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں بھیجا۔ مردان شاہ اہلِ عرب سے دلی عداوت رکھتا تھا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کے افسروں کی یہ رائے تھی کہ فرات سے پار نہ جائیں، مگر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر کشتیوں کا پل باندھا گیا اور تمام فوج پار اتر کر غنیم سے معرکہ آرا ہوئی، چونکہ یہ میدان تنگ و ناہموار تھا اور عربی جوانوں کے لئے ہاتھیوں کا پہلا مقابلہ تھا، اس لئے سخت مقابلہ درپیش آیا اور مسلمانوں کی نو ہزار میں سے تین ہزار فوج باقی بچی۔ اس شکست پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت پریشان ہوئے اور آپ نے زور و شور سے تیاریاں کیں۔ انہوں نے اپنے پُرجوش خطبوں سے اہلِ عرب میں آگ لگا دی۔ تمام قبائل اُمنڈ آئے اور آپ نے ایک لشکرِ جرار تیار کر کے روانہ کیا۔ ادھر حضرت مثنیٰ نے بھی قبائلِ عرب کے سرحدوں کے عربی قبائل کو جوش دلا کر زبردست فوج تیار کر لی۔

جب پوران دخت نے ان تیاریوں کا حال سنا تو اپنی خاص فوج سے بارہ ہزار کا لشکر تیار کیا جو نہایت نبرد آزما تھے۔ مہران بن مہرویہ کو ان کا سالارِ اعظم بنایا۔ حیرہ کے قریب دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں۔ ایک شدید لڑائی کے بعد عراقیوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ مہران بن مہرویہ ایک نوجوان کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حضرت مثنیٰ نے پُل کا راستہ روک لیا اور اتنے عراقیوں کو مارا کہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اس فتح کے بعد مسلمان عراق کے تمام علاقوں میں پھیل گئے۔

آج جہاں بغداد شہر ہے، اس زمانہ میں یہاں بہت بڑی منڈی لگتی تھی۔ حضرت مثنیٰ نے منڈی کے دن حملہ کیا۔ دوکاندار بھاگ گئے۔ اس طرح مسلمانوں کو مالِ غنیمت میں بہت سا نقد و سامان ہاتھ آیا۔ اب قرب و جوار کے مقامات پر مسلمانوں کی پیش قدمی ہوئی، تو سوار کسکر، مراۃ اور فلالیج وغیرہ کے قصبوں میں اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ جب ایران میں یہ خبریں پہنچیں تو ایرانی قوم میں سخت جوش پیدا ہوا۔ حکومت کا نظام بدل دیا۔ پوران دخت معزول کی گئی۔ یزدگرد جو سولہ سالہ نوجوان اور خاندان کا تنہا وارث تھا، اسے تخت پر بٹھا دیا گیا۔ اربابِ حکومت نے متفق ہو کر کام کرنے کا عہد کیا۔ تمام قلعے اور چھاؤنیاں مستحکم و مضبوط کر دی گئیں اور یہ بھی کوشش کی گئی کہ وہ علاقے جو مسلمانوں نے فتح کئے، وہاں بغاوت پھیلائی جائے۔ ان انتظامات کی وجہ سے ایران میں نئی زندگی پیدا ہو گئی اور وہ مقامات جو مسلمانوں نے فتح کئے تھے، واپس لے لئے۔ حضرت مثنیٰ مجبور ہو کر عرب کی سرحد کی طرف لوٹ آئے اور ربیعہ و مضر کے قبائل جو عراق میں پھیلے ہوئے تھے، ایک معین مدت تک جھنڈا اُن کو دے دیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عراقیوں کی تیاریوں اور مکاریوں سے آگاہ کیا۔

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایرانیوں کی تیاریوں کا حال سن کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ بڑے جلیل القدر صحابی اور حضور نبی اکرم رسولِ معظم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماموں جان تھے، نہایت شجاعت و بہادری رکھتے تھے ان کو بیس ہزار لشکر کے ہمراہ عراق کی مہم پر روانہ کیا۔ اِس فوج کی شجاعت کا عالم اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ان میں ستر صحابی وہ تھے جو غازی بدر تھے۔ اسی۸۰ وہ بزرگ تھے، جو فتح مکہ میں شریک ہوچکے تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان نبرد آزمودہ لشکروں کے ہمراہ روانہ ہوتے اور منزل بمنزل چل کر مشراف میں ڈیرے ڈالے تو حضرت مثنیٰ جن کا انتقال ہوچکا تھا، اُن کے بھائی معن آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ موضع ذیقار میں انتظار کر رہے تھے۔ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آملے اور حضرت مثنیٰ نے جو ضروری مشورے دیئے تھے، وہ بیان کئے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایت دی تھی کہ فوج جہاں ٹھہرے، وہاں کے مفصل حالات آپ کو لکھ بھیجے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس جگہ کا نقشہ، لشکر کا پھیلاؤ وغیرہ تمام حالات کی اطلاع آپ کو لکھ بھیجی۔ اِس کے جواب میں دربارِ خلافت سے ایک فرمان آیا، جس میں فوج کی نقل وحرکت، حملے کا بندوبست، لشکر کی ترتیب، اور فوج کی تقسیم کے متعلق ہدایات درج تھیں اور ساتھ ہی یہ حکم تھا کہ مشراف سے بڑھ کر قادسیہ کو میدانِ کارزار قرار دیں اور اس طرح مورچے جمائیں کہ فارس کی زمین سامنے ہو اور عرب کا پہاڑ حفاظت کا کام دے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مشراف سے قادسیہ پہنچ کر مورچے بناتے۔ فوج کو ترتیب دیا اور نعمان بن مقرن کے ساتھ چودہ آدمیوں کو منتخب کیا اور دربار میں شاہِ ایران کے بھیجا تاکہ شاہِ ایران کو اسلام کی ترغیب دیں۔ یہ لوگ سواریاں دوڑاتے ہوئے ۲۰، ۳۰ میل کے فاصلے پر پہنچے۔ یزدگرد نے ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کو سن کر معلوم کیا کہ "یہ کون ہیں؟" بتایا کہ "عرب کے سفیر ہیں۔" ان حضرات نے اسلام کی دعوت دی، مگر یزدگرد غصے میں آگیا اور دعوتِ اسلام کو قبول نہ کیا۔ ایک عرصہ تک دونوں طرف سے سکوت رہا۔ پھر رستم

شاہِ یزدگرد ساٹھ ہزار فوج کی کمان کرتے ہوئے قادسیہ پہنچا۔ رستم جنگ ٹالنے کی کوشش کرتا رہا، مگر مسلمانوں کا دوٹوک فیصلہ تھا = اسلام یا تلوار۔ رستم مجبور ہوکر اسلام سے انکار کرکے جنگ پر اُتر آیا۔

جنگِ قادسیہ

تمام فوج کو کمربندی کا حکم دیا اور رات بھر جنگی تیاریوں میں مصروف رہا۔ فوج کو ترتیب اور اسلحہ سے آراستہ کیا۔ آگے پیچھے تیرہ۱۳ صفیں قائم کیں۔ قادسیہ کا میدان اس کے سپاہیوں سے اس طرح بھرا ہوا تھا کہ آدمیوں کا جنگل نظر آنے لگا۔ ہاتھیوں کے کالے کالے پہاڑ عجب سماں پیش کر رہے تھے۔

دوسری طرف مجاہدینِ اسلام کا لشکر صف بستہ تھا۔ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھروسہ تھا، اُن کا کثیر سامان ان کا ایمان تھا۔ اب خطیب اور شعراء اپنی صفوں سے نکلے اور اپنی سحر بیانی سے فوج کو گرمایا۔ پھر قاریوں نے آیاتِ جہاد سے اہلِ ایمان کو گرمایا، جس سے دل دہل گئے اور آنکھیں سُرخ ہوگئیں۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین نعرے لگائے اور جنگ شروع ہوئی۔ دن بھر دونوں طرف کے بہادر جوہر دکھاتے رہے۔ شام تک ہاتھیوں اور گھوڑوں کے ذریعے مقابلہ جاری رہا۔ جب مکمل تاریکی چھا گئی، تو دونوں فریق خیموں کی طرف لوٹے۔ اگلے دن حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے شہیدوں کی لاشوں کو اُٹھوا کر انہیں دفن کیا۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام عورتوں کے حوالے کیا اور فوج کو کمربندی کا حکم دیا۔ ابھی لڑائی شروع بھی نہ ہوئی تھی کہ شام کے راستے سے غبار اُٹھا۔ تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام سے جو امدادی فوجیں بھیجی تھیں، وہ آپہنچی ہیں۔ یہ چھ ہزار کا لشکر تھا، جو عین جنگ کے وقت آپہنچا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ قاصد بھی آپہنچے، جنہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیش بہا تحائف

Scanned with CamScanner

کے ساتھ بھیجا تھا، اِن میں عربی گھوڑے اور تلواریں بھی تھیں۔ ان (قاصد) لوگوں نے فوج سے پکار کر کہا: "یہ تحائف امیرالمؤمنین نے بھیجے ہیں، ان کا حق ادا کرو۔" اس بات سے جوش و خروش اور زیادہ ہو گیا۔ تمام دن جنگ ہوتی رہی، شام تک دو ہزار مسلمان اور دس ہزار دشمن قتل یا زخمی ہوئے، مگر فتح و شکست کا کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ یہ معرکہ اغواث کے نام سے مشہور ہوا کہ اچانک مدد مل گئی۔

تیسرا معرکہ یوم العماس کے نام سے مشہور ہے۔ اِس معرکہ میں قعقاع نے یہ تدبیر کی کہ چند سوار اور پیدل فوجیوں کو حکم دیا کہ میدانِ جنگ سے دُور ملک شام کی سمت چلے جائیں اور پو پھٹتے ہی سو سو سوار، پھر پیدل میدان کی طرف آئیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ صبح جب پہلا قافلہ آیا اور نعرہ "اللہ اکبر" بُلند کیا تو شور پڑ گیا مسلمانوں کی امدادی فوجیں آ پہنچی ہیں۔ اِدھر ہشام کو ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مُلکِ شام کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ عین موقع پر سات سو سواروں کے ہمراہ پہنچ گئے۔ ایرانیوں نے ہاتھیوں کی کالی آندھیوں سے حملہ کیا جو صفوں کی صفیں کو پلٹ دیتے تھے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت تکلیف اور دشواری لاحق ہوئی۔ اس موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ضخم و سَلَم وغیرہ پارس کے نو مُسلموں سے اس سیاہ بلا کے متعلق مشورہ کیا کہ ان پر کس طرح غلبہ حاصل کیا جائے، تو اُنہوں نے بتایا کہ ان ہاتھیوں کی سونڈھ اور آنکھیں بیکار کر دی جائیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قعقاع، عاصم، حمال، راجیل کو بُلا کر فرمایا کہ یہ مہم تمہارے سپرد ہے۔ ان لوگوں نے ہاتھیوں کو گھیرے میں لے لیا اور برچھے مار مار کر ان کی آنکھیں بیکار کر دیں۔ اب قعقاع سفید ہاتھی کی طرف بڑھے اور اُس کی آنکھیں بیکار کر دیں۔ بس یہ ہاتھی جھرجھری لے کر بھاگا۔ اِس کا بھاگنا تھا کہ تمام ہاتھی اس کے پیچھے بھاگ پڑے۔ اس طرح دم ہی دم میں یہ سیاہ دل چھٹ گئے۔ اب بہادروں کو حوصلہ آزمانے کا موقع مِلا، میدان کارزار گرم ہو گیا،

دن بھر لڑائی جاری رہی، پھر رات میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہ مقابلہ اس زور کا تھا کہ نعروں کی گونج سے زمین ہلتی تھی۔ اسی وجہ سے اس رات کو لیلۃُ الہریر کہتے ہیں۔

ایرانیوں نے اپنی فوج کو نئی ترتیب دی۔ دائیں بائیں درمیان میں تیرہ صفیں قائم کیں۔ مُسلمانوں نے بھی اپنی فوج کی یُوں ترتیب دی کہ سب سے آگے سوار۔ ان کے بعد پیدل اور آخر میں تیر انداز۔ اب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ تیسری تکبیر پر حملہ شروع کر دیں۔ اب لڑائی شروع ہوئی تمام رات لڑائی جاری رہی۔ لوگ لڑ لڑ کر چُور اور نیند کے خمار کی وجہ سے مجبور ہو چکے تھے۔ فتح و شکست کا جب فیصلہ نہ ہوا تو قعقاع نے قبائل کے سرداروں سے چند نامور بہادروں کا انتخاب کیا اور فوج کے سپہ سالار رستم کی طرف رُخ کیا اور رستم استقلال سے لڑتا رہا۔ بالآخر زخموں سے چُور چُور ہو کر بھاگ نکلا اور نہر میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے۔ ہلال نامی مسلمان سپاہی نے پیچھا کیا اور ٹانگیں پکڑ کر نہر سے باہر نکال لایا اور تلوار کا وار کر کے اس کا کام تمام کر دیا۔

ہلال نے اس کی لاش کو خچروں کے پاؤں میں ڈال دیا اور تخت پر چڑھ کر پکارنے لگا کہ رستم کا کام میں نے تمام کر دیا ہے، اس کے ساتھ ہی ایرانی سپاہیوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہزاروں لاشیں زمین پر بکھیر دیں۔ قادسیہ کے معرکے نے خاندانِ کسریٰ کی قسمت کا آخری فیصلہ کر دیا۔ خاندانِ کسریٰ کا عَلَم ہمیشہ کے لئے سرنگوں ہو گیا اور اسلامی عَلَم نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ لہرانے لگا۔ مسلمانوں نے قادسیہ سے آگے بڑھ کر آسانی سے بابل، کوثی، بہرہ، شیرہ، اور مدائن پر قبضہ کر لیا۔

جلولا کی فتح

ایرانیوں نے دار الحکومت مدائن سے نکل کر جلولا کو اپنا فوجی مرکز بنایا۔ یہاں رستم کے بھائی خرزاد نے بہت بڑی فوج جمع کر لی تھی۔ یہ خبر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ کو پہنچی، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا۔ وہاں سے جواب آیا کہ ہاشم بن عتبہ بارہ ہزار فوج لے کر اس مہم پر جائیں۔

Scanned with CamScanner

ہاشم بن عتبہ لشکر کے ہمراہ مدائن سے روانہ ہو کر چوتھے دن جلولا پہنچے جلولا چونکہ نہایت مستحکم مقام تھا اس لئے یہ محاصرہ مہینوں جاری رہا۔ ایرانی وقتاً فوقتاً قلعہ سے نکل کر حملے کرتے رہے، اِس طرح اَسّی معرکے ہوئے، مگر ایرانیوں نے ہر بار شکست کھائی۔ آخرکار زوردار حملہ کیا، قعقاع قلعے کے دروازے تک پہنچ گئے اور مسلمانوں نے بے دریغ لڑائی شروع رکھی، یہاں تک کہ ایک لاکھ آدمی مارے گئے۔ تین کروڑ درہم مالِ غنیمت میں ہاتھ آئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو شاندار فتح عطا فرمائی۔

حضرت زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح کی خوشخبری اور مالِ غنیمت کا کچھ حصہ دے کر مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ حالاتِ جنگ بیان کئے۔ مالِ غنیمت کا ڈھیر مسجدِ نبوی کے صحن میں لگا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی فصاحت و شیریں بیانی پر نہایت خوش ہوئے اور فرمانے لگے، خطیب اسی کو کہتے ہیں، رات کو مالِ غنیمت کا پہرہ کروایا، صبح چادر ہٹائی تو دیکھا کہ درہم و دینار کے علاوہ جواہرات بھی موجود ہیں۔

اِدھر یزدگرد کو جلولا کی شکست کی خبر پہنچی تو حلوان چھوڑ کر رے کو روانہ ہوا۔ قعقاع نے حلوان پر مکمل قبضہ کر لیا اور منادی کروا دی کہ جو لوگ اسلام لائیں گے، وہ محفوظ رہیں گے۔ بہت سے لوگ خوشی سے حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ یہ عراق کی آخری فتح تھی، کیونکہ عراق کی آخری حد یہاں ختم ہوتی ہے۔ (تاریخ طبری ص، کتاب الخراج ص، ابن خلدون ص)

تو معلوم ہوا کہ،

- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند نشین ہوتے ہی اعلانِ جہاد کیا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کی اہمیت پر وعظِ بلیغ فرمایا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطباء کی جماعت کو جہاد کی فضیلت پر وعظ کرنے کا حکم فرمایا۔

- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر خطیبوں نے جہاد کی آگ کو لوگوں کے دلوں میں بڑھکا دیا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس ہزار لشکر کے ساتھ مامور کیا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے عراق کی فتح کو ضروری سمجھا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قادسیہ میں مورچہ جمایا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قادسیہ کی جنگ میں چھ ہزار فوج کی مزید کمک کو بھیجا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے قادسیہ فتح کر کے مدائن پر قبضہ کر لیا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے عراق مکمل فتح ہو گیا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام لوگوں کو فتحِ عراق کا مژدہ سنایا۔
- ○ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتحِ ایران پر مالِ غنیمت کو تقسیم فرمایا۔

؎ دل سے جو پکارو گے عمر کو تو دمِ رزم!
یہ نام ہی شمشیر، یہی نام ہی سپر ہے

؎ سیراب ہے اسلام کے چشموں سے خدائی
بحرِ کرم و مرکزِ انعام ہیں فاروق

؎ عجب شاہی عدالت ہے عمر دی — عجب شانِ جلالت ہے عمر دی
ہلا کفار دے دل دیوے صاکم — عجب قوت ہے ہمت ہے عمر دی

؎ حضرت فاروقِ اعظم کی نرالی شان ہے
واقف اُن کے کارناموں سے ہر اک انسان ہے

Scanned with CamScanner

شام کی فتح

دمشق کی شکست سے رُومی سخت برہم ہوئے اور ہر طرف سے جمع ہو کر بڑے زور و شور اور قوت سے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے تیار ہوئے۔ شام کا ملک چھ قلعوں میں تقسیم ہوتا تھا، جن میں چار بہت مشہور ہیں۔ دمشق۔ حمص۔ اُردن اور فلسطین۔ مسلمانوں نے فحل میں پڑاؤ کیا اور عیسائیوں نے بلیسان میں فوجیں جمع کیں۔ رُومیوں کو مسلمانوں کا سخت ڈر تھا کہ یک لخت حملہ نہ کر دیں، اس لئے انہوں نے نہروں کے تمام بند توڑ دیئے، جس کی وجہ سے تمام راستے رُک گئے، مگر ایمان والوں کا راستہ پانی کے کیچڑ سے بھلا کون روک سکتا ہے؟ مسلمانوں کا استقلال دیکھ کر عیسائی صلح پر آمادہ ہو گئے اور حضرت ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیغام بھیجا کہ کوئی شخص سفیر بن کر آئے۔ آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں پہنچے تو دیکھا، خیمے میں ریشمی فرش لگا ہوا ہے۔ آپ یہ دیکھ کر رُک گئے۔ ایک عیسائی نے کہا "میں گھوڑا تھام لیتا ہوں، تم دربار میں جا بیٹھو۔" حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے: "یہ فرش جو غریبوں کا حق چھین کر بنا ہے میں اس پر نہیں بیٹھتا۔" عیسائیوں سے اب گفتگو شروع ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا، آپ لوگ مسلمان ہو جائیں، ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں، شراب پینا چھوڑ دیں۔ سوّر کا گوشت مت کھاؤ۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم ہمارے مسلمان بھائی ہوئے اور اگر تم مسلمان نہیں ہوتے تو جزیہ (ٹیکس) دو اور اگر یہ بھی نہیں، تو تلوار کا سامنا کرو۔" رُومیوں سے گفتگو پر صُلح کی کوئی صورت نہ بنی تو فحل کے مقام پر خوں ریز معرکہ در پیش آیا۔ تمام میدان خون سے رنگین ہو گیا، بالآخر رُومیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ مسلمان اُردن کے شہر اور اس کے گرد و نواح پر قابض ہو گئے۔ سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو فتح نامہ لکھ بھیجا اور ساتھ ہی یہ لکھا کہ "یہاں کی رعایا (عیسائیوں) سے کیا سلوک کیا جائے؟" آپ نے جواباً حکم دیا کہ "رعایا سے اچھا سلوک کیا جائے۔ ان

Scanned with CamScanner

کی زمین۔ مکانات، گرجے اور عبادت گاہیں سب محفوظ رہیں۔ کسی شخص سے بدسلوکی نہ کی جائے۔" (فتوح الشام ص۱۳۱، تاریخ طبری ص۲۱۵۸ ج۴)

حمص کی فتح

دمشق اور اُردن فتح ہونے کے بعد مسلمانوں نے حمص کا رُخ کیا۔ راستے میں بعلبک، حماۃ۔ شیراز اور معرۃ النعمان فتح کرتے ہوئے حمص پہنچے۔ حمص والوں نے مسلمانوں کا مقابلہ کیا، مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلا حملہ کیا اور اس زور اور جوانمردی سے کیا کہ اُن کے پاؤں اُکھڑ گئے اور رُومیوں نے مصالحت کر لی۔ سالارِ اعظم حضرت ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کر کے لاذقیہ کا رُخ کیا، وہاں مضبوط قلعے تھے، مگر ان قلعوں کو فتح کر لیا اور ان پر قبضہ کر لیا۔ اب حضرت ابُوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرقل کے پایۂ تخت انطاکیہ کا رُخ کیا اور فوجیں وہاں بھیج دیں، مگر دربارِ فارُوقی سے حکم نامہ آ پہنچا کہ اس سال اور آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیا جائے، اس لئے فوجیں واپس آ گئیں۔ یہ سنہ ۱۴ھ کا واقعہ ہے۔

(طبری ص۲۱۵۸، ابنِ اثیر ص)

جو صاف دماغوں ہی کو رکھتا ہے معطّر
اِسلام کے گلشن کا عمر وہ گُلِ تر ہے
تنظیمِ خلافت کا جو آغاز ہیں صدیق
معراجِ فتوحات کے انجام ہیں فارُوق
(رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

جنگِ یرمُوک

رُومی دمشق، حمص وغیرہ سے نکل کر انطاکیہ پہنچے اور ہرقل نے فریاد کی کہ عرب نے تمام شام کو پامال کر دیا ہے اور ہرقل نے چند ہوشیار اور معزز لوگوں کو دربار میں طلب کیا اور کہا، "عرب ساز و سامان، رسد و فوج اور قوت میں تم سے کم ہیں، پھر تم اُن کے مقابل کیوں نہیں ٹھہر سکتے؟" سب خاموش ہو گئے کسی نے جواب نہ دیا۔ ایک بوڑھا کہنے لگا، "عرب کے اخلاق ہم سے اچھے ہیں، وہ

شب بیداری کرتے ہیں، دن کو روزہ رکھتے ہیں، عدل و انصاف غریب و امیر کو نوازتے ہیں۔ رعایا پر عدل کرتے ہیں ۔ جبکہ ہم شراب پیتے ہیں، بدکاری کرتے ہیں، لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ عرب استقلال سے کام کرتے ہیں، ہم استقلال نہیں رکھتے۔"

ہرقل کو سخت غیرت آئی اور عرب کے مقابلے کے لئے روم، قسطنطنیہ، آرمینیہ اور جزیرہ ہر جگہ پیغام بھیج کر تاریخ مقررہ تک فوج جمع کر لی۔ انطاکیہ کے چاروں طرف فوج کا ایک طوفان تھا، جہاں تک نگاہ جاتی تھی وہاں تک فوج ہی فوج تھی۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مفتوحہ علاقے کے افسروں سے مشورہ کیا تمام مفتوحہ علاقے خالی کرکے دمشق میں اپنی طاقت جمع کر لی۔ عیسائیوں سے جو جزیہ (ٹیکس) لیا تھا، وہ ہر جگہ واپس کر دیا گیا۔ اس پر یہود و نصاریٰ اس قدر متاثر ہوئے کہ روتے اور کہتے تھے "خدا تعالیٰ تمہیں جلد واپس لائے۔"

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی تیاری کی یہ خبر ملی تو متفکر ہوتے اور ایک ہزار آدمی حضرت سعید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ مدد کے لئے بھیجے اور قاصد سے کہا: "وہاں جاکر ایک ایک سپاہی کو میرا یہ پیغام دے دو۔"

اَلَا عُمَرُ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ لَكُمْ يَا اَهْلَ
الْاِسْلَامِ اَصْدِقُوا اللِّقَاءَ وَ شُدُّوْا عَلَيْهِمْ شَدَّ
اللُّيُوْثِ وَلْيَكُوْنُوْا اَهْوَنَ عَلَيْكُمْ مِنَ الذَّرِّ فَاِنَّا
قَدْ عَلِمْنَا اَنَّكُمْ عَلَيْهِمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ (کتاب الخراج ص۲۱)

"اے برادران اسلام! عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تمہیں سلام کے بعد پیغام بھیجا ہے کہ پوری سرگرمی سے جنگ کرو اور دشمنوں پر شیروں کی طرح یوں حملہ آور ہو کہ وہ تمہیں چیونٹیوں سے زیادہ حقیر معلوم ہوں۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اور بالآخر فتح تمہارے ہاتھ میں ہے۔"

اُردن کی حدود میں یرموک کا میدان ضروریاتِ جنگ کے لئے انتہائی مناسب تھا اس لئے اس معرکہ کے لئے اس میدان کو متعین کیا گیا۔ رومیوں کی تعداد دو لاکھ تھی، جبکہ مسلمانوں کی کل تعداد تینتیس ۳۳ ہزار تھی، ان میں سے ایک ہزار وہ بزرگ صحابی تھے جنہوں نے چہرۂ والضحیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی زیارت کی تھی۔ ایک سو وہ بزرگ صحابی تھے جو غزوۂ بدر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تھے۔ دیگر تمام سپاہی شجاعت و دلیری کا کوہِ آہن تھے۔ یرموک کی لڑائی شروع ہوئی۔ پہلا معرکہ ہوا تو کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ دوسرے معرکے میں رومیوں نے پورے جوش سے تیاری کی تیس ۳۰ ہزار آدمیوں نے اپنے پاؤں میں بیڑیاں صرف اس لئے ڈال لیں کہ انہیں بھاگنے کا خیال نہ آئے۔ ہزاروں پادری (بشپ) ہاتھوں میں صلیب لئے آگے آگے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر جوش دلاتے تھے۔ اس جوش کے ساتھ فریقین میں جنگ ہوئی۔ میسرہ بن مرزوق نامی پہلوان پر حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار چلائی جس سے یہ ڈگمگا کر گھوڑے سے گر پڑا۔ مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے "شگون اچھا ہے اب انشاء اللہ تعالیٰ فتح ہوگی۔" اس زور سے لڑائی ہوئی کہ سب عیسائیوں نے شکست کھائی اور لڑائی ختم ہوگئی۔

دوسرے دن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عیسائیوں نے قاصد بھیجا تاکہ صلح کے بارے میں گفتگو کی جائے۔ جب قاصد وہاں پہنچا تو شام ہو چکی تھی۔ مسلمانوں نے نماز مغرب کی اقامت کہی اور نہایت سکون و وقار اور محویت و خشوع کے ساتھ نماز ادا کی۔ قاصد تعجب سے دیکھتا رہا۔ نماز کے بعد قاصد نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور آپ سے چند ایک سوال کئے، ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ "تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہو؟ آپ نے

قرآن پاک کی یہ آیاتِ مبارکہ پڑھ کر سنائیں۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ ط (سورۃ النساء، آیت: ۱۷۱)

"اے کتاب والو! اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ تعالیٰ پر نہ کہو مگر سچ، مسیح عیسیٰ مریم (علیہا السلام) کا بیٹا اور اللہ کا رسول ہے۔"

جب مترجم نے ان آیاتِ کریمہ کا ترجمہ جارج قاصد کو سنایا تو وہ پکار اٹھا، "بے شک یہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف ہیں، بیشک تمہارا پیغمبر سچا ہے۔" یہ کہہ کر اس نے کلمۂ توحید پڑھا اور مسلمان ہوگیا اور اس نے واپس جانے سے انکار کردیا، مگر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر پر سفارت و قاصد کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اسے واپس بھیجا۔

اب مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان بڑی خونریز جنگ ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ عیسائی مارے گئے اور تین ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ قیصر انطاکیہ میں تھا۔ اسے جب عیسائیوں کی شکست اور مسلمانوں کی فتح کی خبر پہنچی تو حسرت و افسوس سے ہاتھ ملتا ہوا شام کو الوداع کہہ کر قسطنطنیہ کی طرف روانہ ہوا۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مسلمانوں کی فتح کا پیغام پہنچا تو سجدہ میں گر کر خدا کا شکر ادا کیا۔ (فتوح البلدان ص ۱۲۱/۱۶۲)

ے مسلماں تھے کہ تھیں زہد و ورع کی تصویریں
نمازیں اور تسبیحیں، اذانیں اور تکبیریں

فتح یرموک کے بعد اسلامی فوج اطرافِ ملک میں پھیل گئی اور قنسرین، انطاکیہ، جومہ، سرمین، توزی، قورس، تل، عزاز، دلوک اور رعیان چھوٹے چھوٹے ممالک آسانی سے فتح کر لئے۔

بیت المقدس کی فتح

فلسطین حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا گیا تھا۔ انہوں نے نابلس، لُدا اور عمواس پر قبضہ کرنے کے بعد ۱۶ھ میں بیت المقدس کا رخ کیا۔ عیسائیوں نے ہمت ہار کر صلح کی درخواست پیش کی اور یہ شرط لگائی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہاں آکر خود اپنے ہاتھ سے معاہدہ لکھیں۔

یہ خبر پہنچنے پر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکابر صحابہ سے مشورہ کیا اور اپنا نائب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کر کے خلافت کے کاروبار ان کے سپرد کئے اور ۱۳ رجب کو آپ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سفر انتہائی سادگی سے تھا، مگر ان کی آواز سے زمین دہل جاتی تھی۔ جابیہ کے مقام پر عیسائی افسروں نے آپ کا استقبال کیا۔ چند روز بعد قلعوں، عبادت گاہوں، مال کی حفاظت کا آپ نے معاہدۂ صلح لکھ دیا۔ پھر وہاں سے روانہ ہوکر بیت المقدس پہنچے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "اذان دو۔" حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے "میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یہ عہد کر چکا تھا کہ اب اذان نہ دوں گا، مگر آج آپ کے حکم کو بجا لاتے ہوئے اذان دیتا ہوں۔"

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان پڑھنا تھا کہ صحابہ کرام پر رقت طاری ہو گئی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے روتے بیتاب ہو گئے اور سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہچکی بندھ گئی۔

ے جو صاف دماغوں کو ہی رکھتا ہے معطر!
اسلام کے گلشن کا عمر وہ گلِ تر ہے

ے سیراب ہے اسلام کے چشموں سے خدائی
بحرِ کرم و مرکزِ انعام ہیں فاروق

Scanned with CamScanner

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ عرصہ بیت المقدس ٹھہرے۔ واپسی پر آپ نے تمام ملکوں کا دورہ کیا۔ سرحدوں کا معائنہ کیا۔ مُلک کی حفاظت کا انتظام کیا، پھر آپ مدینہ طیبہ لوٹے۔

متفرق فتوحات

۱۹ھ بیت المقدس فتح کرنے کے بعد بھی مُسلمانوں کو کئی معرکے درپیش آئے۔ حمص پر یہودیوں نے دوبارہ قبضہ کرنے کی کوشش کی، لیکن مسلمانوں نے اُنہیں ناکام بنا دیا۔

قیساریہ

یہ شہر ساحلِ سمندر پر موجود تھا، نہایت ہی آباد اور پُر رونق شہر تھا۔ اِس شہر پر ۱۳ھ میں عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چڑھائی کی اور مدت تک محاصرہ رہا، مگر فتح نہ ہوا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوگئی تو اِن کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا، وہ ۱۷ آدمیوں کے ہمراہ قیساریہ پہنچے، کئی بار حملے کئے مگر فتح حاصل نہ ہوسکی۔ ایک یہودی نے آپ کو سُرنگ کا راہ بتایا، تو بہادر سپاہی اس سرنگ کے ذریعے قلعہ کے اندر پہنچ گئے اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ تمام فوج لوٹ پڑی۔ یہودیوں کی تعداد اسّی ہزار فوج پر مشتمل تھی، جسے کچل دیا اور فتح حاصل کرلی۔

جزیرہ

جزیرہ کی سرحد عراق سے ملی ہوتی تھی۔ جزیرہ پر ۱۶ھ میں عبداللہ بن معتصم مامور ہوئے۔ انہوں نے فوج کشی کی۔ تکریت پر کئی حملے کئے اور ایک ماہ محاصرہ جاری رہا۔ ۲۳ دفعہ سخت حملے کئے۔ بالآخر حکمتِ عملی سے فتح کرلیا۔

خورستان

حضرت مغیرہ بن شعبہ بصرہ کے حاکم مقرر ہوئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۶ھ میں خورستان پر حملہ کیا یہ ۱۷ھ میں معزول ہوئے اور ان کی جگہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر ہوئے۔ آپ نے سروسامان سے حملہ کیا اور اہواز۔ مناذر۔ سوس اور رامہرز کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے خورستان کے صدر مقام شوشتر کا رُخ کیا۔ یہ نہایت مستحکم و مضبوط اور قلعہ بند مقام تھا، لیکن ایک شخص کی راہنمائی سے مسلمانوں نے گھس کر تہہ خانہ کے ذریعے اسے گھیر لیا اور یہاں کا سردار ہرمزان گرفتار ہوگیا۔ اسے مدینہ طیبہ بھیج دیا۔ اس نے مدینہ طیبہ پہنچ کر اسلام قبول کرلیا اور مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا، میں بخوشی مسلمان ہوا ہوں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مدینہ طیبہ رہنے کی اجازت دے دی اور دو ہزار درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا۔ (فتوح البلدان ص۳۷۴، طبری ص—)

مصر

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باصرار حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت لے کر چار ہزار فوج کے ہمراہ مصر پر حملہ کر دیا اور فرما، بلبیس، ام دنیس اور دیگر شہروں کا محاصرہ کرتے ہوئے انہیں فتح کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امدادی فوج کا لکھا۔ خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دس ہزار فوج بمع چار افسروں کے روانہ کی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو افسر مقرر کیا۔ سات ماہ تک حملہ کرتے رہے۔ آخر کار قلعہ فتح ہوا اور مصر کے تمام علاقوں کو فتح کرلیا۔ حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب مصر کی فتح کی اطلاع پہنچی تو بہت خوش ہوئے اور سجدۂ شکر ادا کیا۔

سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایران، عراق، مصر اور شام وغیرہ کی فتوحات کے بعد عام لشکر کشی کی اور بہت سے شہروں کو فتح کیا۔ (اگر یہاں تمام فتوحات کا ذکر کیا جائے، تو تقریباً ایک ہزار صفحات کی ایک الگ ضخیم کتاب بن جائے۔ مگر یہاں اختصاراً اس لئے لکھ دیا ہے تاکہ خطیب حضرات دورِ فارُوقی کی فتوحات کا کچھ حصہ تو بیان کرسکیں اور عوام الناس کی معلومات میں اضافہ کرسکیں۔

تومعلوم ہوا کہ:

- دورِ فاروقی میں عراق سنہ ۱۴ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں قادسیہ سنہ ۱۴ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں شام سنہ ۱۴ھ میں فتح ہوا
- دورِ فاروقی میں جلولا سنہ ۱۶ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں دمشق سنہ ۱۶ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں حمص سنہ ۱۴ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں یرموک سنہ ۱۵ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں بیت المقدس سنہ ۱۶ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں قیساریہ سنہ ۱۹ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں جزیرہ سنہ ۱۶ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں خوزستان سنہ ۱۵ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں عجم سنہ ۲۱ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں مصر سنہ ۲۰ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں آذربائیجان سنہ ۲۲ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں طبرستان سنہ ۲۳ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں فارس سنہ ۲۳ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں کرمان سنہ ۲۳ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں سیستان سنہ ۲۳ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں مکران سنہ ۲۳ھ میں فتح ہوا۔
- دورِ فاروقی میں اسکندریہ سنہ ۲۱ھ میں فتح ہوا
- دورِ فاروقی میں علاوہ ازیں کئی دیگر چھوٹے بڑے علاقے مفتوح ہوئے۔

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت، دس برس چھ ماہ چار دن میں عرب و عجم کے ممالک کو فتح کیا۔
- روم و شام اور ایران کی عظیم الشان حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیا۔
- چند صحرا نشینوں اور بے سروسامان مجاہدینِ اسلام نے عظیم الشان انقلاب برپا کیا۔
- ہر طرف عدل و انصاف کو پھیلایا، ہر چھوٹے بڑے کے ساتھ مساوات کو قائم فرمایا۔ تاریخ ایسی کوئی مثال پیش نہ کر سکی۔
- غیر مسلموں کو یہ کہنا پڑا کہ اگر مسلمانوں میں ایک اور عمر پیدا ہو جاتا تو روئے زمین میں مسلمان ہی ہوتے، غیر مسلم کوئی نظر نہ آتا۔

؎
آپ نے پھیلا دیا دینِ محمد دور دور
ہم مسلمانوں پہ اُن کا یہ بڑا احسان ہے

؎
خدمتِ خلقِ خدا سے آپ نے یہ ثابت کیا
دوسروں کے کام جو آتے وہی انسان ہے

؎
فرقِ حق و باطل پہ نظر شام و سحر ہے
فارغ زِ غمِ گردشِ ایام ہیں فاروق

؎
محبوبِ خدا، صاحبِ اکرام ہیں فاروق
تاجِ شرفِ عالمِ اسلام ہیں فاروق

؎
پھر آج ضرورت ہے تیری نوعِ بشر کو
اِس عہد کا مظلوم، تیرا رہ نگر ہے

؎
یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دونیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ اُن کی ہیبت سے رائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن — نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات و شہادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدَانَا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَسُوْلِنَا مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ
نُجُوْمِ الْہُدٰی مِنْہُمْ سَیِّدُنَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَائِرِ اَصْحَابِہٖ
وَاَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَجٰہَدُوْا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورۃ البقرۃ: آیت ۲۱۸)

ترجمہ: "اور وہ جو ایمان لائے اور وہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑے وہ رحمتِ الٰہی کے امیدوار ہیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔"

برادرانِ اسلام! سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت میں عدل و انصاف اور مساوات پایا جاتا تھا۔ قانون اور انصاف آپ کے دور کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ کی حکومت کا انتظام و انصرام رہتی دنیا تک کے لئے نمونہ ہے۔

ان کی دانائی زمانے بھر میں ہے ضرب المثل
قابلِ تقلید ان کا علم اور عرفان ہے

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلسِ شوریٰ قائم فرمائی۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صوبہ جات و اضلاع بندی فرمائی۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صوبوں کے افسران و عہدے مقرر فرمائے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تنخواہیں اور وظیفے مقرر فرمائے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر مسلموں سے خراج وصول فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصولیٔ زکوٰۃ کو ترتیب دیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محکمۂ قضا (جج) مقرر فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محکمۂ افتاء قائم فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محکمۂ پولیس کو مقرر فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محکمۂ نہر مقرر فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محکمۂ نظامِ عدل قائم فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوجی نظام قائم فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوجیوں کی تنخواہ کو مقرر فرمایا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی تعلیم کے لئے مکتب قائم فرمائے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں امام و مؤذن مقرر فرمائے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قید خانے قائم کروائے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہمان خانے تعمیر کروائے۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھاؤنیاں بنوائیں۔

غرضیکہ تمام امور آپ کے دور میں طے ہو چکے تھے (جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں)

Scanned with CamScanner

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظم و نسق کے ساتھ ساتھ اخلاق و عادات کے محاسن کا بلند پایہ اور اعلیٰ نمونہ تھے۔ حق پرستی، حق گوئی، سادگی، خلوص، ایثار، تواضع و انکساری اور عدل و مساوات کا اعلیٰ وارفع نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سے خصائلِ حمیدہ و فضائلِ ستودہ سے نوازا ہوا تھا۔ آپ اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس قدر ڈرتے اور خشیتِ الٰہی سے لرزتے تھے کہ راستے میں پڑا ہوا ایک تنکا اٹھاتے اور فرماتے: "کاش! میں بھی خس و خاشاک ہوتا۔" (تاریخ الخلفاء ص۱۰۱)

خوفِ خدا ایک روز آپ مکان کے دروازے پر پہنچے، تو ایک شخص یہ آیت تلاوت کر رہا تھا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ۔ یہ سن کر آپ اونٹ سے اتر آئے اور ایک دیوار سے ٹیک لگالی۔ آپ کی کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے لوگ اٹھا کر گھر لے گئے۔ آپ ایک ماہ تک بیمار رہے، مگر کوئی آپ کی بیماری کو نہ سمجھ سکا۔ (کیمیائے سعادت ص۵۹۲)

سیدنا فاروقِ اعظم (رضی اللہ عنہ) کا لباس آپ اپنے جسم مبارک پر ملائم کپڑے نہ پہنتے۔ جسم مبارک پر کئی کئی پیوند کا کرتہ اور سر پہ پھٹا ہوا عمامہ ہوا کرتا۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۰۱)

آپ خلیفۃ المسلمین ہیں، امیر المؤمنین ہیں، عرب و عجم کے بادشاہ ہیں۔
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حکومت سے غیر مسلم کانپتے ہیں، مگر
کرتا پھٹا ہے، لباس موٹا ہے، عمامہ پھٹا ہے، جوتا ٹوٹا ہے۔

بے تکلف سفر حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپ حج کے لئے مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے، تو راستے میں آپ کے لئے امراء کی طرح کوئی خیمہ نہ لگایا گیا بلکہ جہاں بھی آپ راستے میں قیام فرماتے تو اپنے کپڑے اور بستر کسی درخت پر ڈال کر سایہ کر دیتے۔ (تاریخ الخلفاء ص۱۰۱)

تو معلوم ہوا کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباسِ مبارک سادہ، غذا مبارک سادہ، بستر مبارک سادہ، رہائش مبارک سادہ،
آپ کے دل میں خوفِ خدا، اور زہد و تقویٰ کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خاص قرب عطا فرمایا اور اس قرب کی وجہ سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی کرامتیں عطا فرمائیں۔ چند ایک یہ ہیں:۔

حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ایک مرتبہ دورِ خلافت میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے جمعۃ المبارک کے خطبہ میں تین دفعہ ارشاد فرمایا:

یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ۔ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف پناہ لو!

صحابہ کرام علیہم الرضوان و حاضرین نے نہایت تعجب کیا کہ خطبہ کے دوران حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیسا آگیا؟ جمعۃ المبارک کے بعد لوگوں نے پوچھا، یہ ساریہ کا ذکر خطبہ میں کیسے آگیا؟ اس کا خطبے سے کیا تعلق ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

مقام نہاوند (جو مدینہ طیبہ سے تقریباً ۱۵۰۰ میل دور عجم (غیر عرب) میں تھا) مسلمانوں کا لشکر کفار کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور میں نے دیکھا کہ لشکرِ کفار مسلمانوں کو ہر دو طرف سے گھیرے میں لے رہا ہے، تو ایسی حالت میں مسلمانوں کی مدد کے لئے میں نے یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ کہہ دیا۔ آپ سے یہ بات سن کر لوگ حیران ہو گئے اور منتظر رہے کہ لشکر سے کوئی واپس آئے تو حال معلوم کریں۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد خط لے کر آیا، اس میں لکھا ہوا تھا۔ جمعۃ المبارک کے دن دشمن سے ہمارا زور و شور سے مقابلہ ہو رہا تھا کہ نمازِ جمعہ کے وقت ہم نے سنا یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ۔ یہ سن کر ہم پہاڑ سے مل گئے (پہاڑ کی اوٹ میں ہو گئے) جس کی وجہ سے ہمیں غلبہ حاصل ہوا اور دشمن کو سخت شکست ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء ص۹۸، مشکوٰۃ شریف ص۵۴۶، شرح عقائدِ نسفی ص۔)

Scanned with CamScanner

تو معلوم ہوا کہ،

- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۵ سو میل دُور لشکر دیکھ لیا۔
- سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ جمعہ میں یَاسَارِیَۃُ الْجَبَلَ فرمایا۔
- سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان اور آواز کو لشکر نے سُن لیا۔
- سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ طیبہ سے لشکرِ اسلام کی مدد فرمائی۔

اگر تمہاری آواز ٹیلی فون، موبائل، یوفون سے ہزاروں میل دُور جا سکتی ہے، تو بغیر کسی آلہ کے اللہ تعالیٰ کے ولی، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے صحابی امام المسلمین امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز بھی اتنی دُور جا سکتی ہے؟ آپ نے اتنی دُور سے نہ صرف اپنی آواز پہنچائی، بلکہ لشکرِ اسلام کی مدد بھی فرمائی۔ اِسی طرح دُوسرے محبوبانِ خدا بھی دُور سے اپنے عقیدتمندوں کی مدد فرما سکتے ہیں۔

شعر
خُدائی کی حقیقت ہے عیاں ان پر خُدا شاہد
حقیقت بیں، خدا شاہد نظرِ فارُوقِ اعظم کی

شعر
مدینہ سے کہا یا ساریہ، سُوئے جبل دیکھو
تھی یہ روشن ضمیری یہ نظر فاروقِ اعظم کی

شعر
اَجابت چومنے آئی تھی، مُنہ اجابت کا
دُعائیں کس قدر تھیں، پُراثر فارُوقِ اعظم کی

سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مذاق کی سزا

ایک دفعہ سیدنا فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص آیا۔ آپ نے فرمایا، تمہارا نام کیا ہے؟ وہ شخص کہنے لگا: جمرہ (انگارا) آپ نے پوچھا: کس کا بیٹا ہے؟ کہنے لگا: ابن الشہاب (چنگاری کا بیٹا) آپ نے دریافت فرمایا: کس قوم سے ہے؟ حرقہ (جلنے والے) آپ نے پُوچھا، تیرا وطن کونسا ہے؟ کہنے لگا: حرّہ (تپتی بستی)

کس مقام پر رہتے ہو؟ کہنے لگا: ذاتِ لظیٰ (شعلہ دار) آپ نے فرمایا: "جا گھر والوں کی خبر لے، سب جل گئے ہیں۔" جب وہ لوٹ کر گھر پہنچا، تو سارا کنبہ جل چکا تھا۔

(تاریخ الخلفاء ص۹۹، صواعقِ محرقہ ص۱۰۱)

دریائے نیل کے نام خط

مصر کے فتح ہونے کے بعد گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لوگوں نے حاضر ہو کر کہا: "ہمارے ہاں ایک رسم ہے، جب تک وہ رسم پوری نہ کی جاتے، دریائے نیل جاری نہیں ہوتا۔" آپ نے فرمایا: "وہ کون سی رسم ہے؟" لوگوں نے بتایا کہ فلاں تاریخ کو ہم ایک لڑکی والدین سے لے کر عمدہ لباس اور زیور پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اسلام غلط رسموں کو مٹاتا ہے اور ایسی رسم کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ لوگوں نے رسم پوری نہ کی اور دریا کی فراوانی کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ پانی کی تنگی کی وجہ سے وہاں سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ یہ تمام واقعہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین کو لکھ بھیجا۔ حضرت فارُوقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ایک خط لکھا، جس میں لکھا تھا کہ تم نے جو کچھ کیا بالکل صحیح ہے۔ اسلام واقعتاً ایسی رسموں کو مٹاتا ہے اور اس خط میں ایک رقعہ تھا، لکھا کہ یہ رقعہ دریائے نیل میں ڈال دینا۔ گورنر نے خط پڑھا۔ اِس میں لکھا ہوا تھا:

مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ عُمَرَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلٰی نِیْلِ مِصْرَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنْ کُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ قِبَلِکَ فَلَا تَجْرِ وَاِنْ کَانَ اللّٰہُ یُجْرِیْکَ فَاَسْئَلُ اللّٰہَ الْوَاحِدَ الْقَھَّارَ اَنْ یُّجْرِیَکَ۔

"منجانب بندۂ خدا عمرُ امیر المومنین نیل کی طرف۔ اگر تو خود جاری ہے تو نہ جاری ہو اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے جاری کرتا ہے تو میں اللہ واحد قہار سے درخواست کرتا ہوں کہ تجھے جاری فرما دے۔"

Scanned with CamScanner

اِس خط کو دریائے نیل کے حوالے کیا گیا، فوراً پانی آگیا اور کبھی پانی ختم نہ ہوا۔
(تاریخ الخلفاء ص۹۰، صواعقِ محرقہ ص۱۰۰، نُورالابصار ص۷، نزہۃ المجالس ص۱۵۸ ج۲)

بھائیو! یہ رقعہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی انسان یا جن کے نام نہ لکھا، بلکہ دریا کے نام لکھا، ایک شعور نہ رکھنے والی چیز کے نام خط لکھا۔

تو معلوم ہوا کہ کسی کی حکومت انسانوں پر، کسی کی حکومت جنوں اور حیوانوں پر، مگر اولیاء اللہ کی حکومت نہ صرف جنوں اور انسانوں پر بلکہ حجر و شجر اور بحر و بر پر ہوتی ہے اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم پر دریا کیوں نہ جاری ہو، جن کی رفعتِ شان یہ ہے کہ حضور سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا فِي السَّمَاءِ مَلَكٌ إِلَّا يُوَقِّرُ عُمَرَ۔ (صواعق محرقہ ص۹۵)

آسمانوں میں کوئی فرشتہ ایسا نہیں، جو عمر کی عزت نہ کرتا ہو۔

فرشتے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت کرتے ہیں۔
انسان آپ کی غلامی کا دم بھرتے ہیں۔
جنات آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔
دریا آپ کے رُقعہ سے جاری ہوتے ہیں۔

ہوا جاری زمیں پر خشک دریا حکم پاتے ہی
اطاعت کرتے ہیں سب بحر و بر فاروقِ اعظم کی

سُوکھے ہوئے سوتوں سے دریا اُمنڈ آیا
دریا نے بھی حفظ پایا ہے فاروقِ اعظم کا

عدلِ فاروقی کی قسم

ایک دفعہ امیر المومنین سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی لشکر کسریٰ کے شہروں کی طرف روانہ کیا۔ جب لشکر دریائے دجلہ کے کنارے پہنچا، تو کشتی وہاں موجود نہ تھی۔ لشکر کے امیر

حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دریا کو مخاطب کر کے فرمایا: "اے دریا! تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے۔ تجھے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عدل کی قسم ہے تو ہمارے لشکر کو گزرنے دے۔" یہ کہہ کر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سواری کو دریا میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر تمام سپاہیوں نے بھی اپنی سواریوں کو دریا میں ڈال دیا۔ تمام لشکر آپس میں گفتگو کرتے ہوئے اپنی سواریوں سمیت دُوسرے کنارے پہنچ گئے، مگر عجب یہ کہ سواریوں کے سُم بھی تر نہ ہوئے۔

دریا نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام آتے ہی لشکرِ اسلام کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ (نزہۃ المجالس ص۱۶۱)

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

یہ غازی یہ تیرے پُراسرار بندے — جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم اِن کی ٹھوکر سے صحرا و دریا — سمٹ کر پہاڑ اِن کی ہیبت سے رائی

دریا نے عزتِ رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور عدلِ فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی قسم پر لشکر کو راستہ دے دیا۔ دریا عزتِ رسول کو جانتا ہے، دریا عدلِ فاروق اور پیغامِ فاروق کو جانتا ہے۔

ترجمانِ نبی، ہم زبانِ نبی — جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام
وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر — اُس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

سیدنا فاروقِ اعظم رضی کی شہادت

مدینہ طیبہ میں فیروز نامی مجوسی ایک غلام داخل ہوا، اِس کی کنیت ابُولؤلؤ تھی۔ ایک دن یہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں آیا اور

شکایت کی کہ "میرے مالک (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مجھ پر بھاری محصول مقرر کر دیا ہے، آپ کم کر دیجئے۔" آپ نے پوچھا: "محصول کتنا ہے؟" کہنے لگا: "دو درہم روزانہ۔" آپ نے دریافت فرمایا: "تو کیا پیشہ کرتا ہے؟" کہنے لگا: "نجاری، نقاشی اور آہن گری۔" آپ نے فرمایا: "ان صنعتوں کے مقابلے میں یہ محصول کچھ زیادہ نہیں ہے۔" یہ جواب سن کر فیروز دل ہی دل میں ناراض ہو کر چلا گیا۔ دوسرے دن امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر کے لئے نکلے تو فیروز خنجر لے کر مسجد میں آیا۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے کچھ لوگ اس کام پر مامور تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو تو صفیں درست کریں۔ جب صفیں درست ہو جاتیں، تو آپ تشریف لاتے اور امامت کراتے۔ اس دن بھی حسب معمول صفیں درست ہوئیں اور امیر المومنین آگے بڑھے، جوں ہی نماز شروع فرمائی، فیروز مجوسی نے گھات سے نکل کر آپ پر چھ وار کئے جن میں سے ایک ناف کے نیچے لگا۔ امیر المومنین نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ پر کھڑا کر دیا اور خود وہیں زخموں کے صدمہ سے زمین پر گر پڑے۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حالت میں نماز پڑھائی کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سامنے پڑے تڑپ رہے تھے۔ فیروز کو لوگ پکڑنے لگے تو اس نے کئی آدمیوں کو زخمی کیا، بالآخر لوگوں نے پکڑ لیا۔ مگر اس نے خنجر مار کر خودکشی کر لی اور جہنم واصل ہو گیا۔

امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگ اٹھا کر گھر لے آئے۔ ہوش آنے پر سب سے پہلے یہ دریافت فرمایا کہ میرا قاتل کون ہے؟ لوگوں نے بتایا فیروز لولو۔ آپ کے چہرۂ انور پر بشاشت ظاہر ہوئی اور زبان مبارک سے فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ مَنِیَّتِیْ بِیَدِ رَجُلٍ یَّدَّعِی الْاِسْلَامَ۔

(ریاض النضرۃ ص۱۰۲)

"اللہ تعالیٰ کے لئے سب تعریفیں جس نے میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہ کی، جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔"

لوگوں کا خیال تھا کہ زخم زیادہ گہرا نہیں، امید ہے کہ شفا ہو جائے گی، چنانچہ ایک طبیب کو بلایا گیا، اس نے دودھ اور نبیذ پلایا، مگر یہ دونوں چیزیں زخم کی راہ سے باہر آ گئیں، اس سے تمام مسلمانوں پر افسردگی طاری ہو گئی اور یقین ہو گیا کہ اس زخم سے جان سلامت نہ رہے گی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تنہا زخمی نہیں ہوئے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پورا مدینہ طیبہ زخمی ہو گیا ہے، خلافت اسلامیہ زخمی ہو گئی ہے، اس سے بھی زیادہ یہ کہ خود اسلام پاک زخمی ہو گیا ہے۔ غم میں ڈوبے ہوئے لوگ آپ کی عیادت کے لئے آتے تھے اور بے اختیار آپ کی تعریفیں کرتے تھے۔ درحقیقت آپ کی یہ دعا قبول ہو چکی تھی جو آپ شب و روز ان الفاظ میں مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِكَ (عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ) "اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا فرما اور اپنے حبیب مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں موت عطا فرما۔"

امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے پاس حاضر ہوئے تو آپ رو رہی تھیں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلام و پیغام پیش کیا۔ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمانے لگیں: "اس جگہ کو میں اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی، مگر آج میں حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنے پر ترجیح دیتی ہوں۔" حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آئے

Scanned with CamScanner

لوگوں نے عرض کی "یا امیر المومنین! عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "بیٹا! کیا خبر لائے ہو؟" حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے "جو آپ چاہتے تھے۔" آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فرمایا "میری سب سے بڑی تمنا یہی تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پوری ہو گئی ہے۔" (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۱، صواعق محرقہ ص ۱۰۲)

یقیناً آپ کی تمنا پوری ہونا تھی، اس لئے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک دن مسجد میں داخل ہوئے۔ حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی اسی طرح داخل ہوئے کہ ایک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں طرف اور دوسرے صاحب بائیں طرف تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ "اسی طرح ہم قیامت کے دن اُٹھائے جائیں گے۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۰)

جانشینوں کی نامزدگی

جب تک حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کی آنکھوں کے سامنے رہے، اُنہیں نئے انتخاب کا تصور تک نہیں ہوا، وہ یہی سمجھتے تھے کہ شاید اسلام کا یہ خادم یونہی عرصہ دراز تک اُمتِ محمدیہ کی خدمت اور حفاظت کرتا رہے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناگہاں بستر پر گر پڑے تو مسلمانوں کو اب پہلی دفعہ اپنی بے بسی اور اسلام کا احساسِ تنہائی ہوا۔ ایسے وقت میں سب سے اہم مسئلہ خلافت کا تھا۔ اب ہر مسلمان کو سب سے پہلا فکر یہی تھا کہ اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اس اُمت کا محافظ کون ہوگا؟ صحابہ کرام نے حاضر ہو کر عرض کی: آپ خلیفۃ المسلمین کا خود انتخاب فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) میں سے جس کی کثرتِ رائے ہو اُسے خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔ چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کثرتِ رائے پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۵، صواعق محرقہ ص ۱۰۲)

قرض کی ادائیگی

جب آپ قوم کی ذمہ داریوں سے فارغ ہوتے، تو اپنے ذاتی معاملات کی طرف متوجہ ہوتے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلا کر فرمایا: "مجھ پر کتنا قرض ہے؟" عرض کی، ابا جان! چھیاسی ہزار درہم قرض ہے۔" فرمایا: مکان بیچ کر قرض ادا کیا جائے۔ چنانچہ مکان بیچ کر آپ کا قرض اُتار دیا گیا۔

اب کرب و تکلیف کی حالت شروع ہو چکی تھی۔ اسی حالت میں لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: جو شخص خلیفہ منتخب ہو، وہ پانچ جماعتوں کے حقوق کا لحاظ رکھے:۔ "مہاجرین کا، انصار کا، اعراب کا، ان اہلِ عرب کا جو دوسرے شہروں میں جا کر آباد ہوئے اور اہلِ ذمہ کا۔" انتقال سے تھوڑا عرصہ پہلے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: "میرے کفن میں بے جا صرف نہ کرنا، اگر میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر ہوں، تو مجھے از خود لباس مل جائے گا اور اگر بہتر نہیں ہوں، تو بہتر کفن بے فائدہ ہے۔" پھر فرمایا: میرے لئے لمبی چوڑی قبر نہ کھودی جائے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے ہاں مستحقِ رحمت ہوں تو از خود میری قبر حدِ نظر تک وسیع ہو جائے گی اور اگر مستحقِ رحمت نہیں ہوں تو قبر کی وسعت میرے عذاب کی تنگی کو دُور نہیں کر سکتی۔ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصالِ مبارک زخم لگنے کے تین دن بعد یکم محرم ۲۴ھ بعمر ۶۳ سال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت عبدالرحمٰن، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد بن وقاص، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نے قبر مبارک میں اُتارا اور یہ آفتابِ عالمتاب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں دفن کیا گیا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۰۶، صواعق محرقہ ص ۱۰۳، حیوٰۃ الحیوان ص 25/1ج)

مِثالی ہے جہاں میں زندگی فاروقِ اعظم کی
وہ عظمت اور پھر وہ سادگی فاروقِ اعظم کی

دُعائے مستجابِ حضرتِ خیرالرسل وہ ہیں
نہیں ممکن کسی سے ہمسری فاروقِ اعظم کی

ایک اہم گزارش

برادرانِ اسلام و قارئین کرام گزارش ہے کہ سیدنا حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخم ذوالحجہ کو آیا، مگر وصال شریف یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو ہوا۔ کنز الخطیب، ماہِ محرم میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے ماہِ ذوالحجہ میں آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔ بارگاہِ ربّ العالمین میں دُعا ہے کہ بوسیلۂ جلیلہ محبوبِ ربِّ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قیامت کے دن اصحاب و اہل بیت علیہم الرضوان کی صحبت میں اٹھائے اور اُن کے قدموں میں حشر فرمائے، آمین!

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اور کروڑہا فضل و احسان ہے کہ اس خالقِ کائنات نے اپنے حبیبِ مکرم نبیٔ معظم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصدق و توسط سے "کنز الخطیب" کا بارہواں حصہ (ماہِ ذوالحجہ) مکمل کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔

یا اللہ! اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے "کنز الخطیب" کے بارہ حصے اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما ـــــ یا اللہ! اپنے محبوبِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے "کنز الخطیب" کے بارہ حصوں کو قیامت تک فیض کا ذریعہ بنا۔

یا اللہ! اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے "کنز الخطیب" کے بارہ حصوں کو علماء، خطباء، طلباء اور عام مسلمانوں کے لئے مفید بنا ـــــ یا اللہ! اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے "کنز الخطیب" کے بارہ حصوں میں اگر سہواً کوئی غلطی رہ گئی ہو تو معاف فرما ـــــ یا اللہ! اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے "کنز الخطیب" کے مصنف اور معاونین اور قارئین کو دُنیا و آخرت کی اعلیٰ نعمتوں سے سرفراز فرما اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت نصیب فرما۔

یا اللہ! اپنے محبوبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے "کنز الخطیب" کے بارہ حصوں کے مصنف، معاونین، قارئین، اور سامعین کرام کا قیامت کے دن نیکوں کے ساتھ حشر فرما، آمین!

ے سُنیا میں حشر دیہاڑے نِکّا لیکھا پڑسی — بُریاں نوں رب نیکاں پچھے بخش جنت وِچ کھڑسی

والحمد للہ ربّ العالمین۔

کتابیات

القرآن الحکیم
تفسیر روح البیان
تفسیر دُرِّ منثور
تفسیر صاوی
تفسیر جریر
تفسیر مظہری / تفسیر عزیزی
تفسیر خازن
بخاری شریف
مسلم شریف
مؤطا امام مالک
کنز العمال
الشفاء شریف
الترغیب والترہیب
مشکوٰۃ شریف
ترمذی شریف
مسند ابو یعلیٰ
فتح الباری
مسند احمد
جامع الصغیر
مستدرک حاکم
کافی شریف

اسد الغابہ
الاصابہ
نور الابصار
ریاض النضرہ
مدارج النبوۃ
صواعق محرقہ
استیعاب
البدایہ والنہایہ
تاریخ الخلفاء
سیرۃ ابن ہشام
طبقات ابن سعد
مغازی الرسول واقدی
تاریخ طبری
تاریخ ابن خلدون
تاریخ کامل
فتوح البلدان
کیمیائے سعادت
نزہۃ المجالس
دُرِّ مختار
غنیۃ الطالبین
فروع کافی / زاد المعاد

کنز الخطیب کے علاوہ مصنّف کی دُوسری کتاب

کَنزُ الصّلٰوۃ

حبیبِ کبریا، سیّد الانبیاء (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی نماز قرآن وحدیث کی روشنی میں

اِس کتاب میں نمازِ حنفی کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ اِس کتاب میں امام کے پیچھے قرأت پڑھنے کی ممانعت پر حدیث شریف کے کئی حوالے درج کیے گئے ہیں۔

نمازِ عید، نمازِ جنازہ پر متعدد احادیث کے حوالہ جات درج ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے اِس کتاب کو پڑھ کر اپنی نماز درست کرنا انتہائی ضروری ہے۔

ناشر مکتبہ نوُریہ رضویہ گلبرگ اے، فیصل آباد

اَلحَمدُ لِلّٰہ!

"کَنزُ الخطیب" بارہ۱۲ جلدوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس پر کام کا آغاز ۱۹۹۳ء میں ہوا، اور اِس کی تکمیل ۲۰۰۳ء میں ہو رہی ہے۔ مَیں "کنز الخطیب" کے مُعاونین، بالخصوص قاری محمد عُمر یاسط صاحب (ایم۔ اے عربی، ایم۔ اے علومِ اسلامیہ ایم۔ اے اُردو) کا شکر گزار ہوں کہ اُنہوں نے پہلی جلد سے لے کر آخری جلد تک بھرپور ساتھ دینے کے علاوہ تمام جلدوں کی پروف ریڈنگ بھی کی اور جب کبھی میری ہمت جواب دینے لگی تو محترم قاری صاحب نے میری ڈھارس بندھائی۔ ان کے علاوہ جناب حکیم محمد سلیم چشتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنہوں نے ہر ہر لمحے ہمیں اپنی قیمتی اور مفید آراء سے نوازا۔ جناب پروفیسر محمد افضل جوہر صاحب گورنمنٹ فیڈرل کالج، ایچ۔ ۹ اسلام آباد، جنہوں نے نظرِ ثانی کرنے میں ہماری معاونت و راہنمائی فرمائی۔ جناب حکیم عبدالحفیظ صاحب قادری جنہوں نے تزئین و آرائش اور اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔ جناب سیّد حمایت رسُول شاہ صاحب قادری، مدیر مکتبہ نوُریہ رضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد، جنہوں نے انتہائی کاوش اور لگن سے کتاب چھپوا کر اندرونِ مُلک اور بیرونِ مُلک ہر جگہ پہنچانے کی بھرپور سعی فرمائی۔ جناب محمد عاشق حسین ہاشمی صاحب، جنہوں نے کمالِ خلوص و محبت اور محنت سے اِس کتاب کی کتابت فرمائی۔ یہ سب معاونین مبارکباد کے مستحق ہیں۔

مَیں ان تمام حضرات کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں اور دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اس کاوش کو اپنے حبیبِ مکرم شفیعِ معظم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے طفیل قبول فرمائے۔ ہم سب کو سعادتِ دارین اور زیارتِ حرمین شریفین سے بار بار مشرّف فرمائے اور ہماری اس کتاب کو عوام و خواص میں مفیدِ عام بنائے۔ اور میں قارئین کرام کا بھی نہایت شکر گزار ہوں کہ جن کی وجہ سے کتاب ہٰذا کو بے پناہ قبولیت و پذیرائی نصیب ہوئی۔ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین۔

۶ نومبر ۲۰۰۳ء
بمطابق ۱۰ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ
بروز جمعرات، بعد از نمازِ عصر

خادم اہلبیت و اصحاب علیہم الرّضوان
محمّد دین چشتی گولڑوی
مکتبہ حامدیہ مہریہ، گوبند پورہ، فیصل آباد

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تشنگانِ علومِ قرآنیہ کے طلباء وطالبات کیلئے عظیم خوشخبری

قرآن حکیم کی صرفی، نحوی اور لغوی مباحث کے علاوہ عربی گرامر کی اچھوتے اور شاندار انداز میں پیشکش

کنز العرفان فی شرح مفردات القرآن

مؤلفہ: حضرت علامہ محمد دین چشتی گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ

خصوصیات: ★ اس کتاب میں کلمات وتراکیب کا انتخاب پورے قرآن حکیم میں سے کیا گیا ہے ★ کلمات وتراکیب کو قرآن حکیم کی سورتوں اور آیتوں کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے ★ قرآنی کلمات کے مباحث کو نو عدد کالموں میں پیش کیا گیا ہے (۱) سورت وآیت نمبر (۲) کلمات (۳) اردو ترجمہ (۴) کیفیت (۵) کلمہ کی قسم (۶) کلمہ کا مادہ (۷) صیغہ (۸) اعرابی حالت (۹) اردو میں استعمال ★ قواعد والے حصے میں اسم، فعل اور حرف میں سے ہر ایک کے تفصیلی شجرے پیش کئے گئے ہیں۔ ★ اس کتاب کی تیاری میں ماہرین فن کا تعاون شامل رہا ہے ★ کتاب ہذا کی تیاری میں جدید وقدیم تفاسیر اور کتب فن سے استفادہ کیا گیا ہے ★ "کنز العرفان" اسم بامسمیٰ ہے اور سکول وکالج، یونیورسٹی اور عربی مدارس کے طلبا واساتذہ کیلئے یکساں مفید ومعاون ہے

ہدیۂ تشکر: الحمدللہ! "کنز العرفان فی شرح مفردات القرآن" کو طلباء وطالبات کے متعدد مدارس عربیہ میں ترجمہ وتفسیر کی کلاسوں میں بطور نصاب شامل کر دیا گیا ہے۔ مؤلف کتاب اور ادارہ اپنے معاونین اور مخلصین کا شکر گزار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو ہے کہ وہ ہماری اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہم سب کو اس کار خیر پر سعادت دارین عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم)

مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد، فون: ۶۲۶۰۴۶

Scanned with CamScanner